

پاکستانی معیشت کی کیفیت



بینک دولت پاکستان کے مرکزی بورڈ
کی تیسری سہ ماہی رپورٹ برائے سال 2013-14ء



بینک دولت پاکستان

سینٹرل بورڈ آف ڈائریکٹرز

قائم مقام گورنر و چیئرمین

سیکرٹری جنرل

رکن

رکن

رکن

رکن

رکن

رکن

رکن

رکن

کارپوریٹ سیکرٹری

جناب اشرف محمود و تھرا

ڈاکٹر وقار مسعود خان

مرزا قمر بیگ

جناب محمود مانڈوی والا

جناب شاہد احمد خان

جناب ایم نواز ٹوانہ

جناب اسکندر محمد خان

خواجہ اقبال حسن

جناب محمد ہدایت اللہ

جناب ظفر مسعود

محترمہ سحر بابر

نامہ ترسیل

بینک دولت پاکستان
کراچی
10 جولائی 2014ء

محترم چیئرمین،

اسٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ 1956ء کی شق 9 اے (ایف) کے تحت، پاکستان کی معیشت کی کیفیت سے متعلق اسٹیٹ بینک کے مرکزی بورڈ آف ڈائریکٹرز کی تیسری سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 2013-14ء پیش خدمت ہے۔
نیک خواہشات کے ساتھ

آپ کا مخلص

(اشرف محمود تھرا)
گورنر

سید نیر حسین بخاری
چیئرمین
سینیٹ
اسلام آباد

نامہ ترسیل

بینک دولت پاکستان
کراچی
10 جولائی 2014ء

محترم اسپیکر،

اسٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ 1956ء کی شق 9 اے (ایف) کے تحت، پاکستان کی معیشت کی کیفیت سے متعلق اسٹیٹ بینک کے مرکزی بورڈ آف ڈائریکٹرز کی تیسری سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 2013-14ء پیش خدمت ہے۔

نیک خواہشات کے ساتھ

آپ کا مخلص

(اشرف محمود تھرا)
گورنر

سردار ایاز صادق
اسپیکر
قومی اسمبلی
اسلام آباد

اظہارِ تشکر

منتظم مطبوعہ

محمد فاروق عاربی

اداریہ

ڈاکٹر مشتاق اے خان

تجزیہ

اسما خالد (ادائیگیوں کا توازن)، فاطمہ خالق (نئی شعبے کا قرضہ)، محمود الحسن خان (زری شعبہ)، محمد اکمل (تجارت)، محمد فاروق عاربی (بیرونی شعبہ)، محمد عمر (گرائی)، صباحت (بڑے پیمانے کی اشیا سازی اور خدمات)، سید خرم جعفری (مالیات اور قرضہ)، سید ساجد علی (حقیقی پیداوار کا شعبہ)، سید ذوالقرنین حسین (زری مجموعے)، وسیم فضل الرحمن (محاصل)۔

جائزہ پینل

ریاض ریاض الدین، محمد اشرف خان، سید عرفان علی، سید شمس حسین
اور محمد علی ملک

اندرونی مطبوعات جائزہ کمیٹی

ظفر مسعود (چیئرمین)، مرزا قمر بیگ (رکن) اور محمد ہدایت اللہ (رکن)

مرکزی بورڈ آف ڈائریکٹرز
کی مطبوعات جائزہ کمیٹی

شعبہ اقتصادی پالیسی جائزہ قابل قدر مشورے فراہم کرنے پر شعبہ ہائے زری پالیسی، تحقیق اور شماریات کا شکر گزار ہے۔

quarterly.report@sbp.org.pk

تبصرے اور سوالات کے لیے:

ترجمہ طیم

نگراں

سہیل انجم

مترجمین

شجاعت علی
منصور احمد

ترتیب و آرائش

ذیشان سلیمان

فہرست

1	عمومی جائزہ	1-
11	حقیقی شعبہ	2-
11	عمومی جائزہ	2.1
12	زراعت	2.2
14	صنعت	2.3
19	خدمات	2.4
21	گرانی اور زری پالیسی	3-
21	عمومی جائزہ	3.1
22	سیالیت کی صورت حال	3.2
25	زرعی مجموعوں میں پیش رفت	3.3
32	گرانی	3.4
39	مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ	4-
39	مالیاتی کارروائیاں	4.1
41	محاصل	4.2
43	اخراجات	4.3
45	صوبائی مالیاتی سرگرمیاں	4.4
48	سرکاری قرضہ	4.5
50	سرکاری بیرونی قرضہ	4.6

55	بیرونی شعبہ	5-
55	5.1 عمومی جائزہ	
58	5.2 جاری کھاتہ	
59	5.3 سرمایہ کھاتہ	
60	5.4 مالی کھاتہ	
62	5.5 ذخائر اور شرح مبادلہ	
67	5.6 بیرونی تجارت	
71	فہرست اصطلاحات	

1 عمومی جائزہ

جدول 1.1: منتخب معاشی اظہار				
م 14ء	م 13ء	م 12ء		
شرح نمو (فیصد)				
4.1	3.7	3.8	جولائی تا جون	حقیقی جی ڈی پی
2.1	2.9	3.6	جولائی تا جون	زراعت
5.8	1.4	2.5	جولائی تا جون	صنعت
5.3	4.1	1.1	جولائی تا جون	جس میں بڑے پیمانے پر اشیا سازی
4.3	4.9	4.4	جولائی تا جون	خدمات
3.0	0.0	2.5	جولائی تا مارچ	برآمدات
3.3	-0.6	15.8	جولائی تا مارچ	درآمدات
17.9	4.9	25.1	جولائی تا مارچ	ٹیکس حاصل (ایف بی آر)
8.6	8.0	10.8	جولائی تا مارچ	صارف اشاریہ قیمت (مدنی اوسط)
10.0	4.1	6.4	جولائی تا مارچ	نئی شے کو قرض
5.9	9.0	8.2	جولائی تا مارچ	رشد زر (زر 2)
ارب ڈالر				
12.2	11.8	16.3	30 اپریل	مجموعی سیال ذخائر
12.9	11.0	10.9	جولائی تا اپریل	ترسیلات زر
3.0	1.3	0.6	جولائی تا اپریل	خالص بیرونی سرمایہ کاری
فیصد جی ڈی پی				
3.2	4.7	4.5	جولائی تا مارچ	مالیاتی خسارہ
5.0	5.0	5.3	جولائی تا اپریل	تجارتی خسارہ
0.9	0.5	1.4	جولائی تا اپریل	جاری کھاتے کا خسارہ
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات، بینک دولت پاکستان، فیڈرل بورڈ آف ریونیو				

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات، بینک دولت پاکستان، فیڈرل بورڈ آف ریونیو

مالی سال 14ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران پاکستانی معیشت نے بظاہر نیا موڑ کاٹا ہے۔ کئی برسوں تک پست نمو کے بعد معیشت کے بارے میں احساسات بہتر معلوم ہوتے ہیں۔ اس کی عکاسی حقیقی جی ڈی پی نمو کی دوبارہ افزائش، نجی شعبے کو قرضے میں اضافے، مالیاتی خسارے پر قابو، گرانی کے امکانات میں کمی، زیر مبادلہ کے ذخائر کے تیزی سے بڑھنے اور شرح مبادلہ کے بڑھنے اور بعد ازاں مستحکم ہونے سے ہوتی ہے۔

اگرچہ احساسات میں یہ تبدیلی ایک یکبارگی گرانٹ سے منسوب کی جاسکتی ہے تاہم (اس سے پہلے اور اس کے بعد) یکے بعد دیگرے کئی واقعات نے بظاہر اس مثبت تبدیلی کو مستحکم کیا ہے۔ مثال کے طور پر توانائی کی قلت سے نمٹنے کے لیے حکومت کا عزم، کاروبار دوست پالیسیوں کا بڑھتا ہوا تاثر اور بیرونی رقوم کی آمد جو کئی برسوں سے متوقع تھی، حال ہی میں حقیقت کی صورت میں ڈھل گئے ہیں۔ خاص طور پر تھری جی رفور جی لائسنسوں کی نیلامی، یورو بانڈ کے

توسط سے توقع سے بڑھ کر آمد رقوم، بین الاقوامی مالی اداروں سے پروگرام قرضوں اور زرمبادلہ کو سہارا دینے کی اسٹیٹ بینک کی کوششوں نے ملک کے بیرونی شعبے کے تناظر کو بہت بہتر بنایا ہے، اور کسی قدر مالیاتی پوزیشن کو بھی۔

بہر حال بہتری کی ان علامات کی بنا پر معیشت کو درپیش مشکلات نظر انداز نہیں کی جانی چاہئیں اور بے حد ضروری ساختی اصلاحات کی کوششیں جاری رہنی چاہئیں۔ اس مثبت صورت حال سے وسط مدت میں پائیدار معاشی نمو کی جانب پیشرفت کے لیے مضبوط پلیٹ فارم مل گیا ہے۔

م 14ء میں اقتصادی سرگرمیوں کی بحالی اہم پیش رفت ہے۔ حقیقی جی ڈی پی نمو 4.1 فیصد ہے جو پچھلے پانچ برسوں کی بلند ترین شرح ہے۔ بہر حال یہ نمو وسیع البنیاد نہیں اور اسے بنیادی طور پر تعمیرات اور بڑے پیمانے پر اشیا سازی (LSM) سے تحریک ملی ہے۔ بڑے پیمانے پر اشیا سازی کی نمو زیادہ تر دو چیزوں (چینی اور کھاد) کی وجہ سے م 14ء کی پہلی ششماہی میں ہوئی اور دوسری ششماہی میں اس کے جاری رہنے کا امکان نہیں¹۔ جیسا کہ آئندہ ذکر آئے گا، یہ ناہموار نمو ساختی عدم توازن سے منسوب کی جاسکتی ہے جس سے نمٹنا ضروری ہے۔

بہر صورت، سال کی دوسری ششماہی میں کچھ اہم واقعات پیش آئے جن سے کاروباری اعتماد بہتر ہوا:

- ایک دوست ملک سے (فروری اور مارچ 2014ء) 1.5 ارب ڈالر گرانٹ کی وصولی سے پاکستانی روپے کی قیمت میں تیزی سے اضافہ ہوا اور بازار مبادلہ میں احساسات تبدیل ہو گئے (تفصیلات کے لیے دیکھئے پانچواں باب)²،
- یورو بانڈ اجرا کا ہدف 500 ملین ڈالر تھا لیکن حکومت 2 ارب ڈالر اکٹھا کرنے میں کامیاب رہی،³
- تھری جی رفریجی لائنوں کی نیلامی جس کا طویل عرصے سے انتظار تھا بالآخر انجام پائی جس سے 1.1 ارب ڈالر آئے،
- اتحادی سپورٹ فنڈ کے تحت پاکستان کو فروری 2014ء میں 355 ملین ڈالر اور مئی 2014ء میں 370 ملین ڈالر موصول ہوئے، اور
- پاکستان ای ایف ایف کے حوالے سے صحیح راستے پر گامزن رہا جس کے نتیجے میں ایشیائی ترقیاتی بینک اور عالمی بینک سے برسوں بعد پروگرام قرضوں کی بحالی ممکن ہوئی۔ ان قرضوں سے بجلی، تعلیم، سماجی خدمات اور مجموعی معاشی ترقی کے شعبوں میں اصلاحات کرنے میں مدد ملنی چاہیے۔

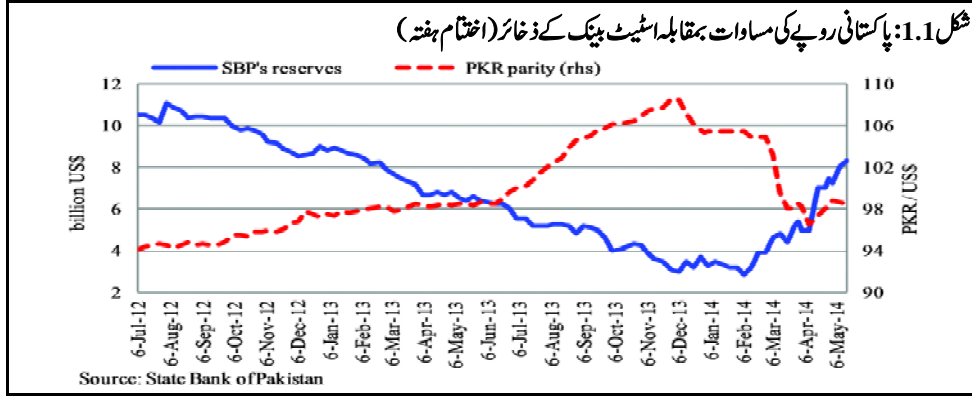
جیسا کہ شکل 1.1 میں دکھایا گیا ہے، ان رقم کی آمد سے نہ صرف شرح مبادلہ مستحکم ہوئی بلکہ اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر بھی تیزی سے بڑھ گئے۔ 30 مئی 2014ء کو اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر 8.7 ارب ڈالر ہو گئے جبکہ آخر دسمبر 2013ء میں صرف 3.5 ارب ڈالر تھے۔ پاکستانی روپے کی قدر بڑھنے سے کاروباری احساسات بہتر ہوئے۔ بعد ازاں اس میں استحکام آنے سے گرانی کی توقعات قابو میں آ گئیں اور ملک کے زرمبادلہ کے ذخائر میں بھرپور اضافے نے ملکی اور بیرونی سرمایہ کاروں کو کچھ سہارا فراہم کیا ہے۔ جیسا کہ آگے بحث ہوگی، ان واقعات نے منڈی میں شرح سود کا تناظر بھی بدلا ہے۔

حکومت کے پاس بیرونی وسائل کی دستیابی کے حوالے سے بدلے ہوئے حقائق نے کمرشل بینکوں کی توجہ نجی شعبے پر قوم استعمال کرنے پر پھر مرکوز کر دی ہے۔ بینکوں کے نقطہ نگاہ سے یہ تبدیلی تکلیف دہ معلوم ہوتی ہے لیکن یہ سمجھنا چاہیے کہ اس طرح وہ اپنی بنیادی ذمہ داری پر توجہ مرکوز کرنے پر مجبور ہوں گے یعنی نجی شعبے کو مالی وساطت کی فراہمی۔

1 چینی اور کھاد کی پیداوار اپنی موسمی نوعیت کی بنا پر سال کی پہلی ششماہی میں مرکز رہی اس لیے بڑے پیمانے پر اشیا سازی پر ان کا اثر م 14ء کی دوسری ششماہی میں زائل ہو گیا۔ دوسری ششماہی میں بڑے پیمانے پر اشیا سازی کو متاثر کرنے والے دیگر عوامل میں یہ شامل تھے: بجلی کے زخموں میں اضافہ، گیس انفراسٹرکچر ڈیولپمنٹ سیس لگایا جانا اور پاکستانی روپے کی قیمت میں تیزی سے اتار چڑھاؤ۔

2 یہ گرانٹ توازن ادائیگی کے سرمایہ کھاتے میں درج کی گئی اور اس کا روپے والا جز (157 ارب روپے) اسٹیٹ بینک میں حکومت کے خصوصی کھاتے میں پاکستان ڈیولپمنٹ فنڈ کے نام سے ڈالا گیا۔

3 یورو بانڈز کی بہت زیادہ اور دوسرے پیش ہوئی اور مجموعی بولیاں 17 ارب ڈالر تھیں (دیکھئے وزارت خزانہ کی پریس ریلیز، پی آر نمبر 3، 620، مئی 2014ء)۔



حقیقی معاشی نمو

پانچ برسوں تک سست معاشی سرگرمی کے بعد مئی 14ء کے دوران معیشت میں 4.1 فیصد حقیقی جی ڈی پی نمو ہوئی۔⁴ یہ تیزی صنعتی شعبے کی وجہ سے آئی جو مئی 14ء میں 5.8 فیصد بڑھ گیا جبکہ مئی 08ء سے اب تک صرف 1.3 فیصد اوسط نمو ہوئی تھی۔ صنعتی نمو مئی 14ء کے سالانہ منصوبے میں مقررہ 4.8 فیصد کے ہدف سے بھی زیادہ تھی۔ تاہم خدمات اور زراعت کے شعبے جن میں بالترتیب 4.3 فیصد اور 2.1 فیصد نمو ہوئی اپنا نمو کا ہدف پورا نہ کر سکے۔

زراعت پر چھوٹی فصلوں (بشمول چارہ) اور گلہ بانی کی ناقص کارکردگی کا منفی اثر ہوا۔ تاہم پانچ بڑی فصلوں (چاول، کپاس، گنا، گندم اور مکئی) نے مجموعی طور پر 3.7 فیصد نمو درج کی جو پچھلے سال کی 1.2 فیصد نمو سے خاصی زیادہ ہے۔ چاول، گنے اور گندم کے زبردست فصلوں نے کپاس کی پیداوار میں کمی کی تلافی کر دی۔⁵

شعبہ خدمات، جس کا انحصار زیادہ تر اجناس پیدا کرنے والے شعبوں پر ہوتا ہے، مئی 14ء میں تیزی نہ پکڑ سکا۔ اگرچہ تھوک اور خوردہ تجارت اور نقل و حمل، ذخیرہ کاری اور مواصلات نے خدمات کی نمو کو تقویت دی تاہم مالیات و بیمہ اور عمومی حکومتی خدمات کی سست رفتاری نے اس شعبے کی کارکردگی کو کمزور رکھا۔ مالیات و بیمہ کی قدر اضافی کی پست نمو کو زور 2 کی توقع سے کم نمو سے منسلک کیا جاسکتا ہے جبکہ عمومی حکومتی خدمات کی سست رفتاری کا تعلق حکومت کی جانب سے مالیاتی کفایت شعاری سے ہے۔

مئی 14ء کے قومی آمدنی کھاتوں⁶ کو دیکھا جائے تو نجی صرف، جو 5.9 فیصد بڑھی، مئی 14ء میں معاشی نمو کا محرک تھی۔ یہ مئی 13ء کے دگنے سے بھی زیادہ تھی۔ تاہم حقیقی سرمایہ کاری سال کے دوران صرف ایک فیصد بڑھی جس کا نتیجہ یہ ہے کہ سرمایہ وی جی ڈی پی کا تناسب مسلسل کم ہو رہا ہے (مئی 14ء

⁴ گذشتہ پانچ برسوں میں اوسط حقیقی جی ڈی پی نمو 2.8 فیصد تھی جو پچھلے 60 برسوں کا پست ترین پیمائش اوسط تھی۔

⁵ اہم فصلوں کی قدر اضافی کا یہ نتیجہ دوسری سرمایہ رپورٹ برائے مالی سال 14ء میں دیے گئے ہمارے پچھلے تجزیے کے خلاف تھا۔ وہ تجزیہ اس وقت دستیاب جزوی معلومات پر مبنی تھا۔

⁶ یہ سمجھنا چاہیے کہ قومی آمدنی حسابات کئی کے جاری کردہ حالیہ سالانہ اعداد و شمار 9 ماہ کی شماریات پر مبنی ہیں۔ مئی 14ء کے لیے حقیقی شعبے کے اعداد و شمار مئی 15ء کے دوران جاری کیے جائیں گے۔

میں یہ 12.4 فیصد ہے جبکہ گذشتہ سال 13 فیصد تھا۔ ہمارے خیال میں پاکستان کی شرح سرمایہ کاری میں اضافہ صرف اسی طرح ہو سکتا ہے کہ ملک میں امن و سلامتی کے معاملے سے نمٹا جائے، توانائی کی قلت ختم کی جائے اور کاروباری احساسات کو بہتر بنایا جائے۔ احساسات کے علاوہ حکومت اپنی میعاد کے ابتدائی مرحلے میں گردش قرضے کے مسئلے سے جزو انمٹی ہے اور نئے بجلی گھر قائم کرنے کے بڑے منصوبوں کا اعلان کیا ہے۔ تاہم ہم سمجھتے ہیں کہ چوری اور بلوں کی عدم ادائیگی کی وجہ سے نقصانات کم کرنے اور جینکوز اور ڈسکوز کی تشکیل نو کے لیے مزید اقدامات درکار ہیں۔

گرانی اور زری پالیسی

جولائی تا مارچ 2014ء کے دوران اوسط گرانی 8.6 فیصد تھی جو گذشتہ برس کی اسی مدت میں حاصل ہونے والی 8 فیصد گرانی سے زیادہ تھی۔ حوصلہ افزا امر یہ ہے کہ نومبر (جب یہ 10.9 فیصد کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئی تھی) کے بعد سال بسال گرانی کم ہونا شروع ہوئی اور مالی سال کے خاتمے پر اس کے 8 سے 9 فیصد کے درمیان رہنے کا امکان ہے۔ یہ زیادہ معلوم ہوتی ہے لیکن یہ سمجھنا چاہیے کہ بڑھتی ہوئی قیمتوں کو م س 14ء کے ابتدائی حصے میں، جب سرکاری قیمتیں بڑھائی گئیں، زربائے اعانت کی کمی سے جوڑا جاسکتا ہے۔ غذائی قیمتوں کی موسمی اور رسد سے جڑی تغیر پذیری کو نظر انداز کر دیا جائے تو پاکستانی روپے کا استحکام، تیل کی مستحکم بین الاقوامی قیمتیں اور اجناس کی معتدل عالمی قیمتیں آئندہ سال گرانی کی توقعات کو قابو میں رکھیں گی۔

ستمبر 2013ء سے زری پالیسی سخت رہی ہے (ستمبر اور نومبر میں پالیسی ریٹ میں 50:50 پیس پوائنٹس کے مسلسل دو اضافے ہوئے)، جس سے گرانی کو روکنے میں مدد ملی۔ کلیدی معاشی متغیرات خصوصاً بیرونی شعبے کی پائیداری میں حالیہ بہتری کے پیش نظر اسٹیٹ بینک کا پالیسی ریٹ تب سے تبدیل نہیں کیا گیا۔

جولائی تا مارچ 2014ء کے دوران مجموعی زری توسیع صرف 5.9 فیصد تھی جبکہ گذشتہ سال اسی مدت میں 9 فیصد رہی تھی۔ یہ بات حوصلہ افزا ہے کہ یہ سست رفتاری بنیادی طور پر حکومتی قرض گیری میں کمی کی وجہ سے آئی جبکہ نجی شعبے کو قرضے میں اس مدت کے دوران 10 فیصد کی بھرپور نمو درج کی گئی۔ قرضے میں یہ اضافہ اس اعتبار سے وسیع البیاد تھا کہ اس سے بیرونی تجارتی سرگرمیوں، جاری سرمائے، معینہ سرمایہ کاری اور صارفین کا کاروبار کو فائدہ ہوا۔

جولائی تا مارچ 2014ء کے دوران بینکاری نظام سے حکومتی قرض گیری (نقد بنیاد پر) خاصی کم ہو کر 436.9 ارب روپے پر آگئی جبکہ گذشتہ سال اسی عرصے میں 856.7 ارب روپے تھے۔ اس کمی میں ایک دوست ملک کی گرانٹ نے کردار ادا کیا جس سے حکومت کو اسٹیٹ بینک سے اپنے قرض کو آئی ایم ایف کی حدود کے اندر رکھنے میں مدد ملی۔⁷

سال کی پہلی سہ ماہی کے دوران حکومت نے اسٹیٹ بینک سے قرضے پر بہت انحصار کیا کیونکہ کمرشل بینک شرح سود میں اضافے کی توقع کر رہے تھے اور اس لیے حکومتی تمسکات خریدنے میں دلچسپی نہیں لے رہے تھے۔ نومبر 2013ء میں پالیسی ریٹ بڑھنے کے بعد حکومت کمرشل بینکوں سے خاصی رقم قرض لینے میں کامیاب رہی۔ حقیقت یہ ہے کہ م س 14ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران حکومت نے پی آئی بی کے لیے اپنے پہلے سے

⁷ حکومت نے اپنا آخری مارچ 2014ء کا ہدف کامیابی سے پورا کیا تاہم اسٹیٹ بینک کے خالص ملکی اثاثوں کا ہدف تھوڑے سے فرق سے رہ گیا۔

جدول 1.2: نیلامیوں کے ذریعے حکومتی قرض گیری بمقابلہ اسٹیٹ بینک کو واپسی (م 14ء)			
ارب روپے			
اسٹیٹ بینک کو واپسی (-)	نی آئی بی نیلامیاں	ٹی بی نیلامی	
-309.6		305.7	19 ستمبر
-403.3		395	28 نومبر
-146.9		146.9	23 جنوری
-195.5	199.2		30 جنوری
-248.8	245.0		27 فروری
-540.2	533.3		27 مارچ
-427.6	429.1		24 اپریل
-267.1		299.5	2 مئی
	248.2		22 مئی
-287.6			23 مئی
ماخذ: بینک دولت پاکستان			

اعلان شدہ اہداف سے زیادہ قرض لیا اور ان رقوم کو اسٹیٹ بینک کا قرض فوری طور پر واپس کرنے کے لیے استعمال کیا (جدول 1.2)۔

بولیوں کے انداز کے حوالے سے کمرشل بینکوں کے برتاؤ میں اس تبدیلی کا سبب دسمبر کی سال بسال گرانٹی کے اعداد و شمار ہیں جن کا اعلان اوائل جنوری 2014ء میں کیا گیا۔ 9.2 فیصد کی شرح (جبکہ نومبر میں 10.9 فیصد سال بسال گرانٹی تھی) پر مارکیٹ نے محسوس کیا کہ مزید زری سختی کا امکان نہیں معلوم ہوتا۔ جب جنوری کی سال بسال گرانٹی 7.9 فیصد کی شرح پر دیکھی گئی تو یہ نقطہ نظر چھایا اور اوائل فروری تک بینکوں نے نہ صرف طویل تر میعاد کے ٹی بلز

میں سرمایہ کاری شروع کردی بلکہ بعد میں ہونے والی پی آئی بی نیلامیوں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ تیسری سہ ماہی میں پی آئی بی کا ہدف 180 ارب روپے تھا جبکہ کمرشل بینکوں نے اس سہ ماہی میں 1030 ارب روپے کی پیشکش کی۔ اس سے عیاں ہے کہ بینک قلیل اور وسط مدت میں اسٹیٹ بینک سے شرح سود کم رکھنے کی توقع کر رہے تھے۔

بڑھ چڑھ کر بولیوں میں شرکت کے اس رویے نے بازار زر میں سیالیت کی ضرورت پیدا کر دی۔ کمرشل بینک جو (نومبر 2013ء کے پالیسی فیصلے سے) پہلے اسٹیٹ بینک میں رقوم رکھ رہے تھے سیالیت کے لیے یا تو بازار زر کے سودوں پر انحصار کرنے لگے یا پھر اسٹیٹ بینک کی ڈس کاؤنٹ ونڈو سے رجوع کرنے پر مجبور ہو گئے۔ بازار زر کے شبینہ نرخ کئی مواقع پر پالیسی ریٹ سے تجاوز کر گئے کیونکہ اسٹیٹ بینک نے بازار زر کے سودوں کے ذریعے داخل کی جانے والی سیالیت کو محدود کرنے کی کوشش کی۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ بیشتر مواقع پر بازار زر کے سودوں کی قطع شرح بھی پالیسی ریٹ سے زیادہ تھی۔

مارکیٹ میں شرح سود میں کمی کی توقعات کے باوجود مرکزی بینک نے م 14ء کی دوسری ششماہی کے دوران پالیسی ریٹ کو تبدیل نہیں کیا کیونکہ بیرونی شعبے میں اچانک پیدا ہونے والے حالات کی بغور نگرانی کی ضرورت تھی۔ مزید برآں، اپریل میں گرانٹی کے بلند اعداد و شمار سے احتیاط سے نمٹنا ضروری تھا۔

مالیاتی کارروائیاں

زری شعبے کے لیے مضمرات کے علاوہ ایک دوست ملک کی گرانٹ کا حکومت کی مالیاتی پوزیشن پر بھی مفید اثر مرتب ہوا۔ اس کے روپے والے

حصے نے اعانت میزانیہ کے لیے حکومتی قرض گیری کم کردی جس سے جولائی تا مارچ م س 14ء کے دوران مالیاتی خسارہ گھٹ گیا۔⁸ وزارت خزانہ کے جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق م س 14ء کے پہلے نو ماہ کے دوران مالیاتی خسارہ جی ڈی پی کا صرف 3.2 فیصد تھا جو گذشتہ پانچ برسوں میں درج کردہ 4.6 فیصد کے اوسط فرق سے خاصا کم ہے۔ اگر ہم گرانٹ کو منہا کر دیں تب بھی بجٹ خسارہ جی ڈی پی کا صرف 3.8 فیصد ہے جو ماضی کے رجحان سے کم ہے۔⁹ بہر حال پورے سال کے لیے مثبت نتیجہ اس بات سے مشروط ہوگا کہ آیا حکومت گردش قرضہ ادا کرتی ہے جو وہ گذشتہ تین سال سے مسلسل کرتی رہی ہے۔

اگرچہ مالیاتی استحکام کی کوششیں اخراجات کے حوالے سے دیکھی جاسکتی ہیں (مثلاً سودی ادائیگیاں، دفاعی اخراجات، پنشن وغیرہ سب میں جولائی تا مارچ م س 14ء کے دوران گذشتہ برس کی اسی مدت کی نسبت پست نمودار ہے) تاہم ٹیکس کی وصولی کی کارکردگی اب بھی قابل رشک نہیں۔ ایف بی آر نے اس مدت میں 1575 ارب روپے اکٹھا کیا جبکہ پورے سال کا ہدف 2275 ارب روپے تھا۔¹⁰

ایف بی آر پست ٹیکس بنیاد پر کام کر رہا ہے۔ اپنا ہدف پورا کرنے کے لیے ایف بی آر نے ٹیکس بنیاد میں اضافہ کرنے کے بجائے زیادہ تر ٹیکس شرحیں (سیلز اور انکم ٹیکس شرحیں) بڑھانے پر انحصار کیا ہے۔ ٹیکس بنیاد میں توسیع کے علاوہ وصولی میں رساو کو روکنے اور تمام مالی سودوں کی دستاویزیت کے سلسلے میں بھی ابھی تک اقدامات نہیں کیے گئے۔ تاہم حکومت نے آئندہ تین برسوں کے دوران 500 ارب روپے کی ٹیکس مستثنیات میں کمی کرنے کا عزم ظاہر کیا ہے۔ اگرچہ حکومت نے (پست تر زراعت اور پی ایس ڈی پی اخراجات کے ذریعے) اخراجات پر قابو پایا ہے اور کفایت شعاری کے سلسلے میں پُر عزم معلوم ہوتی ہے تاہم بامقصد مالیاتی استحکام کا حصول ممکن نہیں جب تک ٹیکس جی ڈی پی کا تناسب نہ بڑھایا جائے جو بے حد کم ہے (اس وقت مجموعی وفاقی وصولیاتی ٹیکسوں اور جی ڈی پی کا تناسب 10 فیصد سے بھی نیچے ہے)۔¹¹

اس سلسلے میں وسائل پیدا کرنے کے حوالے سے صوبائی حکومتوں کے پاس خاصی گنجائش ہے کیونکہ وہ خدمات اور زرعی آمدنی پر ٹیکس لگانے کا آئینی حق رکھتی ہیں۔ اگرچہ صوبوں نے خدمات پر جی ایس ٹی عائد کیا ہے تاہم انہیں زرعی آمدنی پر ٹیکس اکٹھا کرنے کے لیے کوششیں تیز کرنے کی ضرورت ہے۔ اس ٹیکس کے مؤثر نفاذ سے وسیع پیمانے پر ہونے والا رساو رک جائے گا جو اس وقت قومی سطح پر ہورہا ہے۔

جہاں تک مالکاری کا تعلق ہے، بینکاری نظام سے حکومتی قرض گیری میں کمی کا پہلے ہی ذکر کیا جا چکا ہے۔ اس بات سے اس رجحان کو تقویت ملتی ہے کہ غیر بینک ذرائع سے وسائل کی پیداوار کا سلسلہ تیزی سے بڑھا اور جولائی تا مارچ م س 13ء میں 193.7 ارب روپے سے اس سال کی اسی

8 157 ارب روپے کی گرانٹ ایک کھاتے پاکستان ڈیولپمنٹ فنڈ میں رکھی گئی ہے اور اسے جولائی تا مارچ م س 14ء کے مالیاتی اعداد و شمار میں شار یاتی اخراج کے طور پر دکھایا گیا۔ اسے نکال دیا جائے تو شار یاتی اخراج 14 ارب روپے ہوتا جس سے 969 ارب روپے کا خسارہ بنتا یعنی جی ڈی پی کا تقریباً 3.8 فیصد جو پچھلے سال کے خسارے سے کم ہے جو جی ڈی پی کا 4.6 فیصد تھا۔

9 جولائی تا مارچ م س 14ء میں بجٹ خسارہ 811.7 ارب روپے رہا جبکہ پچھلے سال کی اسی مدت میں 1046.2 ارب روپے تھا۔

10 ایف بی آر نے اپنا ٹیکس وصولی کا ہدف اصل ہدف سے دومرتبہ کم کیا، اصل ہدف 12475 ارب روپے تھا جسے گھٹا کر 2345 ارب روپے کیا گیا اور نتیجتاً حال میں 2275 ارب روپے کیا گیا۔

11 اخراجات پر قابو پانے کے لیے بعض اقدامات تجویز کیے گئے ہیں جیسے: بجلی کے نرخ بڑھا کر شعبہ بجلی کی زراعت کم کرنا، قومی بجلی پالیسی لائن کے نقصانات سے نمٹنے کی بجلی کی پیداوار بڑھانے کی اور بینکو ز اور ڈسکوز کی تشکیل نو کرے گی، ہرکاری شعبے کے اداروں (مثلاً اوی ڈی سی ایل، پی پی ایل اور یو بی ایل) کی بنکاری اور پی آئی اے، پاکستان اسٹیل اور پاکستان ریلوے کی تشکیل نو کی جائے گی۔

مدت میں 424.8 ارب روپے تک پہنچ گیا۔ اس اضافے کا سبب غیر بینک اداروں کی پی آئی بی تحویل میں اضافہ اور اکتوبر 2013ء اور جنوری 2014ء میں قومی بچت اسکیموں کی شرحوں کا بڑھنا ہے۔

اگرچہ جولائی تا مارچ م س 14ء میں بجٹ خسارے کی بیرونی مالکاری منفی تھی تاہم یورو بانڈ کے اجراء، بین الاقوامی مالی اداروں سے نئے قرضوں اور دوطرفہ امداد کی وجہ سے م س 14ء کی چوتھی سہ ماہی کے دوران بڑھ گئی۔ وسائل کی قلت سے دو چار معیشت کے لیے بیرونی رقوم کی آمد کی بحالی اہمیت رکھتی ہے لیکن اس سے پاکستان کی بیرونی مقروضیت میں اضافہ ہوگا۔ یہاں یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ مجموعی سرکاری قرضہ (بیرونی اور ملکی) جی ڈی پی کے 60 فیصد سے پہلے ہی تجاوز کر چکا ہے، جو مالیاتی ذمہ داری و تجدید قرضہ ایکٹ (2005ء) کی م س 13ء اور اس سے آگے کے لیے مقرر کردہ حد ہے۔ چنانچہ بیرونی قرضے میں اضافے کے ساتھ کم از کم ملکی واجب الادا قرضے میں اتنی ہی کمی کی جانی چاہیے۔

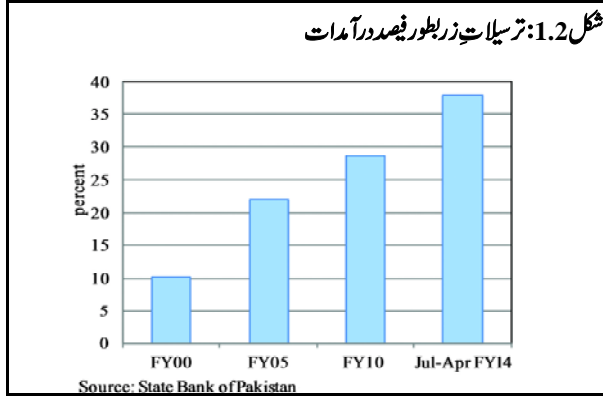
ادائیگیوں کا توازن

بیرونی رقوم کی آمد شروع ہونے سے پہلے پاکستان کے بیرونی کھاتے پر آئی ایم ایف کو قرض کی واپسی اور تیل کی ادائیگیوں کی وجہ سے دباؤ تھا۔ جولائی تا نومبر 2013ء میں ملک کے زرمبادلہ کے ذخائر 2.8 ارب ڈالر کم ہو گئے اور پاکستانی روپے کی قیمت میں 8.2 فیصد کمی ہوئی۔ تاہم جب آئی ایم ایف کو بھاری ادائیگیاں کم ہوئیں اور پاکستان کو ایف ایف کے سلسلے میں 544 ملین ڈالر کی دوسری قسط موصول ہوئی تو دسمبر 2013ء میں دباؤ کم ہونے لگا۔ م س 14ء کی تیسری سہ ماہی میں یہ بحالی تیز ہوئی اور ترسیلات زر کی بھرپور نمو اور اتحادی سپورٹ فنڈ کی رقم کی آمد کی بنا پر جاری کھاتے کا خسارہ کم ہو گیا۔ ایک دوست ملک سے 1.5 ارب ڈالر کی گرانٹ اور آئی ایم ایف سے ملنے والی نئی رقوم نے ایس بی اے کی واپسی کی تلافی کر دی۔ نتیجے کے طور پر ملک کے زرمبادلہ کے ذخائر اس سہ ماہی کے دوران 1.8 ارب ڈالر بڑھ گئے اور ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قیمت 6.9 فیصد بڑھ گئی۔

مارچ 2014ء کے بعد بیرونی شعبے کی کارکردگی مزید بہتر ہوئی جب پاکستان سات سال بعد عالمی بازار سرمایہ میں دوبارہ داخل ہوا اور یورو بانڈ کے اجراء کے ذریعے باسانی 2 ارب ڈالر اکٹھا کر لیے۔¹² مزید یہ کہ ایشیائی ترقیاتی بینک نے اپریل میں 40 کروڑ ڈالر دیے اور آئی ڈی اے نے مئی 2014ء میں ایک ایک ارب ڈالر کی دو ایک قسط والے قرضے فراہم کیے۔ پاکستان نے مئی 2014ء میں عالمی بینک گروپ کے ساتھ کنٹری پارٹنرشپ اسٹریٹجی پر بھی دستخط کیے جس کے تحت پانچ سال (م س 15ء تا 19ء) کے دوران 11 ارب ڈالر مہیا کیے جائیں گے۔ مزید یہ کہ اپریل 2014ء میں تھری جی فور جی لائسنسوں کی نیلامی (1.1 ارب ڈالر کے عوض لیکن کچھ حصہ پاکستانی روپے میں) نے بھی ملک کے توازن ادائیگی کی آئندہ صورت حال کو بہتر بنایا۔

حالیہ بیرونی رقوم کی آمد کی مستقبل میں ادائیگی کے حوالے سے تشویش ہے کیونکہ بیرونی واپسی قرض اور زرمبادلہ (برآمدات اور ترسیلات زر) کا تناسب 9/11 سے مسلسل بڑھ رہا ہے (دیکھئے چوتھا باب)۔ اس وجہ سے پاکستان کے لیے اور بھی ضروری ہے کہ اپنا جاری کھاتے کا خسارہ کم

12 اس بارے میں تشویش پائی جاتی ہے کہ حکومت اس رقم کے لیے بہت زیادہ ادائیگی کر رہی ہے لیکن پاکستان کی قرض درجہ بندی تحت سرمایہ کاری (sub-investment) ہے اور بین الاقوامی تاثر اچھا نہیں اس لیے قرض گیری کی بلند قیمت کی توقع ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ موجودہ حالات میں حکومت نے بین الاقوامی منڈی سے بیرونی مالکاری اکٹھا کرنے کی بہت کوشش کی۔



کرے تاکہ مستقبل کی واپسی قرض ملک کے زیر مبادلہ کے ذخائر پر بوجھ نہ بنے۔ اس حوالے سے آنے والی ترسیلات زر سے مدد مل سکتی ہے۔

آنے والی ترسیلات زر 9/11 کے بعد سے تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ پاکستان اضافی لیبر رکھنے والا ملک ہے اس لیے افرادی قوت کو پاکستان کی اہم برآمد سمجھنا چاہیے۔ چونکہ کسی ملک کے بیرونی شعبے کی پائیداری کا انحصار اس امر پر ہوتا ہے کہ اس کی

برآمدات، درآمدات کو پورا کر سکتی ہیں یا نہیں، اس لیے زیر مبادلہ آمدنی کا تخمینہ لگانے کے لیے ترسیلات زر کو موجودہ برآمدی آمدنی میں شمار کرنا چاہیے۔ شکل 1.2 میں دکھایا گیا ہے کہ ملک کے بڑھتے ہوئے درآمدی بل کے باوجود مجموعی درآمدات کو پورا کرنے میں ترسیلات زر کا حصہ بڑھ رہا ہے۔ بیرونی شعبے کے لیے اطمینان کے اس کلیدی ذریعے کو جتنی بھی اہمیت دی جائے کم ہے: م 00ء میں ترسیلات زر سے مجموعی درآمدات کے صرف 10 فیصد کی مالکاری ہو سکی اور اب ترسیلات زر تقریباً 38 فیصد درآمدات کو پورا کر رہی ہیں۔ چونکہ ترسیلات زر کے لیے غیر رسمی راستے ابھی تک موجود ہیں اس لیے توقع ہے کہ (مجموعی درآمدات میں) ترسیلات زر کا حصہ بڑھے گا کیونکہ عالمی مالی انفراسٹرکچر میں مختلف ممالک کے درمیان رقوم کی منتقلی کے غیر رسمی نیٹ ورکس کی کڑی چھان بین کی جارہی ہے۔

مستقبل کے امکانات

کاروباری احساسات میں بہتری کا اعتراف کرنا ہو گا تاہم ساختی مسائل پر توجہ دینی ہوگی جو پاکستانی معیشت کو مسلسل نقصان پہنچا رہے ہیں۔ اس سلسلے میں شعبہ بجلی میں بعض مثبت اقدامات کیے گئے ہیں اور ہمیں امید ہے کہ یہ تحریک مالیاتی شعبے تک پہنچے گی خصوصاً ٹیکس محاصل بڑھانے کے حوالے سے۔

شعبہ بجلی میں زیاں کو روکنے اور معاشی طور پر فعال (متحرک) شعبوں کو وفاقی و صوبائی ٹیکسوں میں اپنا حصہ ڈالنے پر مجبور کرنے کی ضرورت کے علاوہ حکومت کو شمولیتی نمو پر بھی توجہ دینی چاہیے جو اس بہتری کو زیادہ پائیدار بنا سکتی ہے۔ ہمارے خیال میں پالیسی سازوں کو ایک صنعتی پالیسی تشکیل دینی چاہیے جس میں پیداواری کارگزاری اور روزگار کی تخلیق کو ترجیح دی جائے۔ اس اقدام میں مندرجہ ذیل پہلوؤں پر زور ہونا چاہیے: مسابقت کو ترویج دینے کی کوششیں، نہ کہ ایسا کلچر جو نا کارگزاری پیدا کرے اور اس پر نوازے، گھائے میں جانے والی پی ایس ای (خصوصاً بجلی اور نقل و حمل کے شعبوں میں) کی تشکیل نو تاکہ وہ زیادہ متحرک اور منافع بخش بن جائیں اور ایک ہنرمند افرادی قوت جو اشیاء سازی کے شعبے کی موجودہ (اور ممکنہ) ضروریات پوری کرے۔

حکومت نے نجی شعبے کی دور رس شراکت کے لیے سرکاری شعبے کے کئی اداروں کی فہرست تشکیل دی ہے (بشمول پی آئی اے اور پاکستان اسٹیل)

تاہم یہ عمل تیزی سے ہونا چاہیے تاکہ گھائے میں جانے والے ان اداروں سے مزید مالیاتی ضیاع نہ ہو۔ اسی طرح پاکستان ریلوے، جینکوز اور ڈسکوز کی تشکیل نو کے منصوبے کو مزید مستحکم کرنے کی ضرورت ہے تاکہ یہ ادارے پاکستانی معیشت میں مثبت ترکردار ادا کر سکیں۔

مزید برآں، اس حقیقت سے مفر نہیں کہ پاکستان کے پاس ٹیکس جی ڈی پی تناسب بڑھانے کے سوا کوئی راستہ نہیں۔ یہ عمل کتنا ہی مشکل ہو، ٹیکس مستثنیات ختم کرنے، ٹیکس وصولی کی مشینری میں بدعنوانی اور رساؤ کے خلاف سخت کارروائی کرنے، معیشت کو تمام پیداواری شعبوں کو شامل کر کے ٹیکس بنیاد بڑھانے اور صوبائی ٹیکس حکام کی خود مختاری و پیشہ ورانہ استعداد میں اضافہ کرنے کی ہنگامی ضرورت ہے۔

اب تک یہ معلوم ہوتا ہے کہ دباؤ سے دو چار معیشت کو چلاتے رہنے کا کام پالیسی کی سوچ اور تشکیل پر حاوی رہا ہے۔ حالیہ مثبت حالات اور احساسات میں بہتری سے مستقبل کی نمو کے لیے مضبوط بنیاد فراہم ہو گئی ہے۔ چنانچہ پالیسی سازوں کو شمولیتی نمو کی سمت سفر جاری رکھنا چاہیے اور ساتھ ہی وسیع تر اور زیادہ مساویانہ ٹیکس بنیاد وجود میں لانے کے لیے سخت اقدامات کر سکتے ہیں، شعبہ توانائی کو درست کر سکتے ہیں، ایسا ماحول پیدا کر سکتے ہیں جس میں بیروزگاروں کی بڑھتی ہوئی تعداد کھپ جائے اور پاکستان کو بین الاقوامی منڈیوں میں زیادہ مسابقتی انداز میں پیش کر سکتے ہیں۔

2 حقیقی شعبہ

2.1 عمومی جائزہ

مالی سال 14ء میں پاکستان کی حقیقی جی ڈی پی میں 4.1 فیصد نمو ہوئی، جو گزشتہ برس ہونے والی 3.7 فیصد نمو سے زیادہ ہے (جدول 2.1)۔¹ اگرچہ معاشی نمو 4.4 فیصد کے ہدف سے کم رہی تاہم یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ مالی سال 08ء کے بعد پہلی مرتبہ یہ 4.0 فیصد کی سطح سے زائد رہی۔²

جدول 2.1: مجموعی جی ڈی پی (2005-06ء کی ساکن بنیادی قیمتوں پر)					
نمو فیصد میں، حصہ فیصدی درجے میں					
نمو میں حصہ		نمو			
م 14ء	م 13ء	م 14ء	م 14ء	م 13ء	
ع	ن	ع	ع	ن	
0.5	0.6	2.1	3.8	2.9	زراعت (21 فیصد)
1.2	0.3	5.8	4.8	1.4	صنعت (20.8 فیصد)
2.5	2.8	4.3	4.6	4.9	خدمات (58.1 فیصد)
4.1	3.7	4.1	4.4	3.7	جی ڈی پی
ع۔ عبوری ہ۔ ہدف ن۔ نظر ثانی شدہ					
نوٹ: توہین میں دیئے گئے اعداد و شمار مالی سال 14ء کے لیے جی ڈی پی میں شعبہ جاتی حصہ ہیں۔					
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات					

مالی سال 14ء کی اس بحالی میں صنعتی شعبے کی ہدف سے زائد کارکردگی نے اہم کردار ادا کیا۔ دوسری جانب زراعت اور خدمات کی نمو گزشتہ برس کے مقابلے میں کم رہی۔

صنعت میں بلند نمو کا اہم سبب تعمیرات اور بجلی و گیس کی تقسیم کی صورت حال میں تیزی سے تبدیلی اور بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی بہتر کارکردگی تھی۔ بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی نمو میں متعدد عوامل نے اہم کردار ادا کیا، جن میں کھاد کے لیے گیس کی دستیابی میں اضافہ، فولاد، کاغذ، مشروبات اور برز³ کے شعبوں کی پیداواری گنجائش میں توسیع، متبادل توانائی میں سرمایہ کاری اور گنے کی عمدہ فصل کے باعث چینی کی بلند پیداوار شامل ہیں۔

صنعتی ڈیٹا کو مزید تقسیم کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ مالی سال 14ء کی پہلی ششماہی میں 6.5 فیصد کی مضبوط نمو ہوئی جبکہ مالی سال 13ء کی اسی مدت میں یہ 2.2 فیصد رہی تھی۔ جیسا کہ باب کے اگلے حصے میں بحث کی گئی ہے، مالی سال 14ء کی پہلی ششماہی کے دوران مخصوص صنعتی مسائل بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی کارکردگی کو کمزور کرنے کا باعث بنے جس میں گیس انفراسٹرکچر ڈولپمنٹ سیس (جی آئی ڈی سی) کا جنوری 2014ء سے

1 جی ڈی پی کے سالانہ اعداد و شمار پاکستان دفتر شماریات تیار کرتا ہے اور نیشنل اکاؤنٹس کمیٹی اس کی منظوری دیتی ہے۔ یہ تخمینے مارچ تک کی دستیاب معلومات پر مبنی ہیں اور ان پر بعد ازاں نظر ثانی کی جاتی ہے جب پورے مالی سال (جولائی تا جون) کی معلومات دستیاب ہو جائے۔

2 مالی سال 09ء تا 13ء کے دوران اوسط سالانہ جی ڈی پی نمو 2.8 فیصد تھی۔

3 نئے بوائلر (کوئلے/جیاتی اجزاء سے چلنے والے) کی تنصیب سے سبھری پیپر مل کو وہ گنجائش استعمال کرنے کا موقع مل سکا، جسے پہلے گیس کی قلت کے سبب کم استعمال کیا جاتا تھا۔ اسی طرح ایگریکچر ٹریلرز کو ماری گیس فیلڈز کو آخر جولائی 2013ء سے اضافی گیس ملنا شروع ہو گئی تھی جس سے اسے اپنی پیداواری گنجائش کا 80 فیصد استعمال کرنے کا موقع مل سکا۔ مزید برآں، طوبہ قی کا آپریشن جنوری 2013ء سے شروع ہوا تھا جس سے نتیجے میں جولائی تا دسمبر مالی سال 14ء میں پیداوار بلند سطح پر رہی تھی۔ آخر میں، جنرل ٹائر نے مالی سال 13ء کی آخری سہ ماہی میں موٹر سائیکل کے ٹائر متعارف کرائے تھے، جس سے مالی سال 14ء میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی نمو کو تقویت ملی تھی۔

جدول 2.2: صنعت کا قدر اضافی					
حصہ اور نمونہ فیصد میں: حصہ فیصدی درجے میں					
صنعت کی نمونہ میں حصہ	نمو				
م 14ء	م 13ء	م 14ء	م 13ء	م 14ء	م 13ء
0.6	0.5	4.4	3.8	14.4	14.4
3.6	2.9	5.5	4.5	64.9	64.9
2.8	2.1	5.3	4.1	52.4	52.4
0.7	0.6	8.4	8.3	8.0	8.0
0.2	0.2	3.5	3.6	4.5	4.5
0.3	-1.8	3.7	-16.3	9.2	9.2
1.2	-0.2	11.3	-1.7	11.5	11.5
		5.8	1.4	100.0	100.0
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات					

نفاذ اور جولائی تا مارچ کے دوران اہم کرنسیوں کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی دو طرفہ تغیر پذیری کے اثرات مالی سال 14ء کی تیسری سہ ماہی میں ظاہر ہوئے اور ممکنہ طور پر بڑے پیمانے کی اشیا سازی کو متاثر کر سکتے تھے۔ اس لیے مالی سال 14ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں 0.5 فیصد نمو ہوئی۔⁴

بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی اس غیر تسلی بخش کارکردگی سے قطع نظر، تغیرات اور بجلی و گیس کی تقسیم دونوں میں مضبوط بحالی سے مالی سال 14ء کے لیے مقررہ 4.8 فیصد کے ہدف سے زائد نمو میں مدد ملی

(جدول 2.2)۔ مالی سال 13ء میں پست اساس

کے علاوہ مالی سال 14ء میں سرکاری و نجی دونوں شعبوں میں نئے منصوبے شروع ہونے سے تغیرات کی نمو کو بڑھانے میں مدد ملی۔

بجلی و گیس کی تقسیم کے قدر اضافی میں بھی مالی سال 14ء کے دوران مضبوط نمو ہوئی، جس کا سبب مالی سال 14ء کے ابتدائی مہینوں میں گردش قرضوں کے تصفیے کے بعد بجلی کی بلند پیداوار ہے۔ اس طرح، مالی سال 14ء میں صنعتی شعبے میں 5.8 فیصد نمو ہوئی جو گذشتہ برس صرف 1.4 فیصد تھی۔ یہ بحالی خدمات اور زراعت میں سست روی کے اثرات زائل کرنے کے لیے کافی تھی۔

مالی سال 14ء میں خدمات کے شعبے میں پست نمو کی وجوہات میں عمومی حکومتی خدمات اور مالیات و بیمہ میں سست روی شامل ہیں۔⁵ تاہم، مالی سال 14ء میں تھوک و خوردہ تجارت میں مضبوط نمو ہوئی جو اہم فصلوں اور بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں بہتر کارکردگی کی عکاس ہے (دیکھئے سیکشن 2.4)۔

2.2 زراعت⁶

مسلسل دوسرے برس زری شعبے کی نمو ہدف سے کم رہی۔ تاہم، مالی سال 13ء میں چاول اور کپاس کی فصلوں کو نقصانات زراعت کی نمو کو محدود کرنے کا باعث بنے تھے جبکہ مالی سال 14ء میں چھوٹی فصلوں کی پیداوار میں خاصی کمی نے زراعت کی قدر اضافی کو محدود کر دیا۔ مالی سال 13ء کے مقابلے میں گلہ بانی کے شعبے میں پست نمو نے بھی زری شعبے کی نمو پر منفی اثرات مرتب کیے (جدول 2.3)۔

4 بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے حالیہ اعداد و شمار جولائی تا مارچ مالی سال 14ء میں 4.3 فیصد نمو کو ظاہر کرتے ہیں جو پیش اکہم کاؤنٹس میں پورے سال کے لیے 5.3 فیصد کے تخمینے سے خاصا کم ہے۔

5 عمومی حکومت کی جانب سے قدر اضافی میں خدمات شامل ہیں جیسے تعلیم، صحت، سماجی خدمات، دفاع اور وفاقی، صوبائی، ضلعی حکومتوں، لوکل باڈیز اور کنٹونمنٹ بورڈز کی جانب سے فراہم کی جانے والی نظم عامہ کی خدمات وغیرہ۔

6 اس سیکشن میں اہم فصلوں پر تو مرکوز کی گئی ہے جو زری شعبے کی قدر اضافی کا 26 فیصد بنتا ہے۔ ہم نے خاطر خواہ معلومات کی عدم دستیابی کی وجہ سے گلہ بانی کے ذیلی شعبے کا احاطہ نہیں کیا جس کا زراعت میں سب سے زیادہ 52 فیصد حصہ بنتا ہے۔

جدول 2.3: زراعت کا قدر اضافی					
حصہ اور نمونہ فیصد میں: حصہ فیصدی درجے میں					
م14ء حصہ	م13ء حصہ	م14ء حصہ	م13ء حصہ	م14ء حصہ	م13ء حصہ
زراعت کی نمونہ حصہ	م14ء	م13ء	م14ء	م13ء	م14ء
م14ء	م13ء	م14ء	م13ء	م14ء	م13ء
م14ء	م13ء	م14ء	م13ء	م14ء	م13ء
فصل	40.0	2.3	1.2	0.9	0.5
اہم فصلیں	25.6	1.2	3.7	0.3	0.9
دیگر فصلیں	11.6	6.1	-3.5	0.7	-0.4
کپاس جنگ	2.8	-2.9	-1.3	-0.1	0.0
گلہ بانی	55.9	3.5	2.9	1.9	1.6
جنگل بانی	2.0	1.0	1.5	0.0	0.0
مانی گیری	2.0	0.7	1.0	0.0	0.0
مجموعی	100.0	2.9	2.1		
سالانہ ہدف		4.1	3.8		

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

فصل کا شعبہ

چاول، گنے، گندم اور مکئی کی توقع سے بہتر نمونے ہدف سے کم کپاس کی پیداوار کا اثر زائل کر دیا (جدول 2.4) ^{8,7} مالی سال 14ء کی دوسری سہ ماہی رپورٹ کو حتمی شکل دیے جانے تک صرف عبوری تخمینے ہی دستیاب تھے اور اسٹیٹ بینک نے چاول، گنے اور گندم کے متعلق مثبت امکانات ظاہر کیے تھے لیکن کپاس کی پیداوار میں کمی کے باعث اہم فصلوں کی مجموعی کارکردگی کے متعلق اس کا تجزیہ حوصلہ افزا نہیں تھا۔ حتمی نتیجہ بظاہر بالکل مختلف معلوم ہوتا ہے۔ مالی سال 14ء میں تمام اہم فصلوں کی پیداوار میں اضافے کی توقعات کے باعث نظر ثانی کی گئی جس کے نتیجے میں ان کی نمونہ 3.7 فیصد رہی جو گذشتہ برس کے 1.2 فیصد سے خاصی بلند ہے۔

جدول 2.4: اہم فصلیں					
پیداوار ملین ٹن میں: کپاس کے لیے ملین گانٹھیں، نمونہ فیصد میں					
م14ء	م13ء	م14ء	م13ء	م14ء	م13ء
م14ء	م13ء	م14ء	م13ء	م14ء	م13ء
م14ء	م13ء	م14ء	م13ء	م14ء	م13ء
کپاس	13.0	14.1	12.8	-4.1	-2.0
چاول	5.5	6.2	6.8	-10.1	22.8
گنا	63.8	65.0	66.5	9.2	4.3
گندم	24.2	25.0	25.3	3.1	4.4
مکئی	4.2	4.6	4.5	-2.7	7.3

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

بدقسمتی سے چھوٹی فصلوں کی پیداوار میں غیر متوقع کمی نے اہم فصلوں میں ہونے والے بیشتر اضافے کا اثر زائل کر دیا۔ مالی سال 14ء میں خراب موسمی حالات، چھوٹی فصلوں جن میں دالیں، سبزیاں (خصوصاً آلو) اور روغنی بیج (سورج مکھی، تل اور سرسوں) شامل ہیں، کی پیداوار میں کمی کا باعث بنے۔

مزید برآں، مالی سال 14ء کے دوران گلہ بانی کے شعبے میں نمونہ ہوئی۔ اس شعبے کے قدر اضافی میں مویشیوں کی تعداد، عمر، مصنوعات (دودھ، اون، وغیرہ) اور مرغیوں کی مصنوعات (گوشت اور انڈے) شامل ہوتے ہیں۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ حالیہ برسوں کے دوران اس شعبے میں خاصی تکنیکی بہتری دیکھنے میں آئی ہے، گوشت اور ڈیری مصنوعات کی رسد زنجیر میں

7 کپاس کی فصل میں مسلسل دوسرے سال کمی ریکارڈ کی گئی۔

8 چاول، گنا اور گندم کی فصلوں کا مجموعی طور پر اہم فصلوں کی قدر اضافی میں حصہ تقریباً 65 فیصد ہے جبکہ کپاس کی فصل کا حصہ اندازاً 28 فیصد ہے۔

ارتباط بڑھا ہے اور توجہ پروسیدنگ کی نئی تکنیکوں پر مرکوز کی گئی ہے جو حفظان صحت کے عالمی معیارات پر مبنی ہیں۔ بہر حال ہو سکتا ہے کہ گلہ بانی سے متعلق صحیح اعداد و شمار ایسے رجحانات کی عکاسی نہ کریں کیونکہ غیر رسمی جز کے مقابلے میں رسمی جز کا حصہ ابھی تک بہت کم ہے۔⁹ چنانچہ ممکن ہے کہ سرکاری اعداد و شمار سے گلہ بانی کے شعبے کی پیدا کردہ خوشحالی کی عکاسی نہ ہو لیکن دیہی اور نیم شہری علاقے ماضی کے مقابلے میں بہتر دکھائی دیتے ہیں۔¹⁰

2.3 صنعت

بڑے پیمانے کی اشیا سازی

جولائی تا مارچ مالی سال 14ء کے دوران بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں 4.3 فیصد نمو ہوئی جو گزشتہ برس کی اسی مدت میں 3.5 فیصد تھی۔ تاہم، یہ بلند نمو بڑی حد تک چینی اور کھاد کے شعبوں میں مرکوز رہی (جدول 2.5)۔ بغور جائزے سے ظاہر ہوتا ہے کہ سوتی دھاگے اور کپڑوں، خوردنی تیل اور گھی، پیٹرولیم مصنوعات اور کاغذ اور گتے جیسی صنعتوں نے مالی سال 14ء میں معتدل نمو دکھائی تھی لیکن انگلی سہ ماہیوں میں اس کا تسلسل برقرار نہیں رکھ سکیں۔

سہ ماہی ڈیٹا مالی سال 14ء کی تیسری سہ ماہی کی سال بسال نمو میں تیزی سے کمی کو ظاہر کرتا ہے۔ ستمبر 2013ء¹¹ سے بلند اساسی اثر کے باعث بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی نمو میں کچھ کمی متوقع تھی، جسے نیچے دیا گیا ہے، تاہم مالی سال 14ء کی تیسری سہ ماہی میں دیگر عوامل اس کی نمو کمزور کرنے کا باعث بنے:

- اوّل، گئے کی کچل کاری مالی سال 14ء کی دوسری سہ ماہی تک مرکوز رہی، جس کا مطلب ہے کہ تیسری سہ ماہی میں پیداوار کم رہی۔ یہ رجحان گزشتہ برس کے برعکس ہے جب مالی سال 13ء کی تیسری سہ ماہی میں کچل کاری کا بیشتر کام انجام دیا گیا تھا۔
- دوم، تیسری سہ ماہی کی نمو میں کمی کا اہم سبب ٹیکسٹائل کا شعبہ، خاص طور پر سوتی دھاگہ تھا۔ نمو میں یہ کمی غیر متوقع تھی کیونکہ یہ چین کی کپاس پالیسی میں تبدیلی کا نتیجہ تھی۔ اس پر تفصیلی بحث باب کے اگلے حصے میں کی گئی ہے۔
- آخر میں پاکستان اسٹیل ملز کی خراب کارکردگی بھی بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی نمو میں کمی کا باعث بنی تھی۔ خصوصاً، مالی سال 14ء کی تیسری سہ ماہی میں کوئٹہ اور فولاد کی پیداوار بند ہو گئی تھی جس نے مالی سال 14ء میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی مجموعی نمو پر خاص اثر ڈالا تھا۔

⁹ گلہ بانی کے شعبے کی خام قدر اضافی کو گزشتہ سہ ماہیوں کی بنیاد پر اخذ کیا جاتا ہے۔

¹⁰ مزید برآں، گلہ بانی کے شعبے کی اعانت کے لیے اسٹیٹ بینک نے نہ صرف گلہ بانی مالکاری کے رجحانات کو جاری کیے ہیں بلکہ زرعی قرض گاری کو متنوع بنانے کا منصوبہ (جس سے بینکوں کو غیر فارم سرگرمیوں کے قرضے دینے کی حوصلہ افزائی ہوئی) اور گلہ بانی قرضہ بیمہ اسکیم (جسے نومبر 2013ء میں گلہ بانی کرنے والے کاشت کاروں کے مفادات کا تحفظ کرنے کے لیے جاری کیا گیا) بھی متعارف کرائی گئی تھیں۔

¹¹ چونکہ ان میں سے بیشتر صنعتوں میں ستمبر 2012ء سے بحالی شروع ہو گئی تھی اس لیے ہمیں توقع تھی کہ ستمبر 2013ء کے بعد اس میں کچھ بہتری آئے گی۔

جدول 2.5: بڑے پیمانے کی اشیاء سازی میں نمو (سال ب سال)									
فیصد									
م 14ء				م 13ء				وزن	
جولائی تا مارچ	تیسری سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	پہلی سہ ماہی	جولائی تا مارچ	تیسری سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	پہلی سہ ماہی		
4.3	1.0	6.4	6.6	3.4	5.5	3.8	0.6	70.3	مجموعی بڑے پیمانے کی اشیاء سازی
1.5	0.9	1.2	2.4	0.9	2.4	0.9	-0.5	21	ٹیکسٹائل
1.8	0.9	1.4	3.0	1.3	3.2	1.2	-0.6	13	سوتلی دھاگہ
0.7	0.5	0.6	0.9	0.2	0.9	0.1	-0.3	7.2	سوتلی کپڑا
7.8	-0.3	24.4	8.0	7.4	11.0	1.3	6.5	12.4	غذا و مشروبات
10.9	-1.8	87.2	--	3.0	11.0	-29.0	--	3.5	پتیلی
4.1	3.1	2.2	7.0	3.8	15.7	2.9	-5.8	1.1	نباتی گھی
0.2	-5.9	-1.4	8.7	14.6	17.1	20.6	6.4	2.2	خوردنی تیل
34.0	57.8	40.5	18.4	17.1	1.8	14.7	28.3	0.9	سافٹ ڈرگس
7.5	5.9	4.2	12.7	13.3	19.4	18.0	3.4	5.5	پیٹرولیم ولبریکنٹ
9.5	8.6	6.5	13.6	13.5	19.1	18.1	4.0	5.4	پیٹرولیم مصنوعات
-78.4	0.0	0.0	-28.0	6.9	28.0	16.8	-17.8	0.1	کوئلہ
3.4	5.5	-5.0	9.4	13.2	2.8	22.8	16.1	5.4	فولاد
-53.4	-71.3	-66.7	-21.1	-25.3	3.6	-38.7	-35.6	1.6	خام لوہا
29.2	33.8	21.5	32.5	0.9	-0.8	8.4	-4.5	1.5	فولادی چادریں
6.7	18.5	-4.5	7.3	45.5	4.8	78.8	72.9	2.3	ایچ آر ٹی وی / ٹیلی ویژن
0.1	-2.0	1.7	0.7	6.1	9.0	5.1	4.0	5.3	سینٹ
0.0	2.5	3.1	-5.5	-12.0	-18.2	-14.7	-1.2	4.6	کارپس
-33.6	-30.6	-26.3	-46.0	34.5	-33.5	75.7	156.4	0.5	ٹریکٹرز
1.3	-0.3	12.0	-5.3	-22.9	-20.3	-36.3	-11.9	2.8	جیپ اور کارپس
21.6	7.6	15.8	44.6	-5.0	6.6	11.2	-27.0	4.4	کھاد
24.6	10.8	18.9	47.4	-7.3	2.7	9.3	-28.5	4	ٹائیٹر و جنس کھاد
2.1	-17.7	-2.7	26.8	13.5	52.0	24.3	-15.9	0.4	فاسفورس کھاد
8.0	-2.4	6.4	19.9	17.8	2.6	40.5	14.5	2.3	کانڈر
13.0	15.8	8.5	14.0	-1.7	7.9	-2.7	-10.0	0.9	چمڑے کی مصنوعات
15.7	22.8	9.8	12.8	0.3	10.9	1.1	-10.3	0.5	چمڑے کے جوتے
									یادداشتی 12
2.7	1.3	2.0	4.9	4.0	4.1	5.7	2.3	62.3	بڑے پیمانے کی اشیاء سازی علاوہ چمڑے کی مصنوعات
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات									

مذکورہ بالا عوامل کے علاوہ ستمبر 2013ء میں صنعتی صارفین کے لیے بجلی کی قیمتوں میں اضافے نے تقریباً تمام صنعتوں کی پیداواری لاگت کو بڑھا دیا تھا۔ مزید برآں، جنوری 2014ء میں گیس انفراسٹرکچر ڈولپمنٹ سیس (جی آئی ڈی سی) کے نفاذ نے ٹیکسٹائلز، کھاد، سیمنٹ اور کاغذ جیسی گیس پر انحصار کرنے والی صنعتوں کی لاگت کو بڑھا دیا تھا۔

مزید برآں، جو صنعتیں پیٹرولیم مصنوعات جیسے درآمدی خام مال پر بھاری انحصار کرتی ہیں انہیں مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اہم کرنسیوں کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر میں تیزی سے کمی کے باعث بڑھتی ہوئی لاگت کا سامنا کرنا پڑا تھا۔¹² اسی طرح، بین الاقوامی منڈی میں پام آئل کی قیمت میں بتدریج اضافے نے بھی خوردنی تیل اور گھی کی پیداوار پر منفی اثرات مرتب کیے۔¹³

مالی سال 14ء کی تیسری سہ ماہی میں کمزور کارکردگی کے باوجود جولائی تا مارچ مالی سال 14ء کے دوران بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی مجموعی نمو گذشتہ برس سے زیادہ رہی۔ بعض صنعتوں (جیسے یوریا، چمڑے کی مصنوعات، مشروبات اور پیٹرولیم مصنوعات) نے پورے سال مضبوط نمو دکھائی۔ اس کی تفصیل ذیل میں دی گئی ہے:

مالی سال 14ء میں چینی کی پیداوار بڑھ گئی۔۔۔

جولائی تا مارچ مالی سال 14ء کے دوران چینی کی پیداوار میں 10.9 فیصد نمو ہوئی جو گذشتہ برس کی اسی مدت میں 3.0 فیصد تھی۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ گنے کی بہتر فصل اور کھل کاری کا بروقت آغاز اس کارکردگی کی اہم وجوہات میں شامل ہیں۔¹⁴

کھل کاری کے بروقت شروع ہونے کا سبب حکومت اور شکر کے کارخانوں کے درمیان بہتر مفاہمت ہے۔ خاص طور پر، اضافی ذخائر کے باعث کھل کاری موسم کے آغاز پر پیشتر شکر کے کارخانوں کو سیالیت کی قلت کا سامنا تھا حکومت نے نہ صرف ٹریڈنگ کارپوریشن آف پاکستان (ٹی سی پی) کے ذریعے اس ذخیرے کا ایک حصہ خرید لیا بلکہ اس شرط پر چینی برآمد کرنے کی اجازت بھی دے دی کہ سندھ اور پنجاب میں ملیں بالترتیب یکم اور 15 نومبر کے درمیان کھل کاری شروع کر دیں گی۔^{15,16}

اس کے نتیجے میں کھل کاری جنوری 2014ء میں اپنی زیادہ سے زیادہ حد تک پہنچ گئی تھی، جبکہ عام طور پر فروری میں پیداوار کی سطح بلند ہوتی ہے

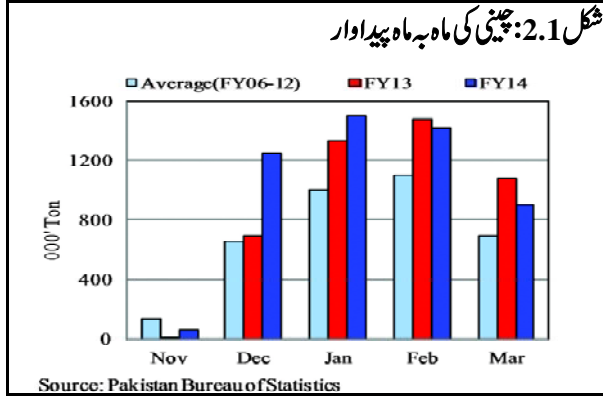
12 دو حقیقت، تمام فہرستی ریفرنسز نے 2013ء کی دوسری ششماہی کے لیے اپنے مالی گوشواروں میں بھاری نقصان ظاہر کیا ہے۔ تاہم، مالی سال 14ء کی تیسری سہ ماہی کے آخر میں پاکستانی روپے کی قدر میں اضافے کے بعد ان کے مارجن کی بحالی شروع ہو گئی تھی۔

13 جنوری 2012ء سے مسلسل کمی کے بعد پام آئل کی بین الاقوامی قیمت میں اکتوبر 2013ء سے بحالی شروع ہو گئی تھی۔

14 پاکستان دفتر شاریات کے تیار کردہ تازہ ترین تخمینوں کے مطابق مالی سال 14ء کے دوران گنے کی پیداوار 66.5 ملین ٹن تھی جو مالی سال 13ء کے لیے 63.8 ملین ٹن کے حتمی تخمینوں سے کہیں زیادہ تھی۔

15 چینی کی برآمدات پوری بیٹ کی پیشکش کے علاوہ حکومت نے اصل درآمد شدہ مقداروں کی حد تک مقامی رسد پر سٹانڈنگس کو 8 فیصد سے کم کر کے 0.5 فیصد کر دیا گیا (دیکھئے ایس آراؤ #77 (1) 7 فروری 2013ء)۔

16 کھل کاری میں تاخیر عام طور پر گنے کارس کم کر دیتی ہے جس سے نہ صرف بازاریابی کی شرح (جو پیدا کردہ چینی اور کچلے گنے کا تناسب ہے) میں بہتری آتی ہے بلکہ اس کا نتیجہ گنے کے وزن میں کمی کی صورت میں نکلتا ہے جس کا مطلب ہے کہ گنے کے کاشت کار کو اسی فصل کی کم قیمت ملے گی۔



(شکل 2.1)۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، کچل کاری کے چکر میں اس تبدیلی کی عکاسی بعد کے مہینوں میں ہوئی جب سال بسال نموفوری اور مارچ 2014ء میں منفی ہو گئی تھی۔

کھاد سے بڑے پیمانے کی اشیا سازی

کو تقویت ملی

جولائی تا مارچ 2014ء میں 21.6 فیصد کی سال

بسال نمو (جولائی تا مارچ مالی سال 13ء میں 5.0

فیصد کی کمی کے مقابلے میں) میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں ہونے والی مجموعی نمو میں صرف کھاد کے شعبے کا حصہ بیس فیصد رہا۔ جولائی تا مارچ مالی سال 14ء کے دوران کھاد کے شعبے کو گیس کی بہتر دستیابی اور کھاد کے استعمال کی بلند سطح اس بہتر کارکردگی کی وجوہات میں شامل ہیں۔

یہ صنعت گیس انفراسٹرکچر ڈولپمنٹ سیس (جی آئی ڈی سی) کے منفی اثرات سے بھی محفوظ رہی جس میں جنوری 2014ء میں اضافہ کر دیا گیا تھا۔¹⁷ کارخانوں نے ابتدائی طور پر یہ اضافہ کاشت کاروں کو منتقل کر دیا اور کھاد کی خوردہ قیمت 1,720 روپے فی بوری سے بڑھا کر 1,900 روپے کر دی گئی۔ تاہم حکومت نے خوردہ قیمت 1,786 روپے فی بوری مقرر کر دی تھی جس سے مالی سال 14ء کی تیسری سہ ماہی میں کھاد کی کمپنیوں کے مارجن پر دباؤ بڑھ گیا۔

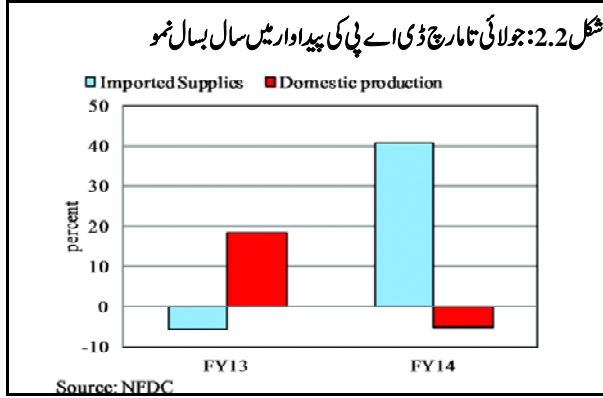
مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں ڈی اے پی کی پیداوار میں تیزی سے اضافہ ہوا تھا لیکن اگلی دوسہ ماہوں کے دوران اس میں کمی دیکھی گئی۔ ڈی اے پی کی بین الاقوامی قیمتوں میں تیزی سے کمی کے نتیجے میں اس کی ملکی قیمتوں میں بڑھتے ہوئے فرق کے باعث جولائی تا مارچ مالی سال 14ء کے دوران ڈی اے پی کی درآمدات میں اضافہ ہو گیا (شکل 2.2)۔¹⁸ اس کے نتیجے میں ڈی اے پی کی ملکی پیداوار میں کمی واقع ہو گئی۔

سیمنٹ کی کمزور کارکردگی

جولائی تا مارچ مالی سال 14ء کے دوران سیمنٹ کی پیداوار میں 0.1 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گزشتہ برس اس میں 6.1 فیصد نمو ہوئی تھی۔ بجلی کی قیمتوں میں حالیہ اضافہ اور جی آئی ڈی سی کے نفاذ نے سیمنٹ کے شعبے کی پیداواری لاگت کو بڑھا دیا تھا۔ اس کا زیادہ اثر چھوٹی اکائیوں پر پڑا جو عام طور پر قومی گرڈ اور پائپ لائن سے ملنے والی گیس پر انحصار کرتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں بڑی پیداوار کے کارخانے متبادل ایندھن (جیسے ٹائر سے

¹⁷ حکومت نے فیڈ اسٹاک گیس پر جی آئی ڈی سی کو 197 روپے فی ایم ایم بی ٹی یو سے بڑھا کر 300 روپے فی ایم ایم بی ٹی یو کر دیا تھا اور ایندھن گیس پر اسے 50 روپے سے بڑھا کر 100 روپے فی ایم ایم بی ٹی یو کر دیا گیا۔

¹⁸ نومبر 2013ء میں ڈی اے پی کی بین الاقوامی قیمت 4 سال کی پست ترین سطح 351.3 ڈالر / میٹرک ٹن تک پہنچ گئی تھی۔ اگرچہ دسمبر 2013ء میں مراکش میں ڈی اے پی کے پلانٹ کی بندش کے بعد اس میں کچھ اضافہ ہوا تھا لیکن مارچ 2014ء سے قیمتوں میں ایک بار پھر کمی کا رجحان شروع ہو گیا۔



اخذ کردہ ایندھن) استعمال کر رہے ہیں اور انہوں نے اپنی توانائی کی لاگت میں کمی کے لیے فاضل حرارت بحالی (waste heat recovery) پلانٹس کا استعمال شروع کر دیا ہے۔

اس سے قطع نظر، صنعت نے بڑھتی ہوئی پیداواری لاگت صارفین کو منتقل کر دی تھی۔¹⁹ مالی سال 14ء کے نو مہینوں کے دوران بلند خوردہ قیمت اور سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام (پی ایس ڈی پی) کی

مدت میں کم رقم مختص کرنے کی وجہ سے سینٹ کی ملکی طلب کم ہو گئی۔²⁰ جولائی تا مارچ مالی سال 14ء میں بھیجے گئے مقامی سینٹ میں صرف 2.1 فیصد نمو ہوئی جو گزشتہ برس 6.1 فیصد تھی جبکہ بین الاقوامی منڈیوں سے بھی طلب زیر جائزہ مدت کے دوران کمزور رہی تھی۔ بیرونی طلب کی کمی میں بڑا حصہ افغانستان کا تھا کیونکہ زراعت شدہ ایرانی سینٹ نے اس منڈی تک رسائی حاصل کر لی تھی۔²¹

سینٹ کے بعض ملکی اشیاء سازوں نے افریقہ اور عراق میں سرمایہ کاری کرنے کا اعلان کیا ہے۔ ان منصوبوں سے نہ صرف ان کی مصنوعاتی منڈی کو متنوع بنانے میں مدد ملے گی بلکہ خلیج اور افریقی ممالک میں مواقع سے استفادہ بھی ممکن ہوگا۔ اگرچہ ان کی اضافی پیداوار پاکستان کے سینٹ کے شعبے میں ظاہر نہیں ہوگی تاہم ان ممالک سے بھیجے گئے منافع سے ملک کے ادائیگیوں کے توازن کو تقویت مل سکتی ہے جبکہ بیرون ملک کام کرنے کے تجربے سے ملک میں پیداواری کارگزاریوں کو بہتر بنایا جاسکے گا۔

سینٹ کے شعبے کے امکانات روشن ہیں کیونکہ اگلے برس گوادری بندرگاہ تاخیر اب اقتصادی کوریڈور جیسے انفراسٹرکچر کے منصوبوں اور ڈیموں کی تعمیر شروع ہونے کا امکان ہے۔ نجی شعبے میں تعمیراتی کمپنیوں کی جانب سے سینٹ کی طلب بڑھ سکتی ہے کیونکہ انہوں نے اہم شہروں میں بڑے مکاناتی منصوبے شروع کر رکھے ہیں۔ آخر میں، ریل اسٹیٹ شعبے کو اسٹیٹ بینک کے محتاطیہ ضوابط میں نرمی سے بھی فائدہ پہنچ سکتا ہے۔²²

دھاگے کی پیداوار

اگرچہ دھاگے کی پیداوار میں گزشتہ برس کے مقابلے میں زیادہ نمو ہوئی تاہم رواں مالی سال کی دوسری اور تیسری سہ ماہی کے دوران اس میں

¹⁹ نومبر تا مارچ مالی سال 14ء کے دوران سینٹ کی خوردہ قیمت میں اوسطاً سال بسال بنیادوں پر 11.5 فیصد اضافہ ہوا تھا۔

²⁰ جولائی تا مارچ مالی سال 14ء میں سرکاری شعبے کا ترقیاتی پروگرام 393 ارب روپے تھا جو گزشتہ برس کی اسی مدت کے 407.1 ارب روپے کے مقابلے میں تھوڑا سا کم تھا۔

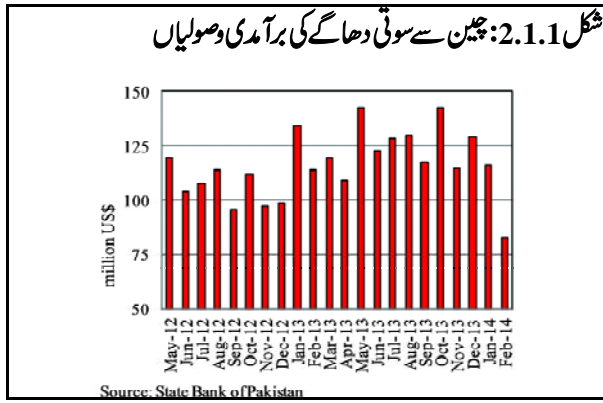
²¹ اپنی ایندھن کی ضروریات پوری کرنے کے لیے ایران کا سینٹ کا شعبہ مقامی گیس پر انحصار کرتا ہے جو بہت سستے نرخوں پر دستیاب ہوتی ہے۔ اس کے مقابلے میں پاکستان میں سینٹ کا شعبہ زیادہ تر تھقل توانائی اور درآمدی کوئلے پر انحصار کرتا ہے۔

²² ملک میں مکاناتی ماکاری کو فروغ دینے کے لیے اسٹیٹ بینک نے علیحدہ محتاطیہ ضوابط جاری کیے ہیں۔ نئے محتاطیہ ضوابط کی اہم خصوصیت زائد المیعاد قرضوں کی درجہ بندی کی مدت میں توسیع ہے جسے ایک سال سے بڑھا کر دو سال کر دیا گیا ہے (آئی ایچ اینڈ ایس ایم ای ایف ڈی سرکلر نمبر 03-2014ء)۔

بتدریج کی دیکھی گئی (جدول 2.6)۔ چین کی کپاس پالیسی میں تبدیلی (بکس 2.1) کے بعد دھاگے کی بیرونی طلب کم ہو گئی جبکہ بھارت سے سستے دھاگے کی (صفر ٹریف پر) درآمد سے اس کی ملکی طلب کم ہو گئی تھی۔²³

سوتلی کپڑا

ٹیکسٹائل مینوفیکچرنگ میں دھاگے کے بعد دوسرا سب سے بڑا جز سوتلی کپڑا ہے جس میں جولائی تا مارچ مالی سال 14ء کے دوران 0.7 فیصد کی معتدل نمو ہوئی جو مالی سال 13ء کی اسی مدت میں 0.2 فیصد تھی۔ یہ رجحان ہلکے سوتلی کپڑے (لان وغیرہ) کی بڑھتی ہوئی ملکی طلب سے ہم آہنگ ہے، جس نے سوتلی کپڑے کی فروخت کو متاثر کیا ہے۔



بکس 2.1: چین کی جانب سے کپاس کی پالیسی میں تبدیلی

چین مقامی کاشت کاروں کو سابقہ قیمت سے بلند قیمت ادا کر کے 2011ء سے اپنے کپاس کے ذخائر میں اضافہ کر رہا ہے۔ اس کے نتیجے میں کپاس کی بین الاقوامی اور مقامی قیمتوں کے بڑھتے ہوئے فرق کے باعث چینی ایشیا سازوں کی حوصلہ افزائی ہوئی کہ وہ سوتلی دھاگے اور اس کی ذیلی مصنوعات کی درآمدات کو بڑھائیں۔ اس صورت حال سے پاکستان کے ٹیکسٹائل اجزاء کی برآمدات بڑھ گئیں۔ مالی سال 11ء تا پہلی ششماہی مالی سال 14ء کے دوران ملک کو صرف چین کو سوتلی دھاگے کی برآمد سے 3.5 ارب ڈالر حاصل ہوئے۔ مارچ 2014ء میں چین کی حکومت نے اس پالیسی میں اہم تبدیلی متعارف کرائی جس کے مطابق منڈی سے بلند قیمتوں پر کپاس کی خریداری کے بجائے حکومت اب کاشت کاروں کو قیمت کے تفرق کی ادائیگی کرے گی اگر منڈی کی قیمت ہدف کی سطح سے کم ہو جائے۔ تاہم یہ قیمت اس قیمت کے مقابلے میں بہت کم ہے جس پر حکومت پہلے منڈی سے خریداری کرتی رہی ہے۔²⁴ دلچسپ امر یہ ہے کہ فروری 2014ء میں نئی پالیسی کی توقع کے باعث چین سے دھاگے کی طلب پہلے ہی کم ہو چکی ہے (شکل 2.1.1)۔ اس کے ساتھ پالیسی میں اس تبدیلی نے بین الاقوامی منڈی میں دھاگے کی قیمتوں پر دباؤ کم کر دیا تھا۔

2.4 خدمات²⁵

مالی سال 14ء کے دوران خدمات کے شعبے کی نمو گزشتہ برس سے کم اور 4.6 فیصد ہدف سے نیچے رہی (جدول 2.6)۔ قدرے کمزور کارکردگی کا سبب مالیات و بیمہ اور عمومی حکومتی خدمات²⁶ ہیں جبکہ تھوک و خوردہ تجارت اور ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری و مواصلات سے خدمات کی مجموعی نمو کو متحرک ملتا رہا۔

بڑے پیمانے کی ایشیا سازی میں نمو، اہم فصلوں کی بہتر پیداوار اور تجارتی حجم میں اضافے کے باعث تھوک اور خوردہ تجارت بڑھ گئی۔ مزید برآں، تھوک اور خوردہ تجارت کے لیے قرضے کی مضبوط نمو بھی اس ذیلی شعبے کے لیے خوش آئند ہے۔

²³ بھارتی دھاگے کی برآمد جولائی تا مارچ مالی سال 14ء کے دوران 86.3 ملین ڈالر تک پہنچ گئی جبکہ مالی سال 13ء کی اسی مدت میں 58.3 ملین ڈالر تھی۔ اس سے نہ صرف مقامی دھاگے کی طلب کم ہو گئی بلکہ منڈی کی قیمتوں میں بھی کمی کارخانوں رہا۔ اس کے رد عمل میں کابینہ کی اقتصادی رابطہ کمیٹی نے اپریل 2014ء سے بھارتی دھاگے کی درآمد پر 5 فیصد ڈیوٹی کو بحال کر دیا۔

²⁴ چین کی حکومت نے گزشتہ پالیسی میں دی گئی امدادی قیمت کے مقابلے میں کپاس کے ذخائر کی نئی پالیسی کے ہدف میں قیمت کم رکھنے کا اعلان کیا تھا۔

²⁵ خدمات کے شعبے میں پیش رفت کا تفصیلی تجزیہ اسٹیٹ بینک کی اگلی سالانہ رپورٹ میں کیا جائے گا، جب پورے سال کی متعلقہ معلومات دستیاب ہو جائے گی۔

²⁶ اگرچہ بینکوں کی نفع یابی میں زیر جائزہ مدت کے دوران اضافہ ہوا، لیکن اس شعبے کی قدر اضافی میں پست نمو ہوئی۔ مالیات و بیمہ کے شعبے میں قدر اضافی کو پاکستان دفتر شریات کی جانب سے مالی وساطتی خدمات کی بالواسطہ پیمائش (ایف آئی ایس آئی ایم) کے طریقے کو استعمال کرتے ہوئے اخذ کیا جاتا ہے، جس سے ضروری نہیں ہے کہ مالی اداروں کی اصل نفع یابی کی عکاسی ہوتی ہو۔

جدول 2.6: خدمات کا قدر اضافی					
حصہ اور نمونہ فیصد میں: حصہ فیصدی درجے میں					
خدمات کی نمونہ میں حصہ	نمونہ				
م 14ء عبوری	م 13ء نظر ثانی شدہ	م 14ء عبوری	م 13ء نظر ثانی شدہ	م 14ء حصہ	
1.6	1.1	5.2	3.4	31.9	تھوک و خوردہ تجارت
0.7	0.7	3.0	2.9	22.3	ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری و مواصلات
0.3	0.5	5.2	9.0	5.4	مالیات و بیمہ
0.5	0.5	4.0	4.0	11.6	مکاناتی خدمات
0.3	1.3	2.2	11.3	12.1	عمومی حکومتی خدمات
1.0	0.9	5.8	5.2	16.6	دیگر نجی خدمات
4.3	4.9	4.3	4.9	100.0	مجموعی
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات					

ٹرانسپورٹ کے شعبے میں پی آئی اے آپریٹنگ نقصانات سے دو چار رہا۔ 2013ء میں کمپنی کو 44.5 ارب روپے کا خالص نقصان ہوا جبکہ 2012ء میں یہ 30.6 ارب روپے تھا۔²⁷ تاہم، 2014ء کی پہلی سہ ماہی کے حالیہ کارپوریٹ نتائج سے بہتری کی عکاسی ہوتی ہے۔ خالص نقصان 2013ء کی پہلی سہ ماہی کے 8.62 ارب روپے سے گزر کر 2014ء کی پہلی سہ ماہی میں 1.98 ارب روپے رہ گیا۔ آمدنی میں مضبوط نمو کا سبب چار کم چوڑی جسامت کے طیاروں کی شمولیت کے ساتھ ساتھ شرح مبادلہ میں استحکام ہے۔

مواصلات میں نمونہ موبائل فون ہز کی قدر اضافی سے حاصل ہوئی۔ پی ٹی اے کے مطابق پاکستان میں کام کرنے والی موبائل فون کمپنیوں کو 2012-13ء میں 440.2 ارب روپے کی آمدنی حاصل ہوئی تھی جو بلند ترین ریکارڈ ہے۔ تھری جی رفور جی آپٹیکل ٹرم کے لائسنسوں کی حالیہ نیلامی سے امکان ہے کہ ٹیلی کام شعبے کے جز سے محصولات بڑھیں گے۔

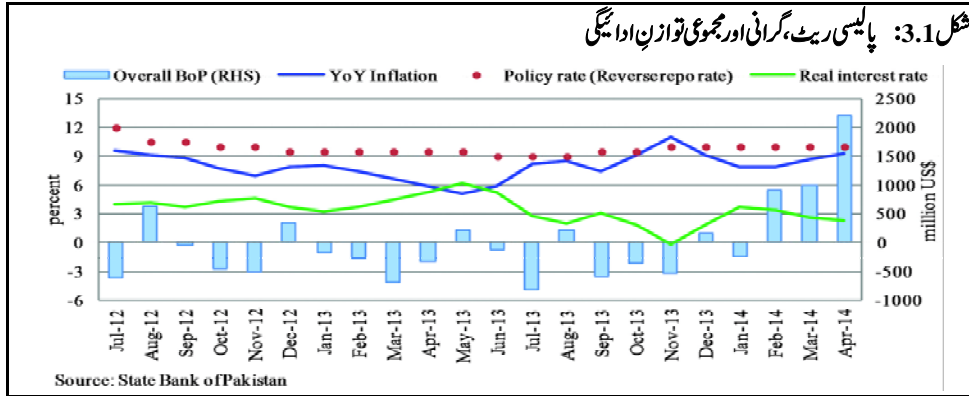
27 پی آئی اے کی سالانہ رپورٹ کے مطابق کمپنی کو ان وجوہات کی بناء پر نقصانات ہوئے: (1) آپریٹنگ طیارے کی کمی (2) بلند آپریٹنگ لاگت اور (3) اہم کرنسیوں کے مقابلے میں روپے کی قدر میں تیزی سے کمی۔

3 گرانى اور زرى پالىسى

3.1 عموى جائزہ

مالى سال 2014ء كى پہلى ششماہى ميں بتدرىج زرى سختى كا جو سلسلہ جارى تھا وہ تيسرى سہ ماہى ميں روك ديا گيا كيونكہ گرانى كے دباؤ اور بيرونى شعبے سے منسلك خطرات كسى حد تك دھيمے پڑ گئے۔¹ اسٹیٹ بینك نے اپنے جنورى اور مارچ 2014ء كے زرى پالىسى فيصلوں ميں پالىسى ريٹ 10 فيصد پر برقرار ركھا۔ اس فيصلے ميں ان عوامل كا كردار اہم تھا: (i) توقعات سے بڑھ كر مالى رقوم كى آمد كے ساتھ ساتھ روپے كى قدر ميں اضافہ (ii) مالىاتى استحكام كے حوالے سے حوصلہ افزا رجحانات اور (iii) گرانى ميں اضافہ توقعات سے كم رہا (شكل 3.1)۔ اگرچہ بيرونى اور مالىاتى شعبوں ميں پيش رفت سے مزيد بہترى كا اشارہ ملتا ہے كيونكہ حكومت نے پورو بانڈ سے 2 ارب ڈالرجع كر ليے اور طویل انتظار كے بعد تھرى جى رفرورجى اسكيكٹرم لائسنسوں كى نيلامى سے 1.1 ارب ڈالرحاصل كر ليے، تاہم اپريل 2014ء ميں سال بسال گرانى توقع سے زائد (9.2 فيصد) رہنے كے باعث گرانى ميں آنے والى بہترى معمولى سى زائل ہو گئی۔ بيرونى شعبے كى پائيدارى اور اہم معاشى متغيرات كے استحكام كے پيش نظر اسٹیٹ بینك نے 17 مئی 2014ء كے زرى پالىسى فيصلے ميں محتاط رويا پنا تے ہوئے پالىسى ريٹ 10 فيصد ركھا۔

شكل 3.1: پالىسى ريٹ، گرانى اور مجموعى توازن ادائگى



Source: State Bank of Pakistan

جولائى تا اپريل 14ء كے دوران سال بسال گرانى كسى حد تك تغيرات كا شكار رہى جس كى بڑى وجہ يہ تھى كہ تلف پذير غذائى اشيا ميں خاصا اتار چڑھاؤ آتا رہا اور سركارى نرخوں ميں ردوبدل ہوتا رہا، جيسا كہ شكل 3.1 سے ظاہر ہے، چنانچہ ماس 14ء ميں گرانى كے منظر نامے كے تعين كا عمل پيچيدہ ہو گيا۔ ماس 14ء كے دوران اوسط گرانى كا اندازہ ابتدا ميں 11 تا 12 فيصد تھا جو ماس 13ء كى اوسط گرانى 7.4 فيصد كے مقابلے ميں خاصا بلند ہے۔² جيسے جيسے وقت گذرا، گرانى بڑھنے لگی اور نومبر 2013ء ميں دو ہندسوں (10.9 فيصد) تك پہنچ گئی۔ تاہم دسمبر 2013ء اور جنورى 2014ء ميں سال

1 ماس 14ء كے آغاز پر بيرونى شعبے كى كزوريوں اور گرانى كى بڑھتى ہوئی توقعات نے اسٹیٹ بینك كو اپنا زرى پالىسى موقف بدلنے، يعنى زرى سے بتدرىج سختى كى طرف جانے پر مجبور كيا۔ اسٹیٹ بینك نے ستمبر اور نومبر 2013ء ميں اپنے دوزرى پالىسى فيصلوں ميں ہر بار پالىسى ريٹ 50 بي پي ايس بڑھا ديا۔

2 گرانى ميں مكانہ اضافے كى وجوہات يہ تھیں: (الف) بجلى اور گيس كے نرخوں ميں اضافے كا عكسى فيصلہ، (ب) جزل سلازنگس ميں اضافہ، (ج) زراعت محدود كردنے كے ليے بعض مستثنیات كا خاتمہ، اور (د) پيٲروليم مصنوعات كے نرخ بڑھنے، اور شرح مبادلہ كرنے سے پيدا ہونے والى گرانى كى توقعات۔ تفصيل كے ليے ستمبر 2013ء كا زرى پالىسى بيان ديكيے۔

بسال گرانہ میں کمی آئی۔ اس کے علاوہ گرانہ کی توقعات بھی نرم پڑنے لگیں تو نظر ثانی کے تحت متوقع گرانہ 10 سے 11 فیصد رکھی گئی۔³ درحقیقت اسٹیٹ بینک کو اب توقع ہے کہ م س 14ء کی اوسط گرانہ 8 سے 9 فیصد رہے گی، جس کے اسباب یہ ہیں: (الف) شرح مبادلہ میں اضافہ، (ب) ملکی اور عالمی دونوں منڈیوں میں تیل کے نرخوں میں نسبتاً استحکام، (ج) اسٹیٹ بینک سے قرضہ لینے سے گریز کی حکومتی کوششیں، (د) زری نمویں کمی، اور (ه) گرانہ کی کم ہوتی ہوئی توقعات، جیسا کہ مئی 2014ء کے اسٹیٹ بینک۔ آئی بی اے اعتماد و صارفین سروے سے ظاہر ہے۔

جولائی تا مارچ م س 14ء کے دوران زری توسیع، جسے اکثر گرانہ کے اہم اظہاریوں میں سے ایک سمجھا جاتا ہے، گر کر 5.9 فیصد ہو گئی جبکہ گذشتہ سال اسی عرصے کے دوران یہ 9 فیصد تھی۔ حالیہ کمی اسٹیٹ بینک کے خالص ملکی اثاثوں پر مقداری حد عائد کرنے، اور اسٹیٹ بینک سے سرکاری قرض گیری پر حد عائد کرنے کی بنا پر متوقع بھی تھی۔

حکومت اسٹیٹ بینک سے اختتام مارچ 2014ء پر اپنی قرض گیری آئی ایم ایف کے ساتھ طے کردہ حد میں رکھنے میں کامیاب رہی۔ درحقیقت پاکستان ترقیاتی فنڈ میں م س 14ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران ایک دوست ملک سے سرمایہ جاتی گرانٹ کی صورت میں بڑی مقدار میں رقوم کی آمد نے حکومت کو اسٹیٹ بینک سے (خالص معنوں میں) سرکاری قرض گیری نمایاں حد تک گھٹانے میں مدد دی۔⁴ اس کے باوجود اسٹیٹ بینک کا خالص ملکی اثاثوں کا ہدف معمولی سے فرق سے رہ گیا۔

حکومت نے جولائی تا مارچ م س 14ء کے دوران میزانیہ مالکاری کے لیے بینکوں سے 436.9 ارب روپے نقد قرض لیا جو م س 13ء میں اسی عرصے کے دوران لیے گئے قرضے کا تقریباً نصف ہے۔ حکومت کی بحیثیت مجموعی میزانیہ خسارہ کم رکھنے کی کوششوں، اور غیر بینک رقوم کی دستیابی کو اس بڑی تخفیف کا سبب قرار دیا جاسکتا ہے۔

سرکاری قرض گیری میں کمی کے نتیجے میں بینک اپنی توجہ نجی شعبے کی طرف کرنے پر مجبور ہوئے۔ صورت حال کو آسان بنانے میں بجلی اور گیس کی دستیابی میں بہتری، کاروباری طبقے اور صارفین کا اعتماد بڑھنے، اور قرضے کی حقیقی لاگت میں نسبتاً کمی سے مدد ملی اور اس طرح بینک قرضے کی طلب پیدا ہوئی۔ طلب و رسد دونوں کے عوامل نے پانچ سال کے وقفے کے بعد نجی شعبے کو قرضے میں عمدہ نمود لائی۔ جولائی تا مارچ م س 14ء کے دوران نجی شعبے کو قرضے میں 10 فیصد نمو ہوئی جو گذشتہ سال اسی عرصے میں ہونے والی نمو سے گئی سے بھی زائد ہے۔ مزید برآں، قرضے کی نمونیتوں زمروں میں ہوئی یعنی جاری سرمایہ، تجارتی مالکاری، اور معینہ سرمایہ کاری قرضے۔

3.2 سیالیت کی صورت حال

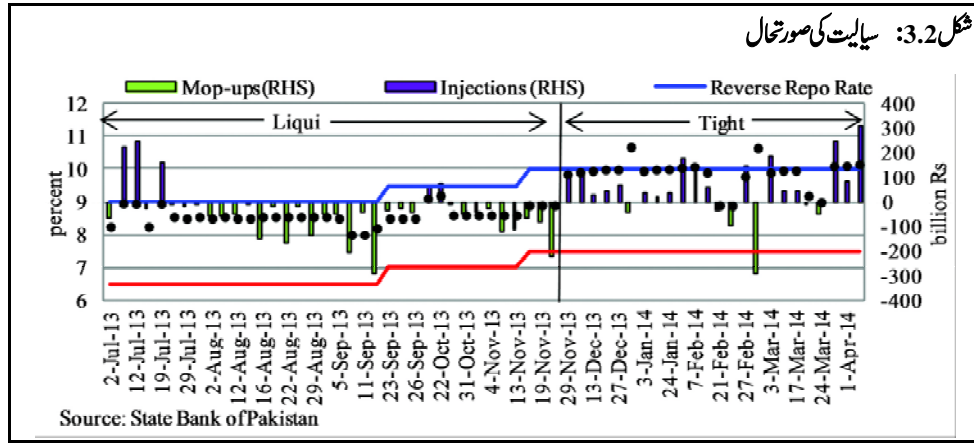
جولائی تا مارچ م س 14ء کے دوران بازار زر کی سیالیت میں خاصا تغیر پایا گیا، جس کے اہم اسباب یہ تھے: (i) نجی شعبے کے قرضے میں اضافہ ہونا (ii) سرکاری قرض گیری میں تیزی سے کمی (iii) کسی منصوبے کے بغیر، قلیل مدتی قرضے (ٹی بل) کا اوسط تا طویل مدتی آلات (پی آئی بی) کے

³ جنوری 2013ء کا زری پالیسی بیان۔

⁴ حالیہ برسوں میں اسٹیٹ بینک کے خالص ملکی اثاثوں میں رد و بدل کا بنیادی سبب اس سے حکومت کی قرض گیری ہے۔

ساتھ تبادلہ (iv) بیرونی رقوم کی غیر متوقع آمد (v) شرح مبادلہ میں غیر متوقع تبدیلیاں، اور (vi) شرح سود کے بارے میں منڈی کی رائے۔ بعض اوقات بازار زری شرح نہ صرف شرح سود کے معمول کے کوریڈور (آئی آر سی) سے باہر چلی گئی، بلکہ بازار زری کے سودوں کی قطع شرح سود بھی اسٹیٹ بینک کے معکوس ریپورٹ سے زائد ہو گئی، جو آئی آر سی کی بالائی حد ہے۔

جولائی تا مارچ م س 14 کے دوران سیالیت کی صورت حال اور بازار زری شرحوں کا جو رویہ رہا اس کے با معنی تجزیے کی غرض سے اسے دو مدتوں میں منقسم کر دینا چاہیے، یعنی نومبر 2013ء کے زری پالیسی فیصلے سے پہلے کی مدت اور اس کے بعد کی مدت۔ شکل 3.2 سے معلوم ہوتا ہے کہ نومبر 2013ء کے فیصلے سے قبل مارکیٹ میں اضافی سیالیت موجود تھی کیونکہ بہ وزن اوسط شبینہ ریٹ آئی آر سی کے وسط کے قریب موجود تھے، مارکیٹ سے سیالیت نکالنے کے لیے اسٹیٹ بینک بازار زری کے سودے انجام دے رہا تھا، 5 اور بینک انفرادی طور پر اکثر اپنی رقوم نگلی شرح پر اسٹیٹ بینک میں رکھوا رہے تھے۔⁶



نومبر 2013ء میں پالیسی ریٹ بڑھنے کے بعد (جستمبر میں 50 بیس پوائنٹس اضافے کے بعد واقع ہوا) بینکوں نے ٹی بل کی نیلامیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ حکومت نے بھی ان نیلامیوں میں بھاری رقوم قبول کرنا شروع کر دیں تاکہ اسٹیٹ بینک سے لیا گیا قرضہ اتارے اور آخر دسمبر کے اہداف کو پورا کرے۔ اس کے نتیجے میں تمام مدتوں کی قطع شرح سود تقریباً پالیسی ریٹ کے قریب آ گئی جس سے ایک سالہ عرصیت تک کا خط یافت بہت ہموار ہو گیا۔⁷ بازار زری کی شبینہ شرح بھی متعدد مواقع پر پالیسی ریٹ (معکوس ریپورٹ) سے بڑھ گئی، کیونکہ اسٹیٹ بینک نے بازار زری کے سودوں کے ذریعے مارکیٹ میں محدود سیالیت فراہم کی جہاں کمرشل بینکوں نے بنیادی نیلامیوں میں گنجائش سے زیادہ وعدے کر لیے تھے۔ کئی مواقع پر بازار زری کی قطع شرح سود پالیسی ریٹ سے بلند ہو گئی، کیونکہ اسٹیٹ بینک بیرونی شعبے میں

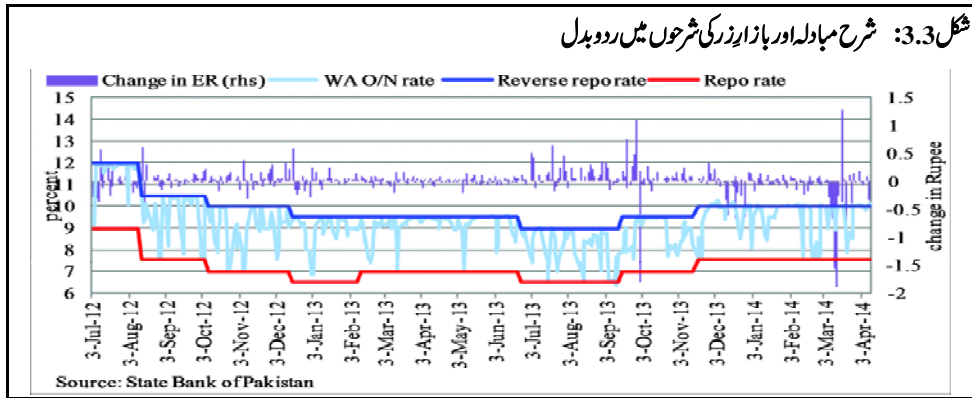
5 جیسا کہ م س 14ء کی پہلی سہ ماہی رپورٹ میں بتایا گیا ہے، بینک عرصیت پوری کرنے والے ٹی بلوں کی دوبارہ سرمایہ کاری سے، شرح سود بڑھنے کی توقع پر گریز کرتے ہیں، اور اسٹیٹ بینک آئی ایم ایف پروگرام کے لیے دکارا قدامت کی پابندی کے لیے زرمبادلہ کی خالص خریداری کرتا ہے تو منڈی میں اضافی سیالیت پیدا ہو جاتی ہے۔

6 شرح سود کو ریڈور کی سرگرمی سے ظاہر ہوتا ہے کہ پہلی سہ ماہی کے دوران بینکوں نے اپنی رقوم 79 بار اسٹیٹ بینک کے پاس رکھوائیں۔

7 نومبر 2013ء میں پالیسی ریٹ کی تبدیلی کے بعد ہونے والی ٹی بلوں کی تین نیلامیوں میں حکومت نے 1,413.9 ارب روپے (ماسوائے غیر مسابقتی بولیاں) قبول کیے، اس کے مقابلے میں قبل از نیلامی (مجموعی) ہدف 875 ارب روپے کا اور عرصیت 1,125.1 ارب روپے کی تھی۔

ہوتی پیش رفت کو دیکھتے ہوئے بازار زر میں دانستہ سختی لایا تھا۔⁸

بازار زر کے سودوں کے ذریعے سیالیت حاصل کرنے کے علاوہ اسٹیٹ بینک کے شبینہ ریپو (پچلی شرح) اور معکوس ریپو (بالائی شرح) کی سہولتوں کے استعمال سے پتہ چلتا ہے کہ بینکوں نے م س 14ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران سیالیت کے لیے اسٹیٹ بینک سے 113 مرتبہ رجوع کیا (انہوں نے فی آمد اوسطاً 13.8 ارب روپے فرض گیری کی) لیکن صرف 32 مرتبہ سیالیت فراہم کی (جس کی اوسط 7.5 ارب روپے تھی)۔ مزید برآں، پانچ بڑے بینکوں میں شامل تین بینکوں سمیت 15 کمرشل بینکوں نے سہ ماہی کے دوران سیالیت کے حصول کے لیے اسٹیٹ بینک کی معکوس ریپو سہولت کم از کم چار مرتبہ استعمال کی۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ سہ ماہی کے دوران بازار زر کی شرحیں بلند رہیں۔



بازار زر کی بلند شرحوں نے روپے کی سیالیت کی لاگت بڑھا کر شرح مبادلہ کو مستحکم کرنے میں مدد دی (شکل 3.3)۔ اس سے بازار مبادلہ میں نہ صرف سٹہ بازار نہ سرگرمیوں کی حوصلہ شکنی ہوئی بلکہ روپے اور بیرونی کرنسی قرضوں کے مابین شرح سود کا تفرق بھی بلند رہا۔ تیل کی ادائیگیوں کے لیے بیرونی کرنسی قرضوں کی طلب بھی اس عرصے کے دوران ایک عامل تھا جب اسٹیٹ بینک کے زر مبادلہ ذخائر کم ہو رہے تھے۔ جولائی تا مارچ م س 14ء کے دوران ایف ای 25 امانتوں کے عوض تجارتی مالکاری 940 ملین ڈالر بڑھ گئی حالانکہ م س 13ء کے اسی عرصے کے دوران اس میں 431 ملین ڈالر کی ادائیگی ہوئی تھی۔ مارچ 2014ء میں روپے کی قدر بڑھنے سے بھی اس اضافے میں مدد ملی، کیونکہ بیرونی کرنسی قرضوں کی موثر لاگت کا انحصار روپے کی قدر متوقع طور پر گرنے یا بڑھنے، اور ملکی اور بین الاقوامی مارکیٹوں (لاہور) کے مابین شرح سود کے تفرق پر ہوتا ہے۔ شرح سود کے بلند تفرق اور روپے کی بڑھتی ہوئی قدر کے سبب بیرونی کرنسی قرضے بہت پرکشش بن گئے۔

شرح مبادلہ کے علاوہ خط یافت کے بہت ابتدائی سرے (12 ماہ تک) میں ہونے والی قابل ذکر تبدیلیوں نے میعاد پریمیم، اور سرکاری تمسکات میں مارکیٹ کی شرکت پر بھی اثر ڈالا۔ اوسط مدت سے طویل مدت کی سرکاری تمسکات پر عمدہ میعاد پریمیم کی موجودگی میں بڑھی ہوئی شرح ہائے سود، اور گرائی میں دسمبر 2013ء کے بعد سے کمی کا نتیجہ یہ نکلا کہ پی آئی بی میں بینکوں کی دلچسپی تیزی سے تبدیل ہوئی۔ م س 14ء کی تیسری سہ ماہی

⁸ شرح سود کو ریڈور (آئی آر سی) 17 اگست 2009ء سے متعارف کرایا گیا تھا، بالائی (معکوس ریپو) اور زیریں (ریپو) حد کے مابین 300 بیس پوائنٹس رکھے گئے۔ بعد میں اس کو ریڈور کا حجم 250 پی بی ایس کر دیا گیا تھا۔ آئی آر سی کو زیادہ موثر بنانے کے لیے اسٹیٹ بینک نے ان قاننہ سہولتوں کے بار بار استعمال کی حوصلہ شکنی کی غرض سے 50 پی بی ایس (اضافہ/کمی) کا ایک تفاوت ان تمام اداروں کے لیے متعارف کرایا جو کسی ایک سہ ماہی کے دوران 7 سے زائد بار معکوس ریپو/ریپو سہولتوں کے لیے آئیں گے۔ اس ترتیم کے نتیجے میں آئی آر سی کا حجم ان تمام بینکوں کے لیے 250 سے بڑھ کر 350 پی بی ایس ہو گیا جو ایک سہ ماہی میں اسٹیٹ بینک کی یہ سہولت پہلے ہی 7 بار استعمال کر چکے تھے۔

کے دوران منعقد ہونے والی پی آئی بی کی تین نیلامیوں میں حکومت کو 1,030 ارب روپے کی بولیاں موصول ہوئیں جبکہ مجموعی ہدف قبل از نیلامی 180 ارب روپے تھا۔ حکومت نے ان میں سے اکثر بولیاں (985.1 ارب روپے) قبول کر لیں، جس سے بینکوں کی تحویل میں سرکاری تمسکات کی اوسط عرصیت تیزی سے بڑھ گئی۔ یہ پیشرفت بینکاری صنعت اور حکومت کے عرصیتی خاکے کے لیے بھی اچھی ہے۔

ٹی بل نیلامیوں کی بولیوں کے خصوصاً مارچ 2014ء میں رجحان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بینک مستقبل قریب میں پالیسی ریٹ میں کمی کی توقع کر رہے تھے۔ کمرشل بینکوں نے چھ اور بارہ ماہی ٹی بلوں میں رقم کی پیشکش کی جو م س 14ء کی پہلی ششماہی کے رجحان سے بالکل مختلف بات ہے۔ اسی طرح بینکوں نے 26 مارچ 2014ء کو ہونے والی پی آئی بی کی نیلامی میں 542.9 ارب روپے ریکارڈ رقم کی پیشکش کی جبکہ ہدف محض 60 ارب روپے تھا۔ طویل مدتی عرصیتوں (یعنی پی آئی بی) میں اپنی قوم بندھوانے کی غرض سے اس جارحانہ انداز میں بولیاں دینے سے، وہ بھی اس وقت جب تصفیے کے وقت سیالیت کی قلت تھی، ظاہر ہے کہ بینک کس شرح سود کی توقع کر رہے تھے۔ تصفیے کے فوراً بعد اسٹیٹ بینک نے بازار زر کے ایک سودے کے ذریعے 10.1 فیصد قطع شرح سود پر 250 ارب روپے داخل کیے۔ اس طرح سرکاری قرضے کا خاکہ عرصیت بڑھانے میں مدد ملی، تاہم اسٹیٹ بینک اور بینکوں دونوں کے لیے ان تبدیلیوں کی اچانک اور غیر متوقع نوعیت کی بنا پر انتظام سیالیت زیادہ دشوار ہو گیا۔

3.3 زری مجموعوں میں پیش رفت

جولائی تا مارچ م س 14ء کے دوران زری وسیع کی رسد (زر 2) میں 526.6 ارب روپے اضافہ ہو گیا جبکہ م س 13ء کے اسی عرصے کے دوران 686.4 ارب روپے اضافہ ہوا تھا (جدول 3.1)۔ یہ بات حوصلہ افزا ہے کہ زری توسیع میں اس کی کو بنیادی طور پر سرکاری قرض گیری میں تخفیف سے سہارا ملا جس نے اس عرصے کے دوران نجی شعبے کے قرضے میں 10 فیصد کی عمدہ نمو کو بھی ماند کر دیا۔ اس کے علاوہ بیرونی شعبے میں پیش رفت، خصوصاً رواں مالی سال کی تیسری سہ ماہی کے دوران پاکستان ترقیاتی فنڈ میں 1.5 ارب ڈالر کی آمد نے زیر جائزہ عرصے کے دوران زری وسیع کی رسد کے اجزائے ترکیبی پر خوشگوار اثر ڈالا ہے۔

زری مجموعوں کے سہ ماہی ڈیٹا سے پتہ چلتا ہے کہ زر 2 کے اجزائے ترکیبی میں تقریباً ساری کی ساری بہتری م س 14ء کی تیسری سہ ماہی میں آئی۔

جدول 3.1: جولائی تا مارچ کے دوران زری مجموعے				
ارب روپے				
مجموعی بہاؤ		سہ ماہی بہاؤ (م س 14ء)		
م س 13ء	م س 14ء	پہلی سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	تیسری سہ ماہی
686.4	526.6	21.5	506.4	-1.3
-161.2	-103.2	-173.2	-42.0	112.0
-163.0	-59.0	-146.1	-83.7	170.8
1.8	-44.2	-27.1	41.7	-58.9
847.6	629.8	194.6	548.4	-113.2
387.0	178.0	174.2	161.2	-157.5
460.6	451.8	20.4	387.2	44.2
ماخذ: اسٹیٹ بینک				

مالی سال کی پہلی ششماہی کے دوران 215.2 ارب روپے کے خالص سکڑاؤ کے برعکس تیسری سہ ماہی کے دوران بینکوں کے خالص بیرونی اثاثوں میں 112 ارب روپے کا اضافہ ہوا (جدول 3.1)۔ تاہم شعبہ بینکاری کے خالص ملکی اثاثوں میں 113.2 ارب روپے کے خالص سکڑاؤ نے رسد ز پر اس توسیع کے اثرات کو پوری طرح زائل کر دیا چنانچہ سہ ماہی کے دوران زرو سچ کی رسد کم و بیش جوں کی توں رہی۔

سرکاری قرض گیری میں کمی

بینکوں سے سرکاری قرض گیری طویل عرصہ جاری رہنے کے بعد بالآخر رواں مالی سال کی تیسری سہ ماہی کے دوران اس میں نمایاں کمی دیکھی گئی۔ محدود مالیاتی خسارے اور غیر بینک رقم کی دستیابی، دونوں نے حکومت کو اس قابل کیا کہ وہ بینکوں پر انحصار کم کر دے۔

سرکاری قرض گیری میں بحیثیت مجموعی کمی کے علاوہ زیر جائزہ عرصے کے دوران حکومت کی جانب سے یہ نمایاں کوششیں بھی دیکھی گئیں کہ قرض گیری کے لیے اسٹیٹ بینک کے بجائے کمرشل بینکوں سے رجوع کیا جائے (جدول 3.2)۔ م س 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران حکومت نے اسٹیٹ بینک کی رقم پر بھاری انحصار کیا تھا کیونکہ اس وقت کمرشل بینک سرکاری تمسکات میں سرمایہ لگانے سے گریزاں تھے۔

جدول 3.2: جولائی تا مارچ کے دوران (نقد بنیاد پر) خالص میزانیہ قرض گیری				
ارب روپے				
سہ ماہی بہاؤ (م س 14ء)		مجموعی بہاؤ		
تیسری سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	پہلی سہ ماہی	م س 14ء	م س 13ء
-46.4	285.2	198.1	436.9	856.7
بینکوں سے				
-384.3	90.3	352.9	58.8	-25.7
اسٹیٹ بینک سے				
337.9	195.0	-154.8	378.1	882.4
جدولی بینکوں سے				
ماخذ: اسٹیٹ بینک				

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے، پالیسی ریٹ تبدیل ہونے کے بعد، خصوصاً نومبر 2013ء کے بعد کمرشل بینکوں نے سرکاری تمسکات کی بنیادی نیلامیوں میں بھاری رقم کی پیشکش کی۔ اس طرح حکومت اسٹیٹ بینک سے اپنی قرض گیری محدود رکھنے میں کامیاب ہوئی۔ م س 14ء کی تیسری سہ ماہی میں صورت حال مزید بہتر ہو گئی جب اسٹیٹ بینک سے خالص سرکاری قرض گیری میں 384.3 ارب روپے کی خالص کمی دیکھی گئی۔ یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ اسٹیٹ بینک سے قرض گیری میں خالص کمی کو بنیادی طور پر پاکستان ترقیاتی فنڈ میں 1.5 ارب ڈالر کی آمد سے منسلک کیا گیا۔ درحقیقت ان رقم نے اسٹیٹ بینک کے پاس سرکاری امانتوں میں اضافہ کر دیا، چنانچہ وہ سال کے آغاز میں 96.3 ارب روپے سے بڑھ کر تیسری سہ ماہی کے اختتام تک 309.9 ارب روپے ہو گئیں۔

اجناسی خریداری⁹

جولائی تا مارچ م س 14ء کے دوران قرضوں کی 133.8 ارب روپے خالص واپسی کے نتیجے میں اجناسی خریداری کے واجب الادا قرضے مارچ 2014ء کے اختتام تک 336 ارب روپے تک پہنچ گئے۔ گزشتہ سال کی طرح اس سال بھی قرضوں کی خالص واپسی میں گندم کی خریداری کی غرض

⁹ اس سیکشن میں آنے والے اعداد و شمار زری سروے کے ڈیٹا کے مماثل نہیں ہوں گے، کیونکہ زری سروے میں پاکستان انوینٹری کمپنی، پاکستان لیویا ہولڈنگ کمپنی اور سعودی پاک انڈسٹریل اینڈ ایگریکلچرل انوینٹری کمپنی سے حاصل ہونے والی ماکاری کو شامل نہیں کیا جاتا۔

جدول 3.3: اجناسی خریداریوں کے لیے قرضے - مجموعی بہاؤ (جولائی تا مارچ)		
ارب روپے	م 13ء	م 14ء
مقدم	-145.4	-146.1
شکر	14.5	3.0
کھاد	17.9	9.3
مجموعہ	-113.0	-133.8
ماخذ: اسٹیٹ بینک		

سے لیے گئے قرضوں کی ادائیگی نے کردار ادا کیا، جس نے زیر جائزہ عرصے کے دوران شکر اور کھاد کی خریداریوں کے لیے قرضوں میں اضافے کی مکمل تلافی کر دی (جدول 3.3)۔

ملکی پیداوار میں کچھ تیزی آنے کے باوجود کھاد کی درآمد کے لیے خالص قرض گیری میں جولائی تا مارچ

م 14ء کے دوران 9.3 ارب روپے اضافہ ہوا۔ دراصل ربیع (اکتوبر تا دسمبر) کے لیے کھاد درآمد کرنے کے حکومتی فیصلے نے قرضے کی طلب پیدا کر دی جبکہ گیس کی غیر متوقع دستیابی کے باعث بھی کھاد کی ملکی پیداوار بڑھ گئی۔¹⁰ تاہم جولائی تا مارچ م 13ء کی نسبت، قرضے میں کم اضافے کی وجہ بھی یہ ہے کہ حکومت نے زراعت ادا کر دیا۔¹¹

شکر کی خریداری کے لیے جولائی تا مارچ م 14ء کے دوران قرضوں میں صرف 3 ارب روپے اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ سال اسی عرصے میں 14.5 ارب روپے اضافہ ہوا تھا۔ حالیہ معمولی اضافے کا اہم سبب یہ ہے کہ کچل کاری کا سیزن شروع ہونے سے پہلے ہی ٹی سی پی نے شکر خرید لی تھی۔¹²

آخر، خریداری کرنے والے اداروں کی (خریداری اور زراعت کی مدات میں) مجموعی قابل وصولی رقوم نے ان کی ادائیگی کی استعداد کو متاثر رکھا۔ قابل وصولی رقوم کا حجم مارچ 2014ء کے اختتام پر 282.2 ارب روپے ہے جو اجناسی خریداریوں کے لیے واجب الادا قرضوں کا 84.2 فیصد ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ ان قابل وصولی رقوم کا تیزی سے تصفیہ خریداری کرنے والے اداروں کو اپنا قرضہ لوٹانے میں مدد دے گا۔ قابل وصولی رقوم کے اندر، حکومت کی جانب سے واجب الادا زربائے اعانت زیر جائزہ عرصے کے دوران 3.7 ارب روپے کمی کے ساتھ 172.4 ارب روپے پر آگئیں (باکس 3.1)۔ جیسا کہ اسٹیٹ بینک کی سابقہ سالانہ اور سہ ماہی رپورٹوں میں اجاگر کیا گیا ہے، زراعت کی ان رقوم کے جلد تصفیے کی ضرورت ہے، اس طرح یہ حکومت کے لیے بھی مؤثر بہ لاگت ہوں گی۔

سرکاری اداروں کو قرضہ

جولائی تا مارچ م 14ء کے دوران سرکاری اداروں کو قرضے میں 74.3 ارب روپے اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ سال اسی عرصے کے دوران اضافہ 44.9 ارب روپے ہوا تھا۔ فرداً فرداً تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ توانائی سے منسلک اداروں میں قرضے کی زیادہ طلب پائی گئی کیونکہ انہیں بین الادارہ جاتی قابل وصولی رقوم کے دوبارہ اکٹھا ہونے کے مسئلے کا سامنا تھا البتہ یہ مسئلہ گذشتہ سال سے کم سطح پر تھا۔¹³

10 دراصل گدو تھریل پاور کو دی گئی گیس کھاد کے شعبے کی طرف مؤثر دی گئی کیونکہ تھریل پلانٹ مرمت کے لیے عارضی طور پر بند تھا۔

11 اختتام جون 2013ء پر (کھاد کے لیے) زراعت کی قابل وصولی رقم 57.2 ارب روپے تھی جو اختتام مارچ 2014ء پر گھٹ کر 53 ارب روپے رہ گئی۔

12 جولائی تا مارچ م 13ء کے دوران حکومت نے ملکی نزع مستحکم کرنے کے لیے شکر کے شعبے میں بڑے پیمانے پر مداخلت کی۔

13 پاکستان اسٹیٹ آئل کمپنی نے درآمدی مالکاری کے لیے اور جاری سرمائے کی ضروریات کے لیے جولائی تا مارچ م 14ء کے دوران 86.8 ارب روپے خالص قرض گیری کی۔ اسی طرح پاک عرب ریفرنسری لمیٹڈ (پارکو) کو قرضے میں 19.4 ارب روپے اضافہ ہوا جس میں سے 17.4 ارب روپے درآمدی مالکاری کے تھے۔ واپڈا نے 14.3 ارب روپے خالص قرضہ لیا جو بنیادی طور پر جاری سرمائے کی ضروریات پوری کرنے کے لیے تھا۔

باس 3.1: اجناسی خریداریوں کے لیے زراعت کی قابل وصولی رقم

خریداری کرنے والے اداروں کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ فصل کے ایک چکر کے ذریعے منڈی میں مناسب رسد کو یقینی بنا کر اجناس کے نرخ مستحکم رکھے جائیں۔ ان کی اجناسی خریداریوں کے لیے حکومت کی ضمانت پر بینک قرضے جاری کرتے ہیں، اور ان کی نوعیت خود اتلافی (self-liquidating) ہونی چاہیے۔ اگر نرخ اجرا خریداری کے نرخ سے کم ہوئے (بشمول ذخیرہ کاری اور زیاں کی لاگت) تو اس کا مطلب ہوگا کہ حکومت اس جس پر زراعت دے رہی ہے۔ اجناس کی ان خریداریوں کو مستحکم رکھنے کے لیے وفاقی اور صوبائی حکومتیں اپنے اپنے بجٹ میں ان اداروں کے لیے زراعت کی رقم مختص کرتے ہیں۔

اجناسی خریداریوں کی اس خود اتلافی نوعیت کے باوجود، جب قابل وصولی رقم (فروخت کی رقم اور زراعت) کے حصول میں تاخیر ہو جاتی ہے تو یہ ادارے قرضے واپس کرنے میں رکاوٹوں کا سامنا کرتے ہیں، جس سے جدویلیکیوں سے واجب الادا قرض گیری بلند ہو جاتی ہے۔ مارچ 2014ء کے اختتام پر قابل وصولی زراعت کی رقم 172.4 ارب روپے ہے، حالانکہ جولائی تا مارچ م 14ء کے دوران 3.7 ارب روپے کی ہوئی ہے۔

جدول 3.1.1: زراعت بلحاظ اجناسی خریداریوں میں قابل وصولی رقم ^۸					
ارب روپے					
م 10ء	م 11ء	م 12ء	م 13ء	م 14ء	
30.2	20	4	5.2	9	وفاقی بجٹ میں مختص زراعت (ٹی سی پی اور پاسکو کے لیے)
50.6	53.3	43.7	89.2	73.4 *	ٹی سی پی اور پاسکو کی قابل وصولی رقم
26.7	21	30	34	36	صوبہ پنجاب کے بجٹ میں اختصاص (بحیثیت مجموعی)
38	53.2	42.9	68.8	80.8 *	پنجاب محکمہ خوراک کی قابل وصولی رقم
	1.6	1.5	3	3	صوبہ سندھ کے بجٹ میں اختصاص (بحیثیت مجموعی)
0	8.7	13.9	18.1	18.1 *	سندھ محکمہ خوراک کی قابل وصولی رقم
۸ صوبہ خیبر پختونخوا اور صوبہ بلوچستان دونوں کے خوراک کے محکموں کی اپنی اپنی حکومتوں کی طرف زراعت کی واجب الادا قابل وصولی رقم نہیں ہیں۔					
* مارچ کے اختتام پر					
ماخذ: اسٹیٹ بینک، وزارت خزانہ، متعلقہ صوبوں کے سالانہ میزانی گوشوارے					

بجٹ دستاویزات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ گزشتہ برسوں کے دوران حکومت ٹی سی پی اور پاسکو کے لیے زراعت مختص کر رہی ہے۔ تاہم ان بجٹوں میں مختص رقم ان اداروں کی قابل وصولی زراعت کی رقم کے مقابلے میں کم رہی ہے (جدول 3.1.1)۔ اس کے نتیجے میں پاسکو اور ٹی سی پی کو زراعت کی قابل وصولی رقم با تریب 17.3 ارب روپے اور 56.1 ارب روپے ہیں۔

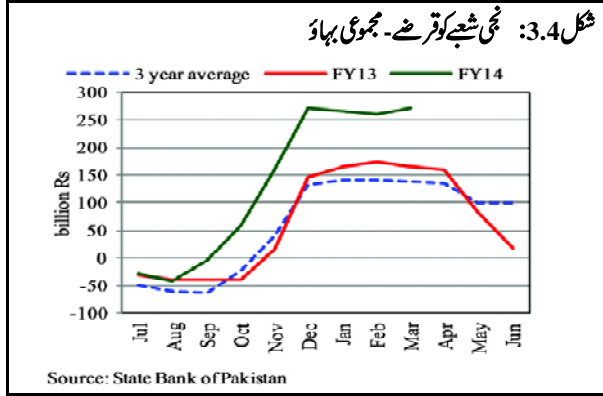
جولائی تا مارچ م 14ء کے دوران قابل وصولی زراعت کی مجموعی رقم 3.7 ارب روپے کم ہو گئی ہے تاہم ان زیر التوا اجناس کا تصفیہ ضروری ہے۔ اسٹیٹ بینک نے اپنی سالانہ سہ ماہی رپورٹوں میں بار بار اس ضرورت کو اجاگر کیا ہے، اس تصفیے سے نہ صرف مالیاتی شفافیت بہتر بنانے میں مدد ملے گی بلکہ یہ حکومت کے لیے بھی مؤثر بلاگت ہوگی کیونکہ کرنل بینک ان کو رقم دیتے ہیں۔

نجی شعبے کو قرضہ

نجی شعبے کو قرضہ پانچ سال تک کم نمونے کے بعد جولائی تا مارچ م 14ء کے دوران 335.8 ارب روپے بڑھ گیا جبکہ گزشتہ سال اسی عرصے میں 139.8 ارب روپے بڑھا تھا (شکل 3.4)۔ نجی شعبے کو مجموعی قرضے میں عمدہ نمونہ بڑی حد تک نجی کاروباری اداروں کو قرضوں کی بنا پر ہوئی جو صنعتی سرگرمیوں کی بحالی کی علامت ہے۔ جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے، طلبی اور رسدی دونوں طرح کے عوامل نے اس نمونے میں حصہ لیا۔ صارفی مالکاری میں تیزی بھی اچھا شگون ہے کیونکہ اس سے طلب پیدا ہوتی ہے جو اشیا سازی کی سرگرمیوں کو ہمیز دیتی ہے۔ تاہم یہ پیش نظر رکھنا چاہیے کہ جولائی تا مارچ م 13ء کے دوران نجی شعبے کو قرضہ بحیثیت مجموعی اصل سے کم تر ظاہر ہوا تھا کیونکہ غیر بینک مالی کمپنیوں نے 76.3 ارب روپے کے قرضے ادا کر دیے تھے، جبکہ جولائی تا مارچ م 14ء کے دوران یہ اثر محدود رہا کیونکہ غیر بینک مالی کمپنیوں نے صرف 7.6 ارب روپے کے قرضے ادا کیے (جدول 3.4)۔¹⁴ مالکاری کی قسم کے لحاظ سے قرضوں کی تقسیم سے معلوم ہوتا ہے کہ تینوں زمروں میں جولائی تا مارچ م 14ء

14 م 12ء کے دوران غیر بینک مالی کمپنیوں میں بینکوں کی سرمایہ کاری خصوصاً میچل فنڈ میں سرمایہ کاری ٹیکس ترغیبات کی بنا پر نمایاں طور پر بڑھ گئی۔ تاہم جون 2012ء میں حکومت نے جزوی طور پر ٹیکس ترغیبات بندرتج واپس لینے کا اعلان کیا۔ اس کے نتیجے میں بینک غیر بینک مالی کمپنیوں میں اپنی سرمایہ کاری کو روک رہے ہیں۔

کے دوران نمو ہوئی (شکل 3.5)۔



جولائی تا مارچ م س 14ء کے دوران تجارتی مالکاری میں نمایاں اضافہ ہوا، جس میں بڑا حصہ برآمدی مالکاری کا تھا۔¹⁵ چاول کی زبردست فصل (جس نے قابل برآمد فاضل بڑھا دیا)،¹⁶ اور ٹیکسٹائل برآمدات میں معقول نمو، ان دونوں نے بھی تجارتی مالکاری میں اضافے میں کردار ادا کیا۔ مزید برآں، بجلی بنانے کی غرض سے، اور موسم سرما میں سی

این جی کی قلت سے پیٹرولیم مصنوعات کی درآمد بڑھی جس سے درآمدی مالکاری کا حجم بھی بڑھ گیا۔

جدول 3.4: نجی شعبے کو قرضے میں رد و بدل							
ارب روپے							
م س 14ء				م س 13ء			
جولائی تا مارچ	تیسری سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	پہلی سہ ماہی	جولائی تا مارچ	تیسری سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	پہلی سہ ماہی
335.8	14.5	338.7	-17.4	139.8	35.2	189.5	-84.9
بحیثیت مجموعی							
جس میں سے							
271.7	0.0	274.8	-3.0	165.1	18.6	186.1	-39.6
نجی کاروبار کو قرضے							
14.8	8.3	5.2	1.4	15.6	4.4	12.3	-1.1
نجی اسٹاک میں سرمایہ کاری							
21.5	3.4	4.7	13.4	8.5	1.9	8.4	-1.8
صدارتی مالکاری							
-7.6	5.7	2.9	-16.2	-76.3	2.0	-12.6	-65.7
غیر بینک مالی کنبہوں کو قرضہ							
ماخذ: اسٹیٹ بینک							

نجی شعبے کو قرضے کی تقسیم سے پتہ چلتا ہے کہ زیر جائزہ عرصے کے دوران مختلف شعبوں سے مخصوص حالات نے قرض گاری پر اثرات ڈالے۔

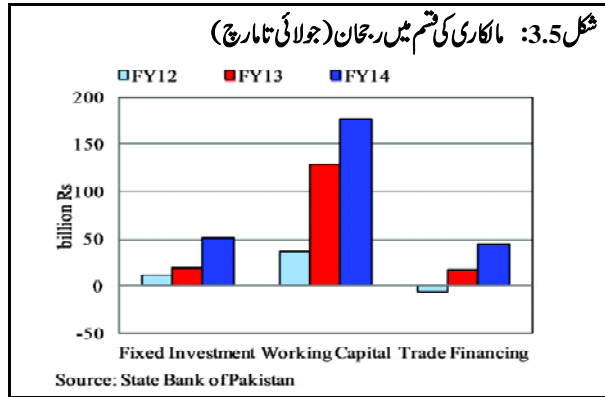
غذائی مصنوعات اور مشروبات:

- گنے کی عمدہ فصل کے نتیجے میں شکر کی پیداوار میں عمدہ نمو ہوئی جس کا فائدہ شکر کے شعبے کو قرضے میں اضافے کی صورت میں ملا۔¹⁷ شکر کی ملوں نے جاری سرمائے کے علاوہ معینہ سرمایہ کاری قرضے بھی حاصل کیے، تاکہ باگاس سے بجلی پیدا کرنے کے شعبے میں، اور استعداد بڑھانے کے لیے سرمایہ لگایا جائے (جدول 3.5)۔ گذشتہ سیزن کے بھاری ذخائر نے بھی شکر کے شعبے میں قرضے کی ضروریات کو بڑھا دیا۔

¹⁵ یہ بات قابل ذکر ہے کہ درآمدی مالکاری کے لیے بیرونی کرنسی قرضوں میں (ایف ای 25) امانتوں کے عوض (بھاری اضافے کو یہاں زیر بحث نجی کاروبار کی اداروں کو دی جانے والی تجارتی مالکاری کے ساتھ غلط ملط نہیں کرنا چاہیے)۔

¹⁶ م س 14ء کے دوران چاول کی پیداوار 6.8 ملین ٹن ہوئی جو نہ صرف گذشتہ سال کی 5.5 ملین ٹن پیداوار سے زائد ہے بلکہ 6.2 ملین ٹن ہدف سے بھی آگے ہے۔

¹⁷ جولائی تا مارچ م س 14ء کے دوران شکر کی پیداوار 7.8 فیصد بڑھی جبکہ گذشتہ سال اسی عرصے میں 3 فیصد بڑھی تھی۔



● مشروبات کے شعبے میں قرضے کی طلب پیدا کرنے میں جو چیزیں پہلے کی طرح کردار ادا کرتی رہیں وہ پینے کے پانی اور مشروبات کے سپلائرز کی جانب سے استعداد بڑھانا اور مصنوعات میں ان کا تنوع لانا ہے۔¹⁸

● جولائی تا مارچ م س 14ء کے دوران ایک اور قابل ذکر پیش رفت یہ ہوئی کہ جانوروں کے لیے دانہ اور کھانا بنانے والے کارخانوں

جدول 3.5: جولائی تا مارچ کے دوران مٹی کاروباری اداروں کو قرضوں میں خالص رد و بدل									
ارب روپے، حصہ فیصد میں									
حصہ	مجموعے قرضے		تجارتی مالکاری		جاری سرمایہ		معیذ سرمایہ کاری		
انتظام مارچ م س 14ء	م س 13ء	م س 14ء	م س 13ء	م س 14ء	م س 13ء	م س 14ء	م س 13ء	م س 14ء	
مٹی کاروبار	100.0	165.1	271.7	17.3	44.4	128.6	177.0	19.1	50.3
الف) اشیاء سازی	60.8	145.5	215.1	17.5	35.4	112.5	143.4	15.5	36.4
جس میں سے									
خوراک اور مشروبات	15.0	60.4	95.2	10.5	8.6	40.1	71.0	9.8	15.6
جس میں سے									
جانوروں کا چارہ	0.7	2.5	5.9	0.8	-1.4	1.2	6.8	0.5	0.5
شکر	6.5	39.9	49.7	2.9	0.6	30.6	38.8	6.5	10.3
مشروبات	1.1	1.8	13.1	0.7	0.5	3.7	12.5	-2.6	0.0
ٹیکسٹائل	21.3	74.9	68.6	10.1	13.6	56.8	53.7	8.1	1.3
جس میں سے									
اسپینک	9.0	34.0	32.6	-2.9	9.1	35.4	29.8	1.5	-6.3
ویونگ	3.9	10.7	16.5	3.5	1.3	6.3	11.7	0.9	3.5
فینشنگ	3.6	11.8	13.1	-0.8	7.7	7.5	10.0	5.1	-4.6
کھاد	3.5	-3.3	-1.8	-2.8	0.3	3.5	0.4	-4.0	-2.6
آلات	0.7	4.1	6.7	0.9	0.0	2.8	6.2	0.4	0.5
ب) توانائی	9.3	-0.8	26.8	1.3	-0.4	11.6	8.0	-13.6	19.2
ج) دیگر*	29.9	20.4	29.8	-1.4	9.4	4.5	25.7	18.5	-5.3
* زراعت، مائی گیری، کان کنی، جہاز سازی، تعمیرات، ہوٹل، ذرائع نقل و حمل، جائیداد، تعلیم، صحت، وغیرہ۔									
ماخذ: اسٹیٹ بینک									

18 مشروبات کا شعبہ بڑھتی ہوئی طلب کی بنا پر گزشتہ چند سال سے عمدہ کارکردگی دکھا رہا ہے۔ مضافاتی علاقوں میں تین پیداواری کارخانے قائم کیے گئے ہیں۔ جولائی تا مارچ م س 14ء کے دوران مشروبات کے شعبے کو 23.5 ملین ڈالر کی براہ راست بیرونی سرمایہ کاری ملی ہے جبکہ گزشتہ برس اسی عرصے کے دوران 7.5 ملین ڈالر نکال لیے گئے تھے۔

نے بڑی مقدار میں جاری سرمائے کے قرضے حاصل کیے۔ تاہم بیشتر قرضے تیسری سہ ماہی میں لیے گئے جس کا سبب یہ ہے کہ خام مال (مکئی اور سویا بین) کے بڑھتے ہوئے نرخوں کے باعث سیالیت کا دباؤ پیدا ہو گیا تھا۔

ٹیکسٹائل کا شعبہ: مالی سال کی پہلی ششماہی کے دوران (خصوصاً ستمبر تا دسمبر) 19 ٹیکسٹائل شعبے کو قرضے میں نمو کے بعد م س 14ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران 31.4 ارب روپے کے قرضے خالص ادا کیے گئے۔ تفصیلی اعداد و شمار کے مطابق معینہ سرمایہ کاری کے لیے قرضے کم ہو گئے کیونکہ کئی ٹیکسٹائل فرمیں وہ قرضہ لوٹا رہی ہیں جو متبادل توانائی کے لیے، اور مشینوں میں جدت لانے اور ان کی تبدیلی کی غرض سے ماضی قریب میں لیا گیا تھا۔²⁰

کھاد کے شعبے نے اپنے معینہ سرمایہ کاری قرضوں کی واپسی جاری رکھی جو چند سال قبل استعداد بڑھانے کی غرض سے لیے گئے تھے (جدول 3.5)۔ تاہم سہ ماہی اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ جولائی تا مارچ م س 14ء کے دوران، خصوصاً مارچ میں، جاری سرمائے کے قرضوں میں کچھ بہتری آئی (شکل 3.6)۔ اس کی بڑی وجہ تیسری سہ ماہی کے دوران ملکی پیداوار میں تیزی اور کھاد کے استعمال میں کمی ہے۔ نیز، گندھک کے تیزاب (جو ڈی اے پی کی پیداوار میں اہم خام مال ہے) کی درآمدی ادائیگیوں کی بنا پر جولائی تا مارچ م س 14ء کے دوران تجارتی مالکاری میں معمولی اضافہ ہو گیا۔

توانائی کے شعبے نے، جو مارچ 2014ء کے اختتام پر نئی شعبے کے واجب الادا قرضوں میں 9.3 فیصد کا ذمہ دار ہے، جولائی تا مارچ م س 14ء کے دوران 19.2 ارب روپے مالیت کے معینہ سرمایہ کاری قرضے حاصل کیے، اس کے برعکس گذشتہ سال اسی عرصے کے دوران یہاں خالص واپسی دیکھی گئی تھی۔ یہ قرضے بنیادی طور پر چھوٹے منصوبوں کے قیام میں، اور پہلے سے موجود کارخانوں کی بحالی کے لیے استعمال کیے گئے۔²¹ شعبہ توانائی کے حاصل کردہ جاری سرمائے کے قرضوں میں جو معقول نمو ہوئی اس کا سبب بجلی کی کمپنیوں کو درپیش سیالیت کے مسائل تھے۔

برقی آلات سازی: آلات ساز اداروں کو قرضے میں جولائی تا مارچ م س 14ء کے دوران خاصی بہتری دیکھی گئی۔ برقی مصنوعات کے صف اول کے ایک ادارے نے صارفین میں طلب بحال ہوتی دیکھ کر، اور مصنوعات میں تنوع لانے کی غرض سے اپنی پیداواری استعداد بڑھانے کے لیے بھاری قرض گیری کی۔²²

آخر، صارفی مالکاری جس میں، خالص ادائیگی کے طویل عرصے کے بعد ستمبر 2012ء میں معقول اضافہ دیکھا گیا، جولائی تا مارچ م س 14ء کے دوران بھی اس میں تیزی آتی رہی۔ اس بحالی کے پیچھے زیادہ حصہ ذاتی قرضوں اور کار مالکاری کا ہے، جبکہ صارفی مالکاری کے دیگر زمروں میں اب تک بہتری

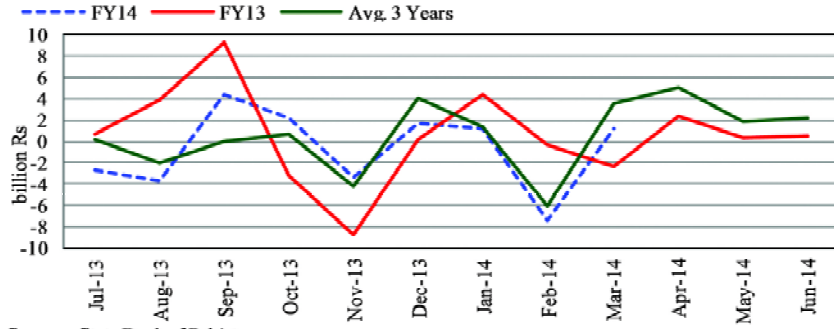
19 م س 14ء کی پہلی ششماہی کے دوران ٹیکسٹائل شعبے کو قرضے میں 100 ارب روپے اضافہ ہوا جبکہ م س 13ء کی پہلی ششماہی میں 165.2 ارب روپے بڑھے تھے۔

20 م س 14ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران معینہ سرمایہ کاری قرضوں میں سے 4.3 ارب روپے کی خالص ادائیگی کی گئی، جبکہ ٹیکسٹائل شعبے نے گذشتہ چار سہ ماہیوں (تیسری سہ ماہی م س 13ء تا دوسری سہ ماہی م س 14ء) میں خالص طور پر 6.8 ارب روپے کے قرضے جدت کاری اور مشینوں کی تبدیلی کی غرض سے لیے۔

21 جولائی تا مارچ م س 14ء کے دوران بجلی کی پیداواری مشینوں کی درآمد 507.4 ملین ڈالر تک پہنچ گئی جبکہ گذشتہ برس اسی عرصے میں یہ درآمد 385.9 ملین ڈالر تھی۔

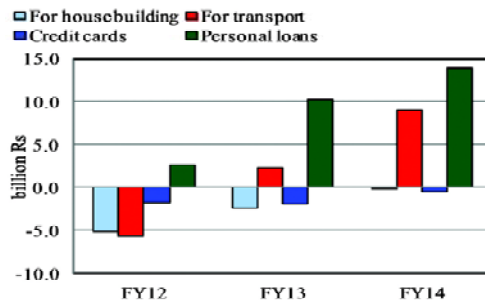
22 ایس بی پی۔ بی ایس سی اعتماد صارفین سروے کے نتائج سے معلوم ہوتا ہے کہ صارفین اور کاروباری شعبے کا اعتماد بڑھا ہے۔ تازہ ترین سروے (مئی 2014ء) یہ بھی بتاتا ہے کہ صارفین کی پہلے سے زیادہ تعداد اگلے چھ ماہ میں پائیدار صارفی اشیا خریدنے کا سوچ رہی ہے، اور انہیں اگلے مہینوں میں مالی صورت حال بہتر ہونے کی توقع ہے۔

شکل 3.6: کھاد کے شعبے کا جاری سرمایہ - مجموعی بہاؤ



Source: State Bank of Pakistan

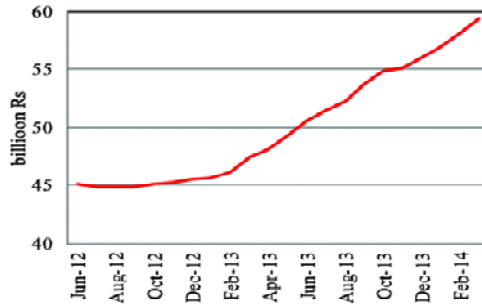
شکل 3.7: صارفی مالکاری - جولائی تا مارچ



Source: State Bank of Pakistan

نہیں آسکی ہے (شکل 3.7)۔ بلحاظ بینک جائزے سے پتہ چلتا ہے کہ سرکاری شعبے کے ایک کمرشل بینک نے ذاتی قرضوں میں نمو حاصل کی، یہ بینک جولائی تا مارچ م س 14ء کے دوران ہونے والے اضافے کے 89.1 فیصد کا حصہ دار ہے۔ ذاتی قرضوں کے برعکس کار مالکاری میں اضافہ ایک نجی بینک نے کیا جو اپنی سوچی سمجھی مارکیٹنگ حکمت عملی پر زور و شور سے عمل پیرا رہا (شکل 3.8)۔²³

شکل 3.8: کار مالکاری

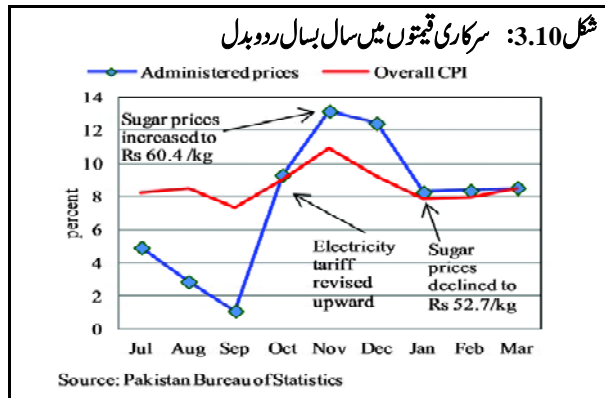
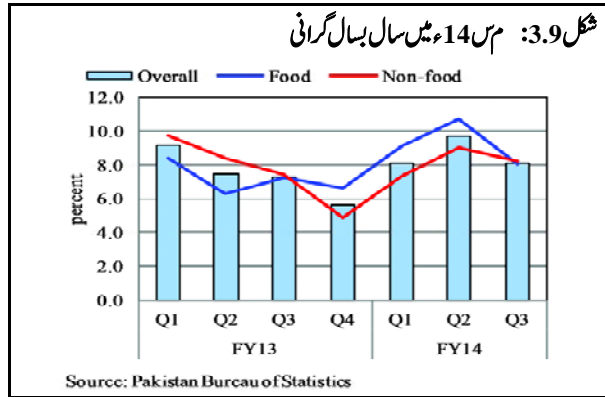


Source: State Bank of Pakistan

3.4 گرائی

جولائی تا مارچ م س 14ء کے دوران اوسط گرائی 8.6 فیصد رہی جو گزشتہ سال کے اسی عرصے کی اوسط 8 فیصد کے مقابلے میں زائد ہے۔ تاہم سہ ماہی اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ گرائی کا دباؤ دوسری سہ ماہی میں بڑھنے کے بعد تیسری سہ ماہی میں کم ہو گیا (شکل 3.9)۔ یہ بات دلچسپ ہے کہ وہی عوامل جنہوں نے دوسری سہ ماہی میں گرائی کو بڑھایا تھا، تیسری سہ ماہی میں گرائی کو کم کرنے میں معاون بنے، وہ عوامل یہ ہیں:

²³ کار مالکاری کے لیے بینک وائر قرضوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ جولائی تا مارچ م س 14ء کے دوران کار مالکاری میں ہونے والی نمو میں سے 25.6 فیصد ایک کمرشل بینک نے حاصل کی۔



(الف) دسمبر 2013ء کے بعد گندم اور تلف پذیر غذائی اشیاء کی گرانی تیزی سے کم ہو گئی (اس پر بعد میں بحث ہوگی)؛

(ب) پیٹرولیم کی عالمی قیمتیں جو جون 2013ء سے بڑھ رہی تھیں، اکتوبر 2013ء کے بعد مستحکم ہو گئیں۔²⁴ قیمتوں میں اس کی کچھ فائدہ صارفین کو پہنچانے کے لیے نومبر 2013ء میں پیٹرولیم مصنوعات کی خردہ قیمتیں کم کر دی گئیں۔ مارچ 2013ء میں بھی نرخوں میں خاصی کمی کی گئی تھی؛

(ج) شرح مبادلہ، جو ماس 14ء کی پہلی ششماہی کے دوران گر رہا تھا، تیسری سہ ماہی میں تیزی سے بڑھا۔²⁵ روپے کی قدر میں اضافے، اور پیٹرولیم مصنوعات کے نرخوں میں استحکام نے گرانی کی توقعات کو کمزور کر دیا۔

گندم اور پیٹرولیم مصنوعات کے نرخوں کے علاوہ

بعض دوسری اشیاء جن کے نرخ حکومت مقرر کرتی ہے، کی گرانی بھی تیسری سہ ماہی کے دوران اعتدال پر آ گئی۔ ان اشیاء کے ایک اشاریے (سرکاری اشاریہ قیمت-Administered Price Index) میں سال بسال گرانی تیسری سہ ماہی کے دوران نمایاں طور پر کم ہوئی۔²⁶ جیسا کہ شکل 3.10 سے ظاہر ہے، مجموعی گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت نے سال کے دوران ان تبدیلیوں کی پیروی کی جو سرکاری اشاریہ قیمت میں آتی رہیں۔ درحقیقت اس عرصے کے دوران عمومی گرانی کو بڑی حد تک رسدی عوامل اور سرکاری نرخوں نے ہمبندی۔

اس کے علاوہ ستمبر 2013ء سے سخت ہونے والی زری پالیسی نے بھی گرانی کے دباؤ پر قابو پانے میں حصہ لیا۔ قومی گرانی (جسے غیر غذائی غیر توانائی اور تراشیدہ اوسط، دونوں سے ناپا جاتا ہے) تیسری سہ ماہی میں کم ہوئی (اس سیکشن کے اختتام پر جدول 3.7 دیکھئے)۔

²⁴ آئی ایم ایف خام تیل اشاریہ (برینٹ، ویسٹ ٹیکساس، اور دبئی فتح کا اوسط) جون 2013ء میں 187.68 تھا جو ستمبر 2013ء میں بڑھ کر 204.58 ہو گیا اور جنوری 2014ء میں گر کر 192.56 پر آ گیا۔

²⁵ اختتام جون 2013ء پر شرح مبادلہ 99.66 روپے فی ڈالر تھی جو اختتام دسمبر 2013ء پر 105.32 روپے ہو گئی، جبکہ اختتام مارچ 2014ء پر یہ بڑھ کر 98.53 روپے ہو گئی۔

²⁶ سرکاری اشاریہ قیمت میں یہ چیزیں شامل ہیں: گندم، شکر، بجلی، گیس، مٹی کا تیل، پیٹرول، ہائی اسپیڈ ڈیزل، بی این پی، گیس سلنڈر (ایل پی جی)، کار پراگٹیکس (800 سی سی تا 1300 سی سی)، ٹرین کے کرایے، پلٹ فارم ٹکٹ، ڈاک لفافہ (ملکی اور سعودی عرب)، ٹیلی فون چارجز (ملکی، اور شہروں کے مابین)، مٹی وی لائنس فیس، سرکاری کالج اور جامعی فیس۔

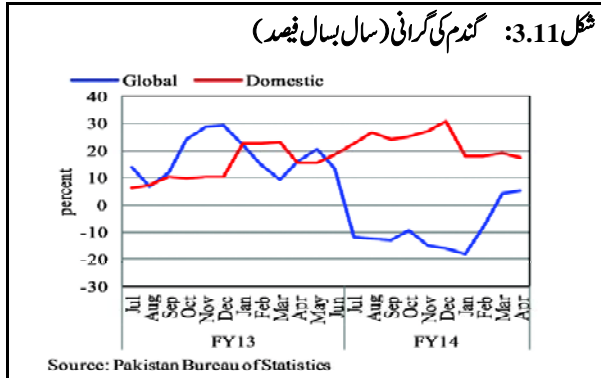
جدول 3.6: س 14ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران گرائی میں سرفہرست 10 معدگان				
	فیصد حصہ	سال بسال گرائی	تیسری سہ ماہی	دوسری سہ ماہی
1	کرایہ مکان	17.4	8.2	7.9
2	گندم اور اس کی مصنوعات	10.9	24.5	26.0
3	بجلی	9.6	0.0	15.8
4	تازہ دودھ	6.7	7.4	6.7
5	تازہ بنی	3.4	17.6	16.5
6	تعلیم	3.4	8.0	8.6
7	سگریٹ	3	14.7	15.1
8	مرغی	2.7	12.6	10.5
9	سونے کپڑے	2.6	15.0	13.9
10	آلو	2.5	13.0	70.2
	مجموعی گرائی		8.1	9.7

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

گرائی کے اہم مددگار

یہ بات دلچسپی کا باعث ہے کہ صارف اشاریہ قیمت باسکٹ میں 10 سب سے بھاری اشیاء جو تیسری سہ ماہی کے دوران مجموعی گرائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت کے 60 فیصد سے زائد کا سبب ہیں، کی گرائی سہ ماہی کے دوران یا تو مستحکم رہی یا کم ہوئی (جدول 3.6)۔ اشاریہ کرایہ مکان جو صارف اشاریہ قیمت باسکٹ میں اپنے بھاری وزن کی بنا پر سب سے زیادہ حصہ رکھتا ہے، اس عرصے کے دوران مستحکم گرائی ظاہر کرتا رہا۔²⁷ یہی معاملہ تازہ دودھ کا ہے، صارف اشاریہ قیمت باسکٹ میں جس کا دوسرا سب سے زیادہ وزن یعنی 6.68 فیصد ہے۔

شکل 3.11: گندم کی گرائی (سال بسال فیصد)



Source: Pakistan Bureau of Statistics

سرفہرست 10 اشیاء کے اس گروپ میں دو قابل ذکر اشیاء جن میں گذشتہ سہ ماہی کے مقابلے میں تیسری سہ ماہی کے دوران خاصی کم گرائی رہی ہے، گندم اور آلو ہیں۔

گندم کے نرخ جون 2013ء سے بڑھ رہے ہیں جس کا سبب یہ ہے کہ گذشتہ سیزن میں پیداوار ہدف سے کم رہنے کے نتیجے میں ملکی منڈی میں گندم کی رسد

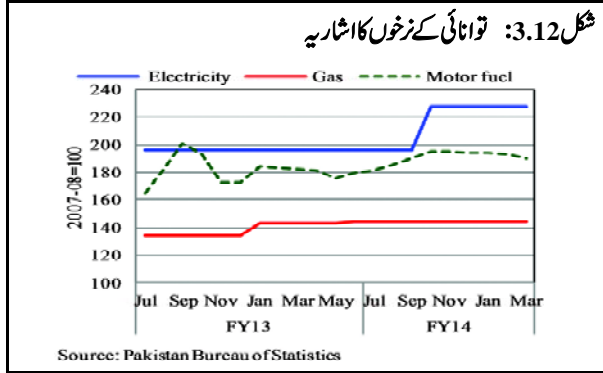
کم رہی ہے۔ تاہم گندم کی گرائی بڑھنے کی رفتار تیسری سہ ماہی میں گھٹ گئی کیونکہ حکومت نے اورنجی شعبے نے بلند مقدار میں گندم کے اجراء سے اپنی رسد کو بہتر بنایا۔²⁸ نیز، بلند اساسی اثر نے بھی گندم کے نرخوں کی سال بسال گرائی گذشتہ سہ ماہی کی نسبت تیسری سہ ماہی میں نجی سطح پر کھی۔²⁹

دوسری جانب، گندم کے عالمی نرخ جولائی 2013ء سے روپہ زوال رہنے کے بعد فروری 2014ء میں دوبارہ بڑھنا شروع ہو گئے (شکل 3.11)۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور جنوبی امریکہ میں ناسازگار موسمی حالات، اور روس، یوکرین تنازع کی بنا پر گندم کی رسد میں ممکنہ تعطل کے خدشات

²⁷ صارف اشاریہ قیمت باسکٹ میں اشاریہ کرایہ مکان کا وزن 21.81 فیصد ہے۔

²⁸ منقولی شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ نجی شعبے نے فصل کی کٹائی کے وقت مقامی خریداری کر کے، اور اگست تا دسمبر 2013ء کے دوران درآمدات سے اپنے ذخائر بڑھالے تھے۔ دسمبر کے بعد نجی شعبے نے آنے والی بہر فصل کے پیش نظر منڈی میں گندم کی رسد بڑھادی۔

²⁹ جنوری 2013ء میں گندم کے نرخوں میں 20 فیصد سے زائد اضافہ ہوا۔



نے عالمی نرخ بڑھانے میں مدد دی۔ تاہم 2013-14ء میں گندم کی عالمی پیداوار میں 8.5 فیصد متوقع نمو سے امید ہے کہ عالمی نرخوں پر حالیہ وباؤ کم ہو جائے گا۔³⁰ اسی طرح پاکستان میں اس سال ہدف سے زائد پیداوار کی بنا پر گندم کے نرخ مستحکم رہنے کی توقع ہے۔

جہاں تک تلف پذیر اشیا کا تعلق ہے، آلو کے نرخ میں جولائی تا مارچ عرصے میں مسلسل اتار چڑھاؤ رہا

ہے۔ اگرچہ اس کی اوسط قیمت دوسری سہ ماہی کی 48.4 روپے فی کلو گرام سے گزر کر فروری 2014ء میں 28.4 روپے سے بھی کم رہ گئی تاہم مارچ 2014ء میں آلو کے نرخ پھر تیزی سے بڑھے اور ان میں ماہ بمابہ 39.2 فیصد رد و بدل آیا۔ آلو کے نرخوں میں اتار چڑھاؤ کا بنیادی سبب فصل کے مسائل تھے، جو ناسازگار موسم سے متاثر ہوئی۔ آلو کے خوردہ نرخوں پر کم پیداوار کے علاوہ اس اضافی برآمد کا بھی اثر ہوا جو مشرق وسطیٰ، روس اور دیگر وسط ایشیائی ریاستوں کو کی گئی۔³¹

توانائی کے نرخ

توانائی کے نرخ گرانی پر براہ راست اثر کے علاوہ دورانی کے اثرات کے ساتھ بالواسطہ بھی اثر ڈالتے ہیں۔ زیر جائزہ سہ ماہی کے دوران توانائی کے نرخ مستحکم رہے، جیسا کہ یہاں بحث کی گئی ہے:

- بجلی کے نرخ اکتوبر 2013ء سے تبدیل نہیں ہوئے، جب انہیں مختلف سلیب کے لیے 15 سے 24 فیصد تک بڑھا دیا گیا تھا (شکل 3.12)،
- گھریلو صارفین کے لیے گیس کے نرخ جنوری 2013ء میں تقریباً 6 فیصد بڑھائے گئے تھے، جون 2013ء میں بھی معمولی سا اضافہ کیا گیا۔ تب سے نرخ جوں کے توں ہیں۔
- سی این جی کے نرخوں میں بڑا (21.2 فیصد کا) اضافہ جنوری 2013ء میں کیا گیا تھا۔ اس بلند اساسی اثر کے نتیجے میں تیسری سہ ماہی کے دوران سال بسال گرانی گذشتہ سہ ماہیوں کی نسبت نمایاں طور پر کم رہی، اور
- موٹر فیول کے نرخ (جو گرانی کی توقعات متعین کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں) مالی سال کی پہلی ششماہی میں بتدریج بڑھائے گئے تھے، تاہم جیسا کہ شکل 3.12 سے ظاہر ہے، تیسری سہ ماہی کے دوران ہونے والی کمی (عالمی قیمتوں میں کمی کی پیروی میں) نے گرانی کی توقعات کو کمزور کر دیا ہے۔³²

30 عالمی اقتصادی امکانات (اپریل 2014ء): اجناسی منڈیوں کا منظر نامہ۔

31 جولائی تا مارچ 2014ء کے دوران پاکستان نے 20.9 ملین ڈالر کے آلو برآمد کیے جبکہ گذشتہ برس اسی عرصے میں 14.2 ملین ڈالر کے آلو برآمد کیے تھے۔

32 مثال کے طور پر جون 2013ء میں بیٹرول کی قیمت 100.63 روپے فی لٹری تھی جو پڑھ کر اکتوبر میں 113.26 روپے ہو گئی۔ نومبر 2013ء میں یہ کم ہو کر 112.76 روپے اور پھر مارچ 2014ء میں 110.03 روپے ہو گئی۔ ہائی اسپیڈ ڈیزل کی قیمتوں میں بھی اسی طرح کی تبدیلیاں ہوئیں۔

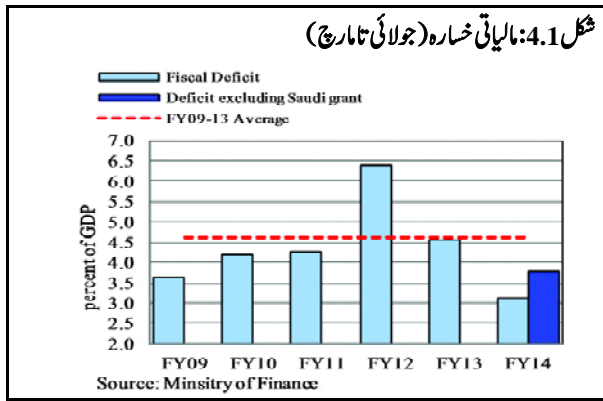
گرانی کی توقعات

اگلے مہینوں کے دوران صارفی نرخوں پر کوئی وسیع الہیاد باؤ آتا محسوس نہیں ہو رہا تاہم اشیاء کی اپنی قیمتیں اور یک بارگی عوامل عمومی گرانہ کو اس کی موجودہ سطح پر رکھ سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر گرانہ بلحاظ صارف اشاریہ قیمت صرف دو اشیاء کے باعث اپریل 2014ء میں تیزی سے بڑھی: پہلی، تلف پذیر غذائی گروپ (آلو)، جس میں اپریل 2014ء کے دوران ماہ بمابہ 42.1 فیصد گرانہ ہوئی، اور دوسری، تعلیم (بنیادی طور پر نجی انگلش میڈیم اسکولوں کی فیس)، جو 9.7 فیصد بڑھ گئی۔ گندم کی نئی فصل منڈی میں پہنچنے، اور مستحکم شرح مبادلہ سے پڑنے والے اثرات کے سبب ہمیں توقع ہے کہ گندم کے نرخ کچھ کم ہوں گے۔ مزید برآں، اسٹیٹ بینک آئی بی اے کے اعتماد صارفین سروے (مئی 2014ء) سے بھی اگلے مہینوں کے دوران گرانہ کی کم توقعات کا پتہ چلتا ہے۔ اسٹیٹ بینک کو اندازہ ہے کہ مئی 14ء کے دوران اوسط گرانہ 8 فیصد سے 9 فیصد تک رہے گی۔

جدول 3.7: گرانی کے رجحانات										
صارف اشاریہ قیمت عام		غذائی			غیر غذائی			توزی گرانی		
گندم اور مصنوعات	تلف پذیر	مجموعی غذائی	قوانائی	اشاریہ کرایہ مکان	مجموعی غیر غذائی	غیر غذائی غیر قوانائی	تراشیدہ	سرکاری اشاریہ قیمت *		
سال بیکال گرانی										
5.9	19.8	15.1	7.9	-10.6	7.1	4.4	7.8	6.8	-8.7	جون بم 13ء
8.3	23.2	20.9	9.2	4.3	8.2	7.6	8.2	7.8	4.9	جولائی بم 14ء
8.5	26.9	18.0	10.3	1.2	8.2	7.3	8.5	7.9	2.9	اگست بم 14ء
7.4	23.5	6.6	7.9	-1.1	8.2	7.0	8.7	7.6	1.1	ستمبر بم 14ء
9.1	24.3	18.5	9.8	9.5	7.9	8.6	8.4	9.0	9.3	اکتوبر بم 14ء
10.9	26.4	43.1	13.0	13.7	7.9	9.4	8.5	9.2	13.2	نومبر بم 14ء
9.2	27.2	14.4	9.3	13.6	7.9	9.1	8.2	8.7	12.4	دسمبر بم 14ء
7.9	15.8	8.6	7.2	10.2	8.0	8.4	8.1	8.2	8.3	جنوری بم 14ء
7.9	16.6	8.0	7.5	10.2	8.0	8.2	7.8	8.1	8.4	فروری بم 14ء
8.5	18.1	11.8	9.2	9.9	8.0	8.0	7.6	8.1	8.5	مارچ بم 14ء
ماہ بیکال گرانی										
0.5	0.0	-4.4	0.0	0.0	2.1	0.9	1.0	0.6	-0.4	جنوری 2014ء
-0.3	0.6	-6.6	-1.0	-0.1	0.0	0.2	0.2	0.2	-0.2	فروری 2014ء
1.0	1.0	10.8	2.1	-0.5	0.0	0.2	0.3	0.3	0.0	مارچ 2014ء
اوسط گرانی										
11.0	2.7	6.6	11.0	13.0	6.7	11.0	10.6	11.5	8.6	م 12ء
7.4	13.6	1.8	7.1	-2.1	6.7	7.5	9.6	9.0	-3.6	م 13ء
8.1	24.5	15.0	9.1	1.4	8.2	7.3	8.5	7.8	2.9	پہلی سہ ماہی، م 14ء
9.7	26.0	25.4	10.7	12.2	7.9	9.0	8.4	9.0	11.6	دوسری سہ ماہی، م 14ء
8.1	16.8	9.5	8.0	10.1	8.0	8.2	7.8	8.2	8.4	تیسری سہ ماہی، م 14ء
8.0	12.3	-1.0	7.3	0.9	6.6	8.5	10.1	9.5	-1.8	جولائی تا مارچ م 13ء
8.6	22.2	16.8	9.3	7.9	8.0	8.2	8.2	8.4	7.6	جولائی تا مارچ م 14ء
* سرکاری اشاریہ قیمت ایک بے وزن اشاریہ ہے، جسے اسٹیٹ بینک کے شعبہ تحقیق نے پاکستان دفتر شماریات کے قیمتوں کے ڈیٹا کی بنیاد پر وضع کیا ہے۔ اس میں یہ چیزیں شامل ہیں: گندم، شکر، بجلی، گیس، مٹی کا تیل، پیٹرول، ہائی اسپید ڈیزل، بی این جی، گیس سلنڈر (ایل پی جی)، کار پر لاگو ٹیکس (800 سی سی تا 1300 سی سی)، برین کے کرایے، پلٹ فارم گٹ، ڈاک لفافہ (ملکی اور سعودی عرب)، ٹیلی فون چارجز (ملکی، اور شہروں کے مابین)، ٹی وی لائسنس فیس، سرکاری کالج اور جامعی فیس۔										

4 مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ

4.1 مالیاتی کارروائیاں



مالیاتی اعداد و شمار کے مطابق جولائی تا مارچ مالی سال 14ء میں بجٹ خسارہ جی ڈی پی کا 3.2 فیصد تھا۔ یہ خسارہ گزشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں خاصا کم تھا (شکل 4.1) اور بالائی حد آئی ایم ایف سے مطابقت رکھتی تھی۔¹ اس کی میں م س 14ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران ایک دوست ملک سے حاصل ہونے والی 1.5 ارب ڈالر کی گرانٹ شامل ہے۔ اس کے روپے والے جز نے حکومت کی

مجموعی امانتیں بڑھادیں جس سے اسٹیٹ بینک سے حکومت کی میزانیہ قرض گیری کم ہو گئی۔² اگر یہ گرانٹ موصول نہ ہوتی تو جولائی تا مارچ م س 14ء کا مالیاتی خسارہ جی ڈی پی کے 3.8 فیصد تک ہو جاتا۔ یہ شرح بھی پچھلے سال اور گزشتہ پانچ برسوں کی اوسط سے کم ہے۔

گرانٹ کے علاوہ یہ بہتری جاریہ اخراجات کی سست رفتاری اور ٹیکس محاصل میں اضافے سے منسوب کی جاسکتی ہے (جدول 4.1)۔ جاریہ اخراجات میں بہتری وسیع البتہ یہ ہے کیونکہ اخراجات کی تقریباً تمام مددوں میں پست نمود دیکھی گئی ہے۔ دوسری جانب مجموعی ٹیکس محاصل میں نمو بھی جولائی تا مارچ م س 14ء میں گزشتہ برس کی اسی مدت کی نسبت بلند تھی۔ تاہم اس میں مطمئن ہونے کی گنجائش نہیں کیونکہ شعبہ توانائی کی واجب الادا قومی کا پھر ابھرنا اور پی ایس ایز کے لیے حکومت کی مسلسل مدد م س 14ء کے آخر تک جاریہ اخراجات کو بڑھا سکتی ہے۔ جہاں تک محاصل کا تعلق ہے، جولائی تا مارچ م س 14ء کے دوران ایف بی آر کی ٹیکس وصولی میں 17.9 فیصد اضافہ دیکھنے میں آیا لیکن ٹیکس مقتدرہ کے اعلان کردہ ابتدائی ہدف کے حصول میں دشواری کے پیش نظر ایف بی آر کے سالانہ ہدف پر نظر ثانی کر کے اسے 200 ارب روپے گھٹا دیا گیا ہے۔

پوری مالیاتی صورت حال کے اندر اس مدت کے دوران مجموعی صوبائی فاضل میں نمایاں اضافہ درج کیا گیا۔ اس اضافے کا بڑا سبب ترقیاتی اخراجات میں کٹوتیاں تھیں جبکہ جولائی تا مارچ م س 14ء کے دوران ٹیکس وصولیوں میں نمو پچھلے سال کے اسی عرصے کے مقابلے میں سست رہی (سیکشن 4.4)۔

1 جولائی تا مارچ م س 14ء کے دوران بجٹ خسارے کے لیے آئی ایم ایف کی بالائی حد 1209 ارب روپے (علاوہ گرانٹس) تھی۔ اس کے مقابلے میں اصل خسارہ 811.7 ارب روپے تھا۔ کیپٹل گرانٹ کو نکال دیا جائے تب بھی خسارہ آئی ایم ایف کی بالائی حد سے کم رہتا ہے۔

2 روپے کا جز پاکستان ڈولپمنٹ فنڈ میں جمع کرایا گیا جو اسٹیٹ بینک کا ایک خصوصی کھاتہ ہے۔ مالیاتی کارروائیوں میں اسے 'نثراتی اخراجات' کے تحت، اخراجات میں منفی علامت کے ساتھ شامل کیا گیا ہے۔ تاہم م س 15ء کی حال ہی میں جاری کردہ بجٹ دستاویزات میں اسے غیر محصولاتی اندراج نیز دیگر ترقیاتی اخراجات کی ذیل میں دکھایا گیا ہے۔

جدول 4.1: جولائی تا مارچ میں مالیاتی کارروائیوں کا خلاصہ				
ارب روپے، ہمو فیصد میں				
سال پائل مو	م 14ء	م 13ء	م 14ء	م 13ء
الف۔ محاصل	2,477.4	2,124.9	16.6	22.2
ٹیکس محاصل	1,786.2	1,527.8	16.9	11.4
جس میں ایف بی آر محاصل	1,574.8	1,335.2	17.9	4.9
غیر ٹیکس	691.2	597.0	15.8	62.3
ب۔ اخراجات	3,289.0	3,171.1	3.7	20.4
جاریہ	2,904.6	2,642.0	9.9	22.7
ترقیاتی	469.9	444.7	5.7	5.6
خالص قرض گاری	85.9	1.1	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں
ثماریاتی اخراجات	-171.3	83.3	59.4	دستیاب نہیں
مجموعی خسارہ (الف-ب)	-811.7	-1,046.2	16.9	-22.4
توازن بطور فیصد جی ڈی پی				
مالیاتی	-3.2	-4.7	2.5	-31.6
محاصل	-1.7	-2.3	9.4	-27.2
بنیادی	0.4	-1.2	-11.1	دستیاب نہیں
ماخذ: وزارت خزانہ				

معیشت کو درپیش گہرے ساختی مسائل سے نمٹنے کے لیے حکومت اب تک کئی اصلاحی اقدامات کا اعلان کر چکی ہے: جون 2013ء میں قومی بجلی پالیسی کا اعلان کیا گیا جس کا مقصد شعبہ توانائی کے مسائل حل کرنا ہے³، پاکستان اسمٹل، پی آئی اے، پاکستان ریلویز اور دیگر سرکاری شعبے کے دیگر کاروباری اداروں کی تشکیل نو کے منصوبے پائپ لائن میں ہیں۔ اسی طرح ایف بی آر محاصل کو بہتر بنانے کے لیے ٹیکس حکام تین سال کی مدت میں ٹیکس مستثنیات ختم کرنے کا منصوبہ تشکیل دے رہے ہیں۔ اہم بات یہ ہے کہ ایف بی آر نے یہ ٹیکس مستثنیات ہر سال 500 ارب روپے کی ٹیکس محاصل کے نقصان کا باعث بنتی ہیں۔⁴

ہمارا نقطہ نظر یہ ہے کہ حکومت نے تو اپنی ترجیحات درست سمت میں متعین کی ہیں تاہم مالیاتی کھاتوں میں پائیدار بہتری کے لیے اہمیت عملدرآمد کی ہے۔ اس کے لیے مضبوط عزم اور کچھ مشکل فیصلوں کی ضرورت ہے۔

خسارے کا مالکاری آمیزہ

جولائی تا مارچ م 14ء کے دوران بجٹ خسارے کی مالکاری بینک اور غیر بینک ذرائع دونوں سے تقریباً مساوی طور پر آئی (جدول 4.2)۔ اگرچہ بیرونی مالکاری سال کی پہلی تین سہ ماہیوں کے دوران تقریباً منفی رہی تاہم چوتھی سہ ماہی میں یہ صورت حال خاصی تبدیل ہو گئی ہے۔

سرکاری قرضہ تیسری سہ ماہی میں 277.9 ارب روپے بڑھ گیا اور ملکی قرضے کے اسٹاک میں نمایاں اضافہ ہوا۔ مثبت پہلو یہ ہے کہ طویل مدتی پی آئی بیز میں بینکوں کی فعال دلچسپی کے باعث ملکی قرضے کے خاکہ سرعیت میں م 14ء کی چوتھی سہ ماہی اور م 15ء کے دوران خاصی بہتری کا امکان ہے۔ مزید برآں، م 14ء کی چوتھی سہ ماہی میں بیرونی مالکاری کا حصہ یورو بانڈ سے 2 ارب ڈالر اور بین الاقوامی مالی اداروں سے 1.4 ارب ڈالر کی وصولی کے بعد بہت بڑھ گیا ہے (سیکشن 4.5)۔⁵

³ جون 2013ء میں حکومت پاکستان نے قومی بجلی پالیسی 2013ء کا اعلان کیا۔ اس پالیسی میں م 17 تک لوڈ شیڈنگ ختم کرنے، پیداواری لاگت گھٹانے، ترسیل و تقسیم نقصانات 25 فیصد سے کم کر کے 16 فیصد پر لانے اور بلوں کی وصولی کو بہتر بنا کر 95 فیصد تک لے جانے کی تجویز دی گئی۔

⁴ <http://www.fbr.gov.pk/PressRelease.aspx?view=PressRelease&ActionID=&ArticleID=>

⁵ پاکستان نے م 15ء تا 19ء کے لیے عالمی بینک کے ساتھ 11 ارب ڈالر کی کثرت پائمنٹس اسٹریٹجی پر بھی دستخط کیے۔

جدول 4.2: جولائی تا مارچ کے دوران بجٹ خسارے کی مالکاری		
ارب روپے		
م 14ء	م 13ء	
811.7	1,046.2	مجموعی مالکاری
-50.1	-4.1	بیرونی
861.7	1,050.3	ملکی
436.9	856.7	بینک
424.8	193.7	غیر بینک
ماخذ: وزارت خزانہ		

اگرچہ بیرونی مالکاری کی طرف جھکاؤ سے یہ فائدہ ہوگا کہ قلیل مدتی مالکاری پر ضرورت سے زیادہ انحصار سے ابھرنے والے اجرائے ثانی اور شرح سود کے خطرات کم کرنے میں مدد ملے گی تاہم اس کی وجہ سے بیرونی قرض کی واپسی کی مقدار بڑھ جائے گی۔ بیرونی خساروں کے حوالے سے پاکستان کی تاریخ کے پیش نظر اس کی بیرونی قرض کی واپسی کی استعداد ہمیشہ باعث تشویش رہی ہے۔ اس میں حیرت کی

بات نہیں کہ یورو بانڈ کے ذریعے 2 ارب ڈالر کے حصول سے بیرونی قرض میں اضافے کے حوالے سے تشویش بڑھی ہے۔ اگرچہ حالیہ ماہ میں پاکستان کا مارکیٹ قرضہ 1.6 ارب ڈالر سے بڑھ کر 3.6 ارب ڈالر ہو گیا ہے تاہم قرض کی ضرر پذیری بہت سے ابھرتی منڈی والے ملکوں اور اس کی سی ڈی کے ارکان سے کہیں کم ہے۔ تاہم مجموعی قرض (ملکی اور بیرونی) کو دیکھا جائے تو پاکستان مالیاتی ذمہ داری اور تحدید قرضہ ایکٹ 2005ء کی مقرر کردہ حد سے پہلے ہی تجاوز کر چکا ہے جس کے تحت سرکاری قرضہ آخر جون 2013ء تک جی ڈی پی کے 60 فیصد سے کم ہونا چاہیے تھا اور اس کے بعد مزید گھٹنا چاہیے تھا۔ چونکہ ایسا نہیں ہوا ہے اس لیے مالیاتی اظہاریوں میں ساختی بہتری ہی ملک کے قرض کے بوجھ کو پائیدار راستے پر ڈال سکتی ہے۔

4.2 محاصل

جولائی تا مارچ م 14ء کے دوران ایف بی آر کی ٹیکس وصولی میں پچھلے سال کی اسی مدت میں دیکھی گئی 4.9 فیصد نمو کی نسبت 17.9 فیصد اضافہ ہوا۔ اس بہتری کے باوجود گذشتہ دو سالوں میں ہدف سے کم ٹیکس وصولی کے پیش نظر مالیاتی حکام نے م 14ء کی تیسری سہ ماہی میں سالانہ ٹیکس وصولی کا ہدف کم کر کے 2275 ارب روپے کر دیا (جدول 4.3)۔⁶ نظر ثانی شدہ ہدف حاصل کرنے کے لیے م 14ء کی چوتھی سہ ماہی میں اب ایف بی آر کی وصولیوں میں سال بسال 16.5 فیصد اضافہ ہونا چاہیے۔⁷ اپریل 2014ء میں تھری جی رفور جی لائسنسوں کی نیلامی سے م 14ء کی چوتھی سہ ماہی کے دوران مجموعی محاصل بڑھنے چاہئیں۔

جولائی تا مارچ م 14ء کے دوران مجموعی وصولی میں لگ بھگ 51 فیصد اضافہ سیلز ٹیکس کی وجہ سے ہوا جس کا بڑا سبب ٹیکس شرح میں اضافہ تھا۔ ہمارے تخمینوں کے مطابق سیلز ٹیکس وصولیوں میں مجموعی اضافے کا 34.5 فیصد جی ایس ٹی شرحوں میں ایک فیصدی درجہ اضافہ تھا جس کا اعلان م 14ء کے بجٹ میں کیا گیا۔ جولائی تا مارچ م 14ء کے دوران براہ راست ٹیکسوں سے ہونے والی وصولی بھرپور رہی تاہم کسٹم ڈیوٹی میں 0.7 فیصد کمی آئی جبکہ پچھلے سال کی اسی مدت میں 15 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ ٹیکس کا درآمدات کی طرف سے ہٹنا تجارتی اصلاحات کی ضرورت ہے لیکن مالیاتی شعبے پر اس کے اثرات کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

⁶ م 14ء کی پہلی ششماہی میں ایف بی آر کی ٹیکس وصولیاں 80 ارب روپے کا ششماہی ہدف پورا نہ کر سکیں۔

⁷ ایف بی آر کو م 14ء کی چوتھی سہ ماہی میں 1700.2 ارب روپے اکٹھے کرنے میں جبکہ م 13ء کی چوتھی سہ ماہی میں اصل وصولی 600.9 ارب روپے تھی۔

جدول 4.3: جولائی تا مارچ کے دوران ایف بی آر کی ٹیکس وصولی (عمومی)							
ارب روپے							
اصل	فیصد نمو		م 14ء کا ہدف		فیصد کامیابی		
م 13ء	م 14ء	م 13ء	م 14ء	جولائی تا مارچ ¹	مجموعی	جولائی تا مارچ	اپرے سال کے ہدف میں
844.0	975.9	5.1	15.6	1,001.3	1,434.7	97.5	68.0
594.7	716.8	4.3	20.5	673.1	959.2	106.5	74.7
78.8	89.9	-7.0	14.0	129.9	191.2	69.2	47.0
170.5	169.3	15.0	-0.7	198.2	284.3	85.4	59.5
491.3	598.8	4.6	21.9	600.9	910.3	99.7	65.8
1,335.2	1,574.8	4.9	17.9	1,602.2	2,345.0	98.3	67.2
1 آئی ایس بی پی کے اندرونی تخمینے، پچھلے پانچ برسوں میں ایف بی آر کی کارکردگی پر مبنی۔							
ماخذ: وزارت خزانہ							

جدول 4.4: جولائی تا مارچ کے دوران غیر ٹیکس حاصل				
ارب روپے، نمونہ فیصد میں				
م 13ء	م 14ء	م 13ء	م 14ء	نمو
597.0	691.2	62.3	15.8	غیر ٹیکس حاصل
7.9	62.3	9.3	دستیاب نہیں	سود
40.6	46.3	22.6	14.3	منافع منقسمہ
150.0	205.0	-2.6	36.7	اسٹیٹ بینک کا منافع
178.5	77.8	دستیاب نہیں	-56.4	دفاع (بشمول اتحادی سپورٹ فنڈ)
51.1	59.5	12.8	16.5	گیس اور تیل کی درآمدات
12.7	34.6	-13.3	دستیاب نہیں	گیس پر پزیرائی سرچارج
30.0	20.9	دستیاب نہیں	-30.2	گیس انفراسٹرکچر ڈیولپمنٹ سیس
0	67.7	0	دستیاب نہیں	یونیورسل سپورٹ فنڈ
126.3	117.1	18.8	-7.2	دیگر
418.5	613.4	16.1	46.6	غیر ٹیکس حاصل ماسوائے دفاع
ماخذ: وزارت خزانہ				

تفصیلی جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ کسٹم ڈیوٹی کا لگ بھگ ایک تہائی گاڑیوں، پٹرولیم مصنوعات اور خوردنی تیل کی درآمدات سے آیا۔ ان اشیاء کی درآمدی قدر میں نمونہ سال کے دوران کچھ کم رہی: گاڑیوں (مکمل ساختہ یونٹ) کی درآمد کم ہو رہی ہے کیونکہ ری کنڈیشنڈ گاڑیوں کی عمر کی حد دسمبر 2012ء میں پانچ سال سے گھٹا کر تین سال کر دی گئی ہے۔ م 14ء کی تیسری سہ ماہی میں پٹرولیم مصنوعات کی درآمدی قدر (مشتمل بین الاقوامی نرخوں کے باعث) گچھلی دو سہ ماہیوں کے مقابلے میں کم تھی اور جولائی تا مارچ م 14ء میں بین الاقوامی نرخ بڑھنے کے باعث پام آئل کی درآمد کم ہوئی۔

غیر ٹیکس محاصل

جولائی تا مارچ م 14ء میں غیر ٹیکس محاصل میں بھرپور اضافہ ہوا۔ اتحادی سپورٹ فنڈ کی رقوم کم آئیں تاہم جولائی تا مارچ م 14ء کے دوران دیگر عوامل کی بنا پر غیر ٹیکس محاصل بڑھے (جدول 4.4)۔⁸ مثال کے طور پر گزشتہ سال سے واجبات کی منتقلی، گردش قرضے کی تطبیق کے سلسلے میں پی

⁸ پاکستان کو جولائی تا مارچ م 14ء کے دوران اتحادی سپورٹ فنڈ کی مدد میں 675 ملین ڈالر ملے جبکہ گزشتہ سال کی اسی مدت میں 1.8 ارب ڈالر موصول ہوئے تھے۔

جدول 4.5: جولائی تا مارچ کے دوران مالیاتی خرچ				
ارب روپے، نمونہ فیصد میں				
سال پیمانی	م 13ء	م 14ء	م 13ء	م 14ء
جاری اخراجات	2,642.0	2,904.6	22.7	9.9
سودی ادائیگی	772.2	909.1	23.6	17.7
ملکی	724.7	855.0	25.3	18.0
بیرونی	47.5	54.1	3.3	13.9
دیگر عمومی سرکاری خدمات ¹	323.0	254.2	دستیاب نہیں	-21.3
دفاع	405.8	451.7	16.6	11.3
گرائنڈ (غلاوہ صوبے)	140.4	188.9	10.8	34.5
پنشن	120.0	133.0	21.6	10.8
دیگر	178.7	198.6	21.4	11.1
صوبے	754.9	821.4	11.8	8.8
ترقیاتی	444.7	469.9	5.6	5.7
پی ایس ڈی پی	407.4	393.0	8.5	-3.5
وفاقی	187.5	193.3	-6.5	3.1
صوبائی	219.9	199.7	25.7	-9.2
دیگر ترقیاتی	37.3	77.0	-18.0	106.4
خالص قرض گاری	1.1	85.9	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں
مجموعی اخراجات ²	3,087.8	3,460.4	19.6	12.1
ماخذ: وزارت خزانہ				
1 اس مدت میں زیادہ تر زرائع اعانت شامل ہیں۔				
2 مجموعے میں شماریاتی انحراف کا لحاظ نہیں رکھا گیا اور وہ جدول 4.1 کے اخراجات سے مختلف ہوگا۔				

ایس ای: کے یکبارگی مارک اپ کے ساتھ ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ فنڈ میں یونیورسل سروس فنڈ کی منتقلی⁹ اور گیس انفراسٹرکچر ڈویلپمنٹ سیس کی یکم جنوری 2014ء کو بحالی¹⁰ کی بنا پر اسٹیٹ بینک کے منافع میں تیزی سے اضافہ دیکھا گیا۔

4.3 اخراجات

جولائی تا مارچ م 14ء کے دوران مالیاتی اخراجات کی نمو گزشتہ برس کے اسی عرصے کے مقابلے میں کم ہوگئی جس کا بڑا سبب جاریہ اخراجات میں اضافہ تھا (جدول 4.5)۔ دوسری طرف ترقیاتی اخراجات کی نمو وفاقی ترقیاتی اخراجات میں اضافے کے باوجود گزشتہ سال بھی اتنی ہی تھی۔ م 14ء کے دوران وفاقی حکومت خالص قرض گاری بھی، زیادہ تر گردش قرضے کے تصفیے کے لیے، تیزی سے بڑھی۔

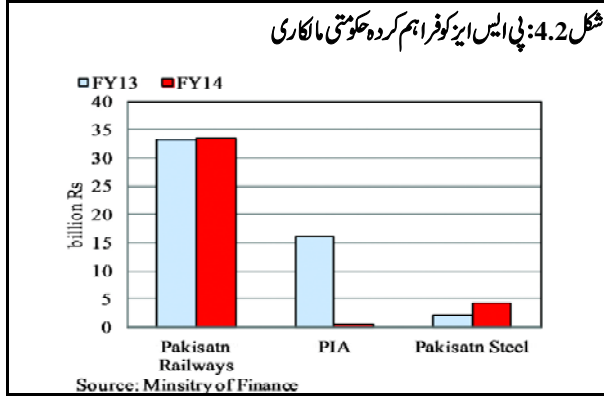
اس مدت کے دوران جاریہ اخراجات میں 9.9 فیصد نمو درج کی گئی جبکہ پچھلے سال کے اسی عرصے میں 22.7 فیصد تھی۔ تاہم اس بہتری کی وجہ مبادیات نہیں ہیں، جیسا کہ ذیل میں بحث کی گئی ہے:

(i) جولائی تا مارچ م 14ء کے دوران زراعت گزشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں خاصا کم ہو گیا۔ تاہم یہ کمی شعبہ بجلی میں واجب الادا رقوم تیزی سے جمع ہونے کے ساتھ ہوئی، جن کی مستقبل میں ادائیگی کرنی ہوگی۔¹¹

⁹ م 14ء کی پہلی سہ ماہی میں وفاقی حکومت نے شعبہ بجلی میں 138 ارب روپے کے گردش قرضے کی غیر نقد درستی (adjustment) کی۔ یہ وصولی اس درستی کا حصہ ہے۔

¹⁰ تفصیلات کے لیے دیکھئے اسٹیٹ بینک کی پہلی سہ ماہی رپورٹ برائے م 14ء۔

¹¹ 7 مارچ 2014ء کو قومی اسمبلی میں ایک سوال کے جواب میں بجلی اور پانی کے وزیر نے بتایا کہ شعبہ بجلی کی واجب الادا رقوم آخر دسمبر 2013ء تک 246.2 ارب روپے ہیں۔ تاہم مئی 2014ء میں مشیز کہ مفادات کونسل میں یہ طے ہوا ہے کہ م 15ء سے شعبہ بجلی میں صوبوں کی واجب الادا رقوم کی کوئی ماخذ پر (at source) ہی کر لی جائے۔ تاہم پرانے واجبات کے تصفیے کا طریقہ کار ابھی تک حتمی طور پر طے نہیں ہوا۔



(ii) جولائی تا مارچ م س 14ء میں ملکی قرضے کی واپسی میں سال بسال کمی ہوئی لیکن اس سے م س 14ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران ملکی قرضے پر سودی ادائیگیوں میں تیزی سے اضافہ نہیں چھپ سکتا جو م س 14ء کی چوتھی سہ ماہی میں جاری رہنے کا امکان ہے۔¹²

(iii) وفاقی حکومت کی مختلف اداروں (صوبوں کے علاوہ) دی گئی گرانٹس میں جولائی تا مارچ م س 14ء کے دوران پچھلے برس کی اسی مدت کے مقابلے میں تیزی سے اضافہ درج کیا گیا۔

آخر الذکر نکتے کے حوالے سے، پاکستان ریلویز کی مالی حالت میں معمولی بہتری کے باوجود حکومت کو اس ادارے کے لیے مالی مدد میں گزشتہ سال کی اسی مدت کی نسبت اضافہ کرنا پڑا (شکل 4.2)۔¹³ جہاں تک پی آئی اے کا تعلق ہے حکومت نے جون 2013ء میں خاصی رقم مختص کی جو رواں مالی سال کے دوران جاری کی جا رہی ہے۔¹⁴ علاوہ ازیں گرانٹس کا بڑا حصہ دہشت گردی کے خلاف جاری جنگ سے منسلک اخراجات کے لیے مختص کیا گیا۔ افغانستان سے نیٹو افواج کے انخلا کے حوالے سے موجودہ امن و امان کی صورت حال کے پیش نظر یہ اخراجات بھی خاصے بڑھ گئے ہیں اور یہ سلسلہ م س 15ء میں جاری رہنے کا امکان ہے۔

پی ایس ایز کی طرف واپس آنیں تو یہ تذکرہ ضروری ہے کہ پی آئی آئی آے اور پاکستان اسٹیل نجی شعبے کی دور رس شراکت کے لیے اداروں کی فہرست میں شامل ہیں۔ مالیاتی حکام ان اداروں کے مالی مشیر مقرر کر رہے ہیں جو ان اداروں کی جامع تشکیل اور انچکاری کے منصوبوں کے ذمہ دار ہوں گے۔ مزید یہ کہ حکومت پاکستان ریلویز کے بورڈ کو بحال کر رہی ہے۔ تاہم گھٹائے میں جانے والے ان اداروں کی وجہ سے مالیاتی ضیاع کو کم سے کم کرنے کے لیے ان کوششوں کو تیز کرنے کی ضرورت ہے۔ علاوہ ازیں حکومت نے بازار سرمایہ کے سودوں کے ذریعے بے سرمایہ کاری (divestment) کے لیے گیارہ کمپنیوں کی فہرست بنائی ہے۔ ان اداروں میں سے جون 2014ء میں یونائیٹڈ بینک لمیٹڈ میں سرکاری حصص کی بے سرمایہ کاری کی گئی۔ مزید یہ کہ پاکستان پٹرولیم لمیٹڈ کی بے سرمایہ کاری کی بھی منظوری ہو گئی ہے۔

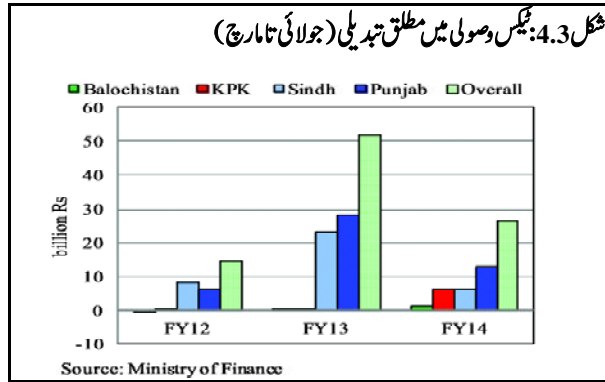
12 زیادہ بڑا سب سہ ماہی فی بلز پراسیڈنٹ بینک سے حکومتی قرض پر ہونے والی ادائیگیاں تھیں۔ م س 14ء کی پہلی سہ ماہی میں بینک پالیسی ریٹ میں اضافے کے امکانات محسوس کرتے ہوئے حکومتی پیپر میں سرمایہ کاری سے باز رہے جس سے حکومت کو اسٹیٹ بینک سے اپنی خسارہ مالکاری پوری کرنی پڑی، جس کی ادائیگی م س 14ء کی تیسری سہ ماہی میں واجب ہو گئی۔ تاہم دوسری سہ ماہی میں حکومتی پیپر میں بینکوں کی دلچسپی بحال ہوئی تو حکومت نے سہ ماہی فی بلز سے 23 کھرب روپے اکٹھا کیے اور ان کی ادائیگی بھی تیسری سہ ماہی میں واجب ہوئی۔ مزید یہ کہ م س 13ء کے دوران ملکی قرضے میں مجموعی اضافے کا لگ بھگ دو تہائی چوتھی سہ ماہی میں بارہ ماہی فی بلز کی بنا پر ہوا جن کی ادائیگی چوتھی سہ ماہی میں واجب ہوئی۔

13 م س 14ء کی پہلی ششماہی میں پاکستان ریلوے کو ہونے والا نقصان 13.8 ارب روپے تھا جبکہ گزشتہ برس کے اسی عرصے میں 11.5 ارب روپے کا نقصان ہوا تھا۔

14 29 جون 2013ء کو پی آئی اے کو مالی سہارا فراہم کرنے کے لیے ایک علیحدہ کھاتے میں 16 ارب روپے رکھے گئے۔ یہ رقم م س 13ء کی مالیاتی کارروائیوں میں شمار کی گئی۔ اس رقم میں سے جولائی تا مارچ م س 14ء میں 14.65 ارب روپے پی آئی اے کو مختلف ادائیگیوں کی مدد میں جاری کیے گئے ہیں۔

جدول 4.6: جولائی تا مارچ کے دوران صوبائی مالیاتی کارروائیاں										
ارب روپے										
تمام صوبے		بلوچستان		خیبر پختونخوا		سندھ		پنجاب		
م 14ء	م 13ء	م 14ء	م 13ء	م 14ء	م 13ء	م 14ء	م 13ء	م 14ء	م 13ء	
1248.0	1125.3	128.0	111.8	212.3	181.3	358.1	326.2	549.6	506.1	الف۔ مجموعی حاصل
1017.8	893.2	107.6	94.2	168.8	146.0	280.4	236.4	460.9	416.6	وفاقی حاصل میں حصہ
136.2	109.6	2.0	0.8	9.0	2.9	56.1	49.8	69.0	56.1	ٹیکس
34.7	49.0	3.8	3.7	11.5	6.4	3.9	16.9	15.5	22.0	غیر ٹیکس
59.4	73.7	14.6	13.1	23.0	26.0	17.7	23.1	4.1	11.4	وفاقی قرضے اور منتقلیاں
1031.1	986.3	86.3	90.9	158.7	149.5	299.5	272.1	486.6	473.8	ب۔ مجموعی اخراجات
831.4	766.3	74.8	69.1	130.0	110.1	228.8	212.9	397.8	374.2	جاریہ
199.7	219.9	11.5	21.8	28.7	39.4	70.7	59.2	88.8	99.6	ترقیاتی
216.9	139.1	41.7	20.9	53.6	31.8	58.6	54.1	63.0	32.3	مجموعی توازن (الف-ب)

ماخذ: وزارت خزانہ



4.4 صوبائی مالیاتی سرگرمیاں

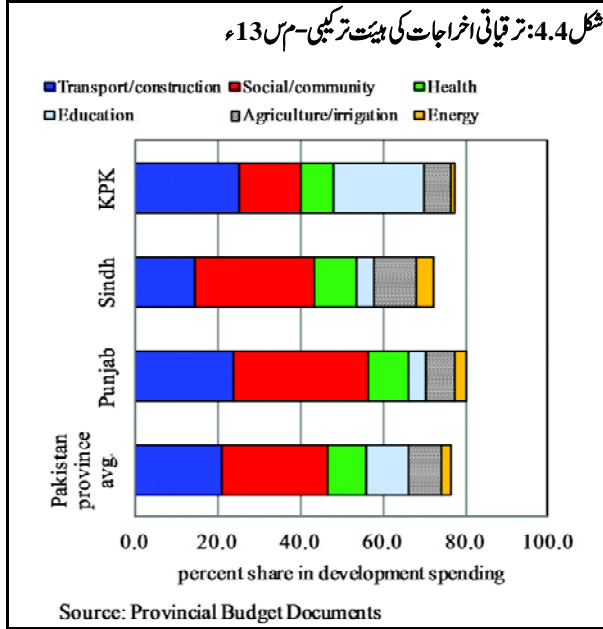
جولائی تا مارچ م 14ء کے دوران مجموعی صوبائی مالیاتی کھاتوں میں نمایاں بہتری دیکھنے میں آئی اور بجٹ فاضل میں 56 فیصد سال بسال اضافہ ہوا (جدول 4.6)۔ یہ کارکردگی مشترکہ مفادات کونسل میں اتفاق کی عکاسی کرتی ہے جس کے ذریعے صوبائی حکومتوں نے م 14ء میں وفاقی حکومت کی مالیاتی استحکام کی کوششوں کے سلسلے میں فاضل درج کرنے پر اتفاق کیا تھا۔^{15, 16} مجموعی طور پر یہ بہتری ترقیاتی اخراجات میں کمی کی بنا پر ہوئی۔ حقیقت یہ ہے کہ سندھ واحد صوبہ تھا جس کے ترقیاتی اخراجات میں اضافہ درج کیا گیا جبکہ جاریہ اخراجات میں پست نمو پنجاب کی جانب سے ہوئی۔

صوبائی ٹیکس وصولی کی پست نمو

ٹیکس وصولی کی رفتار پچھلے سال خاصی بڑھنے کے بعد جولائی تا مارچ م 14ء میں کم ہوئی۔ سندھ اور پنجاب کی ٹیکس وصولیوں میں اس مدت کے دوران تیزی سے کمی ہوئی۔ تاہم جولائی تا مارچ م 14ء کے دوران خیبر پختونخوا کی ٹیکس وصولی اگست 2013ء میں خیبر پختونخوا ریونیو اتھارٹی کے قیام کے بعد تقریباً دگنی ہو گئی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ سبز ٹیکس وصولی کا عمل چلی سطح پر منتقل کیے جانے کے نتیجے میں ابتدائی تیزی کے بعد صوبائی ٹیکس

¹⁵ http://www.finance.gov.pk/mefp/MEFP_201314_201516_1stReview.pdf

¹⁶ مشترکہ مفادات کونسل صوبوں کے وزرائے اعلیٰ اور اتمی ہی اعداد میں وفاقی حکومت کے وزرا پر مشتمل ہے۔ اٹھارہویں ترمیم کے ذریعے تنازعات کا تعلق کرنے میں اس کا کردار مستحکم کیا گیا۔



وصولیوں کی نمو مستحکم ہو جائے گی (شکل 4.3)۔¹⁷ تاہم ہمارے خیال میں ٹیکس انتظام میں بہتری اور ٹیکس بنیاد میں توسیع صوبائی ٹیکس وصولیوں میں خاصا اضافہ کر سکتی ہے۔ اس تناظر میں سندھ اور پنجاب میں قابل ٹیکس خدمات کی تفصیلات پر نظر ڈالنے سے اہم پہلو سامنے آتے ہیں:^{18, 19}

- خدمات پر جی ایس ٹی کی شرح 16 فیصد ہے جبکہ بقیہ ملک میں 17 فیصد ہے۔
- سندھ میں سیلز ٹیکس کی بنیاد (150 خدمات) پنجاب (105 خدمات) کے مقابلے میں وسیع تر ہے۔
- سندھ میں ٹیلی مواصلات خدمات کا دائرہ وسیع تر ہے جہاں ٹیکس جال میں 65 خدمات ہیں جبکہ پنجاب میں 29 خدمات ہیں۔
- مالی شعبے، ہوٹلوں، ریسٹورانوں، تشریری اداروں، پروفیشنل اور کنسلٹنٹس اور کوریئرز کی فراہم کردہ خدمات دونوں صوبوں میں تقریباً مکمل طور پر ٹیکس کے دائرے میں آتی ہیں۔
- جن خدمات پر ٹیکس نہیں (یا کم ٹیکس ہے) انہیں شامل کر کے ٹیکس جال کو بڑھایا جاسکتا ہے۔²⁰

اس تجزیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ صوبائی سطح پر جی ایس ٹی کی وصولی کے لیے خدمات پر ٹیکس بنیاد بڑھانے کی خاصی گنجائش موجود ہے۔ اس سلسلے میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ ساتویں این ایف سی ایوارڈ کے تحت مجموعی ٹیکس وصولی کا 57.5 فیصد صوبوں کو منتقل کرنا ضروری ہے۔ اگرچہ ساتھ ہی اخراجات کی ذمہ داریاں بھی نجلی سطح پر منتقل کی گئی ہیں تاہم وفاقی محاصل میں صوبائی حصے کا نمایاں اضافہ صوبوں کی اپنے محاصل بڑھانے کی کوششوں کی حوصلہ شکنی کر سکتا ہے کیونکہ صوبوں کے مالیاتی اہداف کو محاصل پیدا کرنے سے پابند نہیں کیا گیا۔ صوبوں کے ساتھ نئے این ایف سی ایوارڈ کو حتمی شکل دیتے وقت اس بے قاعدگی کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔

17 مجموعی صوبائی ٹیکس محاصل کی نمو جولائی تا مارچ م 13ء میں 90.1 فیصد سے گر کر جولائی تا مارچ م 14ء میں 24.3 فیصد ہو گئی۔

18 جولائی تا مارچ م 14ء کے دوران مجموعی صوبائی ٹیکس وصولی میں سندھ اور پنجاب کا حصہ 91.9 فیصد تھا۔ خیبر پختونخوا اور بلوچستان کے تفصیلی اعداد و شمار دستیاب نہیں۔

19 ماخذ: سندھ سیلز ٹیکس آن سرویز ایکٹ 2011ء کا دوسرا شیڈول، پنجاب سیلز ٹیکس ایکٹ آن سرویز ایکٹ 2012ء کا پہلا اور دوسرا شیڈول۔

20 مثال کے طور پر سفری خدمات، تخصیصی ورکشاپ (سندھ میں ان کا جزو احاطہ کیا گیا ہے)، کیبل ٹی وی آپریٹرز، ریٹائرڈ اے کار (پنجاب میں ٹیکس لگتا ہے)، ڈیزائنرز، ہیلتھ کیئر فراہم کنندگان، انعامی بانڈ ڈیلرز، کمیشن ایجنٹس، ڈیکار، جراثیم کشی کی خدمات، جائیداد اور گاڑیوں کے ڈیلرز، انٹرنیٹ کیفے، کوچنگ اور تربیتی مراکز، کارپوریٹ لا اور ٹیکس مشیر، عمارات کی دیکھ بھال اور خدمات فراہم کرنے والے وغیرہ۔

ترقیاتی اخراجات کی ترجیحات: جیسا کہ خدشہ تھا، صوبائی ترقیاتی اخراجات کو مالیاتی استحکام کی کوششوں کا بوجھ برداشت کرنا پڑا اور ان میں جولائی تا مارچ م س 14ء کے دوران پچھلے سال کی اسی مدت کے مقابلے میں 9.2 فیصد کمی ہوئی۔ م س 12ء میں اخراجات کی اضافی ذمہ داریوں کی مکمل منتقلی کے بعد گزشتہ دو برسوں میں یہ ترقیاتی خرچ خاصا بڑھا تھا۔²¹ تاہم اگر صوبوں کو مالیاتی وسائل تعلیم اور صحت جیسے ترجیحی شعبوں میں لگا کر قومی اقتصادی نمو میں حصہ ڈالنا ہے تو صوبائی استعداد کو بڑھانے کی اشد ضرورت ہے۔

بین الاقوامی تقابل سے ظاہر ہوتا ہے کہ تعلیم اور صحت پر اخراجات علاقائی ممالک کی نسبت پاکستان میں کم ہیں۔²² اس سلسلے میں پاکستان کے صوبائی ترقیاتی اخراجات کے تجزیے سے کچھ اہم پہلو سامنے آتے ہیں (شکل 4.4)۔²³

پاکستان میں اوسط صوبائی اخراجات کے لحاظ سے ترقیاتی رقوم کا سب سے بڑا حصہ سماجی اور کمیونٹی خرچ ہے جس کے بعد ٹرانسپورٹ اور تعمیرات کا نمبر آتا ہے۔²⁴ مزید یہ کہ تعلیم، زراعت اور صحت کو صوبائی سطح پر بظاہر یکساں اہمیت حاصل ہے۔

پاکستان میں صوبے ٹرانسپورٹ اور تعمیرات کے لیے خاصے وسائل مختص کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ پنجاب اور خیبر پختونخوا میں پورے ترقیاتی بجٹ کا ایک چوتھائی اس مد کے لیے مختص ہے۔ تاہم تعلیم پر خرچ کے حوالے سے صوبوں کے درمیان کچھ فرق ہے، اس اہم سماجی خدمت پر خیبر پختونخوا میں بڑی رقم خرچ کی جا رہی ہے جبکہ پنجاب اور سندھ میں اس مد میں کم رقم خرچ کی جاتی ہے (شکل 4.4)۔ مزید یہ کہ پنجاب اور خیبر پختونخوا میں زراعت اور آب پاشی پر خرچ کم ہے جبکہ صحت پر کیا جانے والا خرچ تمام صوبوں میں ترقیاتی بجٹ کا لگ بھگ یکساں حصہ ہے۔

تعلیم کے لیے مختص صوبائی رقوم میں یہ نمایاں فرق حیرت انگیز ہے۔ اس کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ م س 11ء میں شروع ہونے والے مالیاتی تقسیم اختیارات کے عمل کے نتیجے میں تعلیم کو حال ہی میں صوبوں کو منتقل کیا گیا ہے۔ چنانچہ اس شعبے میں ترقیاتی ضروریات کا تعین کرنے کی صوبائی استعداد پیدا ہونے میں کچھ وقت لگے گا۔

اسی طرح صوبائی سطح پر ٹرانسپورٹ اور تعمیرات کو دی جانے والی اہمیت بھی دلچسپ ہے۔ قومی سطح سے نیچے ترقیاتی ترجیحات میں فرق صوبوں کی انفرادی ضروریات سے منسوب کیا جاسکتا ہے تاہم سرکاری خرچ کا تعین کرنے والے عناصر کے لٹرچر کا جائزہ لینے سے ایک اور تناظر سامنے آتا ہے۔ اس لٹرچر کے مطابق اکثر سرکاری خرچ کی ہیئت ترکیبی کا تعین اس امر سے ہوتا ہے کہ ملک میں نا کارکردگی اور مالی وسائل کا زیاں کس درجے کا ہے۔ نظم و نسق ناقص ہو تو ان اقسام کے سرکاری اخراجات کو ترجیح ملتی ہے جہاں رشوت خوری اور ناجائز کمائی کے دیگر مواقع موجود ہوں۔ نتیجتاً بڑے

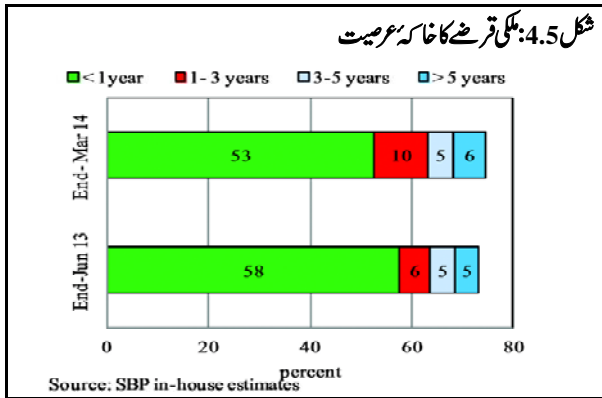
21 اٹھارہویں ترمیم کے تحت م س 11ء اور م س 12ء میں 17 وزارتوں کے وظائف صوبوں کو منتقل کر دیے گئے۔

22 عالمی بینک کے ڈیٹا میں کے مطابق تعلیم و صحت پر اخراجات (لحاظ فیصدی ڈی پی) 5.2 فیصد تھے جبکہ بھارت میں 7.2 فیصد، ملائیشیا میں 9.8 فیصد اور انڈونیشیا میں 5.8 فیصد تھے۔

23 ماخذ: م س 14ء کی صوبائی بجٹ دستاویزات اور بھارتی سرکاری مالیات کی شریات 2012-13ء۔ یہ تجزیہ سندھ، پنجاب اور خیبر پختونخوا میں م س 13ء میں ترقیاتی اخراجات کے نظر ثانی شدہ تخمینوں پر مبنی ہے۔

24 سماجی اور کمیونٹی اخراجات میں دیہی و شہری ترقی، رہائش، دیہی ورکس پروگرام وغیرہ کے شعبے شامل ہیں۔

جدول 4.7: سرکاری قرضہ						
ارب روپے						
مطلق تبدیلی				اسٹاک		
مئی 14ء		جولائی تا مارچ				
تیسری سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	پہلی سہ ماہی	مئی 14ء	مئی 13ء	مارچ 14ء	جون 13ء
277.9	-23.1	1,052.7	1,307.4	937.5	15,882.1	14,574.7
592.3	72.7	634.0	1,299.0	1,162.3	10,820.0	9,520.9
-314.4	-95.8	418.7	8.4	-224.8	5,062.2	5,053.7
-264.4	-34.3	361.1	62.3	-60.3	4,373.4	4,311.1
-22.7	-61.9	6.5	-78.2	-172.4	356.6	434.8
-27.3	0.4	51.1	24.3	7.9	332.1	307.8
ماخذ: بینک دولت پاکستان						



منصوبوں (عمارات، شاہراہیں، انرپورٹ وغیرہ) میں سرمایہ کاری کے لیے سماجی شعبے کے مقابلے میں زیادہ سرکاری رقمیں مختص کی جاتی ہیں [حوالہ: ماؤرو (1998ء)، ڈیلا ولڈ (2006ء)]۔²⁵

4.5 سرکاری قرضہ

جولائی تا مارچ مئی 14ء کے دوران 13 کھرب روپے کے اضافے سے پاکستان کا سرکاری قرضہ آخر مارچ 2014ء تک 159 کھرب روپے ہو گیا

(جدول 4.7)۔ یہ اضافہ زیادہ تر مئی 14ء کی پہلی سہ ماہی میں ہوا۔ دوسری سہ ماہی میں کچھ کمی کے بعد تیسری سہ ماہی میں حکومتی قرضے نے پھر اوپر کی طرف سفر جاری رکھا۔ حالیہ اضافہ تمام کا تمام ملکی قرضے کی بنا پر ہوا۔^{26, 27}

ملکی قرضے کی ہیئت ترکیبی

دسمبر 2013ء میں گرائی میں کمی کے ساتھ بینکوں نے شرح سود کے حوالے سے نقطہ نگاہ تبدیل کر لیا اور مئی 14ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران پی آئی بیز

²⁵ ماؤرو پاؤلو (1998ء)، بدعنوانی اور سرکاری اخراجات کی ہیئت ترکیبی، جرنل آف پبلک اکاؤنٹس، 69، 263-279۔ پاؤلو نے بدعنوانی اور تعلیم پر اخراجات کے درمیان منفی تعلق پیش کیا۔ ڈیلا ولڈ کلارا (2006ء)، ترقی پذیر ممالک میں بدعنوانی اور سرکاری اخراجات کی تنظیم، جرنل آف اکاؤنٹس اینڈ فنانس، 30:2۔ کلارا نے 1996-2001ء کی مدت کے 64 ممالک کے اعداد و شمار استعمال کرتے ہوئے تجربی شواہد فراہم کر کے ثابت کیا کہ مختلف شعبوں کے درمیان حکومتی اخراجات کی تنظیم میں بدعنوانی انہم کردار ادا کرتی ہے۔ خاص طور پر سماجی شعبے کی قیمت پر دفاع، ایندھن، سرکاری خدمات، امن و امان پر خرچ کو ترجیح دی جاتی ہے۔

²⁶ تاہم امریکی ڈالر کے لحاظ سے جولائی تا مارچ مئی 14ء کے دوران آخر جون 2013ء کی سطح کے مقابلے میں سرکاری بیرونی قرضہ و واجبات کے اسٹاک میں 0.6 ارب ڈالر اضافہ ہوا۔ روپے کے لحاظ سے قرض کی رقم میں کمی پاکستانی روپے کی قیمت تیزی سے بڑھنے کی وجہ سے ہوئی۔

²⁷ آخر مارچ 2014ء کو اسٹیٹ بینک میں 309.9 ارب روپے کی حکومتی امانتوں کو شامل کرنے کے بعد جولائی تا مارچ کے دوران ملکی قرضے میں 989 ارب روپے کا خالص اضافہ ہوا۔

جدول 4.8: حکومتی ملکی قرضہ (جولائی تا مارچ میں تبدیلی)					
ارب روپے					
مئی 14ء			جولائی تا مارچ		
مئی 14ء	اپریل تا مئی 14ء	دوسری سہ ماہی	مئی 14ء	مئی 13ء	
592.3	72.7	634	1,299.0	1,162.3	مجموعی ملکی قرضہ
952.9	-1.5	-3.0	948.4	260.6	مستقل قرضہ
-437.3	63.6	611.1	237.4	633.1	رواں قرضہ
-389.9	264.9	-138.6	-263.6	564.6	ٹی بی بی سی
-47.4	-201.3	749.7	501	68.5	اسٹیٹ بینک
77	10.7	25.6	113.3	265.6	غیر فنڈ قرضہ
-0.3	0	0.3	-0.1	3.1	ایف سی قرضے
* بشمول اسٹیٹ بینک کی جانب سے ایم ٹی بی کی یکمشت فروخت					
ماخذ: بینک دولت پاکستان					

میں اپنی شرکت بہت بڑھادی۔ تیسری سہ ماہی میں آنے والی مجموعی رقم (977.5 ارب روپے) میں سے لگ بھگ نصف تین سالہ پیپر کے ذریعے آیا جس میں مؤثر عرصیت دو سال سے تھوڑی سی زیادہ تھی۔²⁸ احساسات میں تبدیلی کی اہمیت کا اندازہ مئی 14ء کی تیسری سہ ماہی کا پہلی دو سہ ماہیوں کے واقعات کا تقابل کرنے سے ہو سکتا ہے (جیسا کہ تیسرے باب میں بحث ہوئی)۔

بینکوں کے رویے میں یہ تبدیلی ملکی قرضے کی میعادوار ہیئت ترکیبی میں بہتری پر منتج ہوئی (شکل 4.5)۔ ایک سے تین سال کی عرصیت کے وسط مدتی قرضے کا حصہ آخر مارچ 2014ء میں بڑھ کر 10.4 فیصد ہو گیا جبکہ آخر جون 2013ء میں 5.8 فیصد تھا۔ ساتھ ہی قلیل مدتی قرضہ جو آخر جون 2013ء میں 57.6 فیصد تھا آخر مارچ 2014ء میں گھٹ کر 52.6 فیصد ہو گیا۔ واجب الادا ملکی قرضے کے حجم کو دیکھا جائے تو یہ اتار چڑھاؤ اہمیت کا حامل ہے۔

تیسری سہ ماہی میں قلیل مدتی

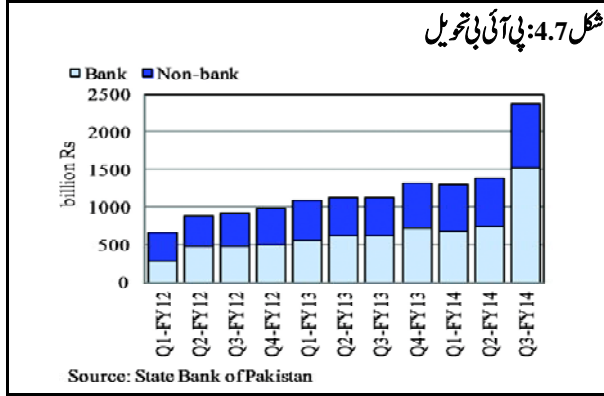
قرضہ کم ہو گیا

جیسا کہ اوپر ذکر ہوا، پاکستان کا قلیل مدتی قرضہ مئی 14ء کی پہلی دو سہ ماہیوں میں بڑھنے کے بعد تیسری سہ ماہی میں 437.3 ارب روپے کم ہو گیا (جدول 4.8)۔²⁹ اس مدت کے دوران اسٹیٹ بینک کو واجب الادا قرضوں (ایم آر ٹی بیز) اور کمرشل بینکوں کو واجب الادا قرضوں (ٹی بیلز) دونوں کا اسٹاک کم ہوا۔

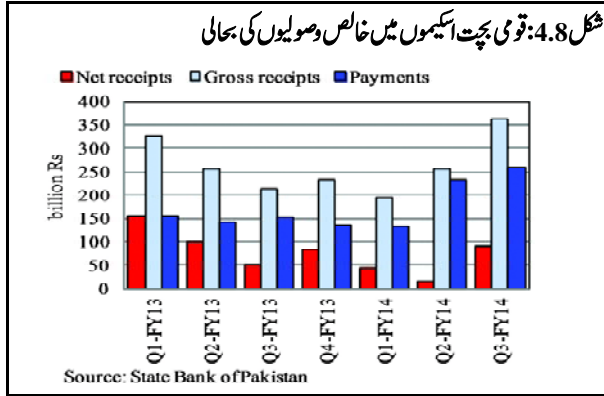
مئی 14ء کی تیسری سہ ماہی میں شرح سود کے بارے میں مارکیٹ کے تاثرات میں تبدیلی کے بعد ٹی بیلز کی کشش بھی ختم ہو گئی: جیسا کہ شکل 4.6 میں

²⁸ یہ تین سالہ پی آر ٹی بی کی ری اوپننگ کے ذریعے جمع کی گئی جو پہلے جولائی 2013ء میں جاری کیا گیا تھا۔ کسی بانڈ کی ری اوپننگ کا مطلب ہے ایک سال یا زیادہ کے لیے مسلسل نیلامیوں میں اسی میعاد کے بانڈ کی پیشکش۔ شیڈ مارک اجرا کا سلسلہ شروع کرنے کے لیے یہ روش متعدد ممالک میں عام ہے۔

²⁹ جدول 4.8 میں دیے گئے اعداد و شمار قرضے کے اسٹاک میں تبدیلی کا اظہار کرتے ہیں۔ اصل میں حکومت نے مئی 14ء کی تیسری سہ ماہی میں اسٹیٹ بینک کو 384.3 ارب روپے واپس کیے جبکہ مئی 14ء کی پہلی سہ ماہی میں 443.1 ارب روپے قرض لیا تھا۔



دکھایا گیا ہے، دوسری سہ ماہی کی نسبت تیسری سہ ماہی میں بینکوں کا برتاؤ برعکس ہو گیا۔ اہداف میں اضافے کے باوجود پیش کردہ رقوم بہت کم تھیں۔ تیسری سہ ماہی میں ٹی بلز کی قبولیت منہا عرصیت میں 730.6 ارب روپے تھی جبکہ دوسری سہ ماہی میں 98.2 ارب روپے رہی تھی۔ دوسری طرف بینکوں کی پی آئی بی کی تحویل جو دوسری سہ ماہی میں 744.3 ارب روپے تھی تیسری سہ ماہی میں گئی سے بھی بڑھ کر 15 کھرب روپے ہو گئی (شکل 4.7)۔



مزید یہ کہ م س 14ء کی تیسری سہ ماہی میں 1.5 ارب ڈالر گرانٹ نے مرکزی بینک پر مالکاری دباؤ کم کر دیا۔ اس گرانٹ اور پی آئی بی سے آنے والی رقم نے تیسری سہ ماہی کے دوران مرکزی بینک کو قرض کی واپسی میں اہم کردار ادا کیا۔

تیسری سہ ماہی میں قومی بچت

اسکیموں کی بحالی

جولائی تا مارچ م س 14ء میں گذشتہ برس کے اسی عرصے کی نسبت قومی بچت اسکیموں میں خالص وصولیاں 50.9 فیصد کم ہو گئیں۔ اس سے تیسری سہ ماہی میں ہونے والی بحالی کا اندازہ نہیں ہوتا جو اکتوبر 2013ء اور جنوری 2014ء میں شرح منافع بڑھائے جانے کے بعد ہوئی (شکل 4.8)۔ تاہم قومی بچت اسکیموں پر منافع میں اضافے کا اثر، جس کی بنا پر مجموعی رقم بہت بڑھ گئی، بھاری حجم بھنائے جانے کے باعث، زائل ہو گیا۔ اتنی زیادہ رقم بھنائے جانے کا سبب غالباً انکم سپورٹ لیوی تھی جس کا اعلان م س 14ء کے بجٹ میں کیا گیا جس نے لوگوں کی حوصلہ شکنی کی کہ وہ اپنی بچت قومی بچت اسکیموں میں رکھیں اور دوسرا سبب بعض بچت اسکیموں میں منافع پر وڈ ہولڈنگ ٹیکس کی کم از کم حد ختم کیا جانا تھا۔^{30, 31}

4.6 سرکاری بیرونی قرضہ

جولائی تا مارچ م س 14ء میں پاکستان کے سرکاری بیرونی قرضہ و واجبات کا اسٹاک 0.6 ارب ڈالر بڑھ گیا جبکہ پچھلے سال اسی عرصے کے دوران 4.5 ارب ڈالر کی ہوئی تھی (جدول 4.9)۔ اگرچہ اس مدت میں اصل رقم کی ادائیگیاں 25.3 فیصد بڑھیں تاہم ای ایف ایف کے تحت آئی ایم ایف سے آنے

30 ایس آر او نمبر 904(I)/2013 حکومت نے منظور شدہ اثاثوں پر م س 14ء کے بجٹ میں 0.5 فیصد انکم سپورٹ لیوی عائد کی ہے۔ تاہم قانونی مسائل کی بنا پر اس لیوی کی وصولی روک دی گئی۔
31 ڈیفنس سیکورٹیز ٹیکس، انٹرنیشنل سیکورٹیز ٹیکس، سیکورٹیز اکاؤنٹ یا پوسٹ آفس سیکورٹیز اکاؤنٹ یا فرم ٹرانس سیکورٹیز سرٹیفیکٹ میں 150000 روپے کی زیادہ سے زیادہ سرمایہ کاری پر وڈ ہولڈنگ ٹیکس سے استثنائی سہولت م س 14ء کے بجٹ میں ختم کر دی گئی۔

جدول 4.9: سرکاری بیرونی قرضہ و واجبات						
ارب ڈالر						
بہاؤ			اسٹاک			
م 14ء			جولائی تا مارچ			
تیسری سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	پہلی سہ ماہی	م 14ء	م 13ء	مارچ 14ء	جون 13ء
0.7	-0.7	0.6	0.6	-4.5	51.5	51.0
0.6	-0.2	0.6	1.0	-2.4	44.5	43.5
0.0	-0.6	-0.2	-0.8	-2.0	3.6	4.4
0.0	0.0	0.3	0.3	0.0	3.4	3.1
ماخذ: بینک دولت پاکستان						

جدول 4.10: بیرونی قرضوں کی آمد (جولائی تا مارچ)				
ملین ڈالر				
م 14ء		م 13ء		
حقیقی	بجٹ تخمینے	حقیقی	بجٹ تخمینے 1	
464.9	1,816.9	761.9	963.4	الف۔ دوطرفہ
				جس میں
303.9	1,365.5	413.1	451.7	چین
78.4	284.5	210.8	422.4	جاپان
52.8	12.8	31.5	20.3	سعودی عرب
1,102.1	2,779.3	912.5	1,810.7	ب۔ کثیر فریقی
				جس میں
325.0	991.7	277.1	450.9	اے ڈی بی
84.8	126.8	40.2	33.8	آئی بی آر ڈی
237.9	951.6	271.7	695.5	آئی ڈی اے
408.8	680.6	315.2	592.5	آئی ڈی بی
6.3	19.2	2.1	22.0	آئی ایف اے ڈی
17.6	9.4	6.3	16.1	اوپیک
322.5			--	ج۔ کمرشل بینک
1,889.5	5,096.2	1,674.5	3,274.2	مجموعی 2 (الف+ب+ج)
1: پورے مالی سال کے بجٹ تخمینے 2: م 13ء اور م 14ء کے بجٹ تخمینوں کے مجموعوں میں یورو بانڈ کے 500 ملین ڈالر شامل ہیں۔				
ماخذ: اقتصادی امور ڈویژن آئیٹیس رپورٹس				

والے 1.7 ارب ڈالر اور بین الاقوامی مالی اداروں سے قرض کی وصولی میں اضافے کے باعث قرضے کے اسٹاک میں اضافہ ہی ہوا۔³² مزید یہ کہ اس مدت کے دوران اہم کرنسیوں کے مقابلے میں امریکی ڈالر کی قیمت کم ہونے کی وجہ سے پاکستان کو 173 ملین ڈالر کا نو قدر پیمائی (revaluation) کا نقصان بھی ہوا۔ مستقبل میں یورو بانڈ اور بین الاقوامی مالی اداروں سے پروگرام قرضوں کے باعث بیرونی قرض و واجبات کے اسٹاک میں خاصے اضافے کا امکان ہے۔

تقسیم

بیرونی قرض خواہوں سے آنے والی رقم میں جولائی تا مارچ م 14ء کے دوران گزشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں 12.8 فیصد اضافہ درج کیا گیا (جدول 4.10)۔ یہ اضافہ مالی سال کے آغاز سے قبل ہونے والے ملاکاری معاہدوں کی وجہ سے ہوا۔³³ تاہم بین الاقوامی قرض دہندگان کی جانب سے نئے وعدوں کے باعث بھی م 14ء کی پہلی ششماہی میں گزشتہ برس

کے اسی عرصے کی نسبت نمایاں اضافہ ہوا۔³⁴ اپریل اور مئی 2014ء کے دوران پاکستان کو یورو بانڈ اور نئے انتظامات کے تحت دیگر بین الاقوامی مالی

32 جولائی تا مارچ م 14ء میں آئی ایم ایف کو اصل زر کی واپسی 2.5 ارب ڈالر تھی جبکہ پچھلے سال کی اسی مدت میں 2 ارب ڈالر رہی تھی۔

33 جولائی تا مارچ م 14ء میں ہونے والی مجموعی تقسیم میں سے اس سال کیے گئے نئے وعدوں کی رقم اس مدت میں 237 ملین ڈالر تھیں۔

34 م 14ء کی پہلی ششماہی کے دوران بیرونی قرض دہندگان نے 2081.7 ملین ڈالر کے نئے وعدے کیے جبکہ گزشتہ سال اسی مدت میں 864.9 ملین ڈالر کے وعدے کیے گئے تھے۔

جدول 4.11: اپریل تک 14 مئی خزانہ دہست			
ملین ڈالر			
ماخذ	رقم	میعاد	شرائط
الف۔ بانڈ			
یورہ بانڈ	1,000	5 سال	مارکیٹ
یورہ بانڈ	1,000	10 سال	مارکیٹ
ب۔ آئی ڈی اے			
شعبہ بجلی کی ترقی کی پالیسی کا قرضہ	600	25 سال	نرم
مالیاتی طور پر پائیدار شمولیتی نمو	400	25 سال	نرم
ج۔ اے ڈی بی			
پائیدار شعبہ بجلی کی اصلاحات کا منصوبہ	400	25 سال	نرم
مجموعی (الف + ب + ج)	3,400		
ماخذ: معاشی امور ڈویژن			

اداروں سے 3.4 ارب ڈالر مل چکے ہیں (جدول 4.11)۔ خاص طور پر آئی ڈی اے نے مئی 2014ء میں ایک ارب ڈالر کے دو قرضے دیے ہیں جبکہ اے ڈی بی نے اپریل 2014ء میں 40 کروڑ ڈالر دیے ہیں جیسا کہ ذیل میں بحث کی گئی ہے: ³⁵

• آئی ڈی اے سے شعبہ بجلی کی ترقی کے قرضے کا مقصد ملک میں مؤثر اور صارف گیر بجلی کا نظام تیار کرنا ہے۔ یہ قرضہ زر اعانت کم کرنے اور نرخوں کو درست کرنے، شعبے کی کارکردگی بہتر بنانے اور زیادہ محاسبہ اور شفافیت کو یقینی بنانے کے لیے دیا گیا ہے۔

• معاشی اصلاحات کا قرض (مالیاتی طور پر پائیدار اور شمولیتی نمو) جو آئی ڈی اے سے لیا گیا ہے معاشی نمو میں بہتر لانے، مالیاتی استحکام کو یقینی بنانے اور سرمایہ کاری بڑھانے سے متعلق حکومتی اصلاحات میں مدد دینے کے لیے دیا گیا ہے۔

• اے ڈی بی سے ملنے والے شعبہ بجلی کی پائیدار اصلاح کے قرض کا مقصد قومی بجلی پالیسی 2013ء میں اعانت فراہم کرنا ہے۔ ³⁶

یورو بانڈ کا اجرا

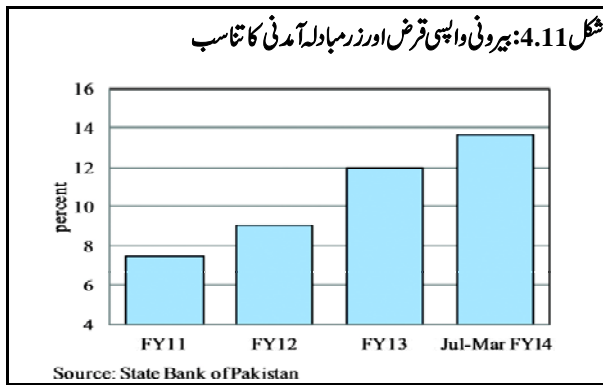
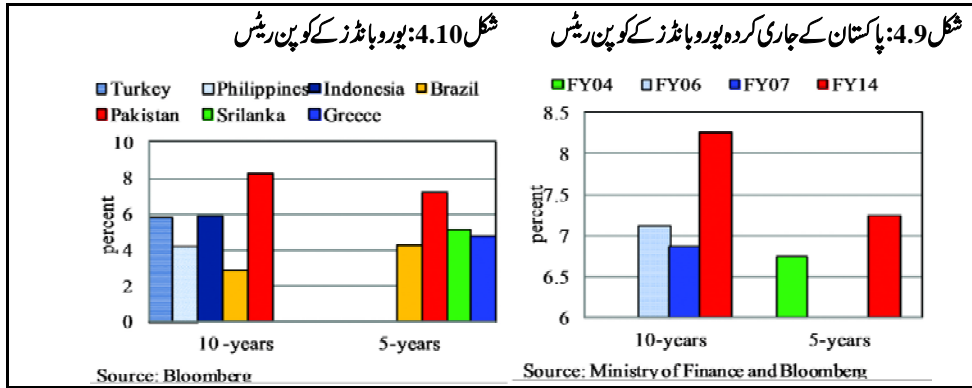
سات سال کے وقفے کے بعد پاکستان نے اپریل 2014ء میں بین الاقوامی بازار سرمایہ میں داخل ہو کر ایک ایک ارب ڈالر کی دو جرائیوں کے ذریعے 2 ارب ڈالر اکٹھا کیے جو 5 اور 10 سالہ عرصیت کی تھیں۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کو بین الاقوامی سرمایہ کاروں سے 7 ارب ڈالر کی بولیوں موصول ہوئیں جبکہ اصل ہدف 0.5 ارب ڈالر تھا۔ بین الاقوامی بازار سے اس بھرپور جواب کا سبب فنڈنگ کی دستیابی اور حکومت کی جانب سے بلند منافع کی پیشکش تھی۔

2014ء میں کئی دیگر ممالک کی جانب سے جاری کردہ اسی طرح کے دیگر بانڈز کے مقابلے میں زیادہ شرحیں ³⁷ پاکستان کو دی گئی پست کریڈٹ درجہ بندیوں سے منسوب کی جاسکتی ہیں (اشکال 4.9 اور 4.10)۔ اس کا سبب بیرونی اور مالیاتی امکانات اور افغانستان میں جنگ کی بنا پر سلامتی کے

³⁵ پاکستان نے مئی 15ء 19ء کے لیے عالمی بینک کے ساتھ 11 ارب ڈالر کی کٹری پائڈز شپ اسٹریٹیجی پر بھی دستخط کیے۔ اس حکمت عملی کا مقصد تخفیف غربت اور مشیز کہ خوشحالی کے منسلک اہداف کا حصول ہے۔ دور رس اصلاحات کے شعبے توانائی، معیشت، انتہا پسندی اور تعلیم ہیں۔

³⁶ سماجی تحفظ کی ترقی کے منصوبے کے لیے اے ڈی بی کے 438 ملین ڈالر کا قرضہ پائپ لائن میں ہے۔ اس پروگرام کا مقصد نقد قوم کی منتقلی میں اضافہ کر کے بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کو بڑھاوا دینا ہے۔ یہ قرضہ مئی 15ء میں ملنے کی توقع ہے۔

³⁷ ترکی، انڈونیشیا، فلپائن اور ویت نام نے جنوری 2014ء میں 10 سالہ یورو بانڈ جاری کیے جبکہ برازیل نے اپریل 2014ء میں اسی میعاد کے بانڈ جاری کیے۔ اسی طرح برازیل اور سری لنکا نے نومبر 2013ء اور اپریل 2014ء میں 5 سالہ یورو بانڈ جاری کیے۔



خطرات کی بنا پر ہے۔³⁸ ان دو اہرائیوں پر سودی ادائیگیاں پاکستان کی واپسی قرض کی رقم میں 15 سے 155 ملین ڈالر کا اضافہ کر دیں گی۔ یہ واضح رہے کہ بیرونی قرض گیری تک رسائی میں اضافے سے نجی شعبے کے قرضے کی توسیع کے لیے زیادہ گنجائش پیدا ہوتی ہے۔

بیرونی قرضہ پائیداری

کسی ملک کی بیرونی قرضہ پائیداری قرض کی ری

شیدولنگ کے بغیر بیرونی واجبات ادا کرنے کی اہلیت کے لحاظ سے جانچی جاتی ہے۔³⁹ مزید یہ کہ آئی ایم ایف نے یہ تعین کیا ہے کہ بلند گرانی اور نابدہنگی کی تاریخ کی حامل ابھرتی ہوئی معیشتوں میں اصلاح قرض (debt correction) کے بیشتر واقعات اس وقت ہوئے ہیں جب بیرونی قرض اور جی ڈی پی کا تناسب 35 فیصد سے زیادہ تھا۔⁴⁰ پاکستان کا بیرونی قرضہ جی ڈی پی کی فیصد شرح کے لحاظ سے 12 میں 29.1 فیصد سے گھٹ کر 13 میں 25.3 فیصد ہو گیا۔ بین الاقوامی مالی اداروں سے آنے والی رقوم اور یورو بانڈ کے اجراء کے باعث کی کا یہ رجحان 14 میں معکوس ہو جانے کی توقع ہے۔ مزید برآں، پچھلے چند برسوں سے پاکستان کی قرض واپس کرنے کی صلاحیت زوال پذیر ہے (شکل 4.11)۔ یہ دباؤ اس وقت بڑھ سکتا ہے جب 2001ء کے آخر میں طے پانے والی رعایتی مدت ختم ہونے کے بعد پیرس کلب کے ری شیڈول کیے ہوئے قرضے کی واپسی شروع ہوگی۔⁴¹ اس پس منظر میں، جب تک ملک کی زرمبادلہ کی آمدنی (برآمدات اور ترسیلات زر) خاصی بہتر نہیں ہوتی تب تک حکومت کو بین الاقوامی بازار سرمایہ سے رقوم حاصل کرنے میں محتاط رہنا چاہیے۔

38 ایس اینڈ پی نے پاکستان کو ای اے او (Caa1) کا درجہ دیا جبکہ ویت نام کو بی 2 (B2) اور فلپائن اور انڈونیشیا کو بی اے 3 (Baa3) کے درجے دیے گئے۔

39 ایکویزیماز (2007ء)، ابھرتی منڈیوں میں قرضہ پائیداری: ایک تنقیدی جانچ، ڈیساورنگ پیپر، 61، یو این سی ٹی اے ڈی۔

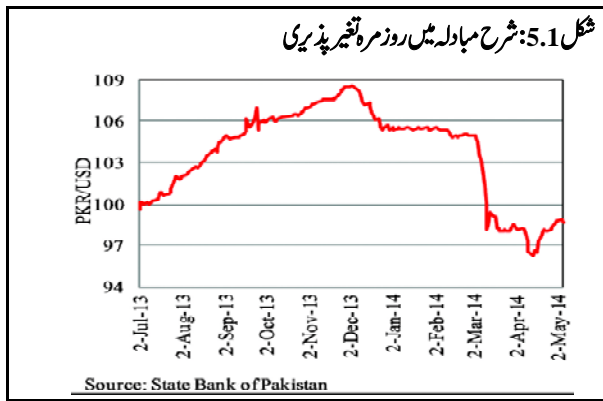
40 آئی ایم ایف (2003ء)، پائیداری کے تجربے - اطلاق اور طریقہ کار کی بہتری کا جائزہ، شعبہ تشکیل پالیسی اور نظر ثانی کا مطالعہ، جون 2003ء،

<http://www.imf.org/external/np/pdr/sustain/2003/061003.htm>

41 آفیشیل ڈیولپمنٹ اسسٹنس (8.8 رب ڈالر) کے تحت پیرس کلب کے ری شیڈول کیے گئے قرضے کی ادائیگی 17ء سے شروع ہوگی۔

5 بیرونی شعبہ

5.1 عمومی جائزہ



مالی سال 14ء کی تیسری سہ ماہی میں پاکستان کے بیرونی کھاتے میں تیزی سے بہتری دیکھی گئی: زیر مبادلہ کے ملکی ذخائر میں 1.8 ارب ڈالر کا اضافہ ہوا جبکہ آخر مارچ 2014ء تک پاکستانی روپے کی قدر 6.9 فیصد تک بڑھ گئی جس سے یہ 98.53 روپیہ فی امریکی ڈالر کی سطح پر آ گیا جو کہ جون 2013ء کی سطح کے قریب ہے (شکل 5.1)۔ بیرونی شعبے میں کچھ بہتری کی توقع کی جا رہی تھی (تھری جی رفر جی نیلامی سے آمدنی، سرکاری حصص کی جزوی فروخت

اور عالمی مالی اداروں سے امداد) تاہم سہ ماہی کے دوران بیرونی امکانات میں خاصی بہتری حیران کن تھی۔ خصوصاً ایک دوست ملک سے 1.5 ارب ڈالر کی گرانٹ ملنے سے پاکستانی روپے کی مساوات میں تیزی سے بہتری آ گئی تھی۔ مزید برآں، دوطرفہ اضافی رقوم کی آمد کے متعلق بازار کی توقعات کے باعث بازار مبادلہ میں فروخت کا رجحان شدت اختیار کر گیا تھا۔¹ دیگر کم اہم عوامل سے بھی بازار مبادلہ پر دباؤ کم کرنے میں مدد ملی جن میں سہ ماہی کے دوران جاری کھاتے کے خسارے میں کٹوتی (جدول 5.1)، حکومت کی جانب سے لیے گئے کمزور قرضے، سونے کی درآمد پر پابندی اور تیل کی درآمدات کے لیے عرصیت مکمل کرنے والے زیر مبادلہ قرضوں کا اجراء شامل ہیں (سیکشن 5.5)۔

اپریل 2014ء میں بازار کے احساسات میں اس وقت مزید بہتری آئی جب پاکستان 7 برسوں کے وقفے سے سرمائے کی عالمی منڈی میں دوبارہ داخل ہوا۔ حکومت 5 اور 10 سالہ عرصیت کے یوربائڈز کے اجراء کے ذریعے 2 ارب ڈالر جمع کرنے میں کامیاب رہی۔² جب اس خبر کا اعلان ہوا تو 14 اپریل 2014ء میں شرح مبادلہ 96.21 روپے فی امریکی ڈالر ہو گئی تھی (شکل 5.1)۔³ دو ہفتوں بعد حکومت نے کامیابی سے تھری جی رفر جی

¹ یہ بات قابل ذکر ہے کہ چونکہ یہ دوطرفہ سرکاری رقم تھی اس لیے یہ اسٹیٹ بینک کے زیر مبادلہ ذخائر میں آئی اور اس نے بین الینک بازار پر اثر نہیں ڈالا۔ شرح مبادلہ پر اس کے اثر ڈالنے کی بنیادی وجہ اسٹیٹ بینک کی مداخلت نہیں بلکہ اضافی رقوم آنے پر منڈی میں ہونے والی سٹ بازی تھی۔ درحقیقت اسٹیٹ بینک نے مارچ 2014ء میں پاکستانی روپے کی قدر میں مزید اضافے کو روکنے اور زیر مبادلہ کے ذخائر بڑھانے کے لیے بین الینک سے زیر مبادلہ کی بھاری خریداری کی تھی (سیکشن 5.5)۔

² حکومت کو 10.5 ارب ڈالر بده کے مقابلے میں 17 ارب ڈالر کی بولیاں موصول ہوئیں۔

³ 8 اپریل (اعلان کی تاریخ) سے 15 اپریل (اجراء کی تاریخ) تک روپے کی قدر 2 فیصد بڑھی۔

جدول 5.1: بیرونی شعبے کے اہم اظہارِ یہ				
ملین امریکی ڈالر				
تیسری سہ ماہی		جولائی تا مارچ		
م 13ء	م 14ء	م 13ء	م 14ء	
-1,609	1,761	-3,041	-945	زرمبادلہ کے ملکی ذخائر (تبدیلی)
-1,861	1,885	-3,677	-644	اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ ذخائر میں 516 ملین ڈالر کا اضافہ ہو گیا۔ ان وصولیوں (غیر متوقع دوطرفہ رقوم کی آمد، یورو بانڈز کا اجرا اور قہری جی رفرجی کی نیلامی) کے ساتھ ساتھ عالمی بینک اور ایشیائی ترقیاتی بینک دونوں سے بھاری رقوم بھی موصول ہو گئیں (سیکشن 5.4)۔ 4 آخر 2001ء سے پاکستان کے بیرونی شعبے میں اتنی مثبت پیش رفت اور تبدیلیاں دیکھنے میں نہیں آئیں۔ اس لیے یہ امر حیران کن نہیں ہے کہ معاشی امکانات کے متعلق احساسات میں خاصی بہتری آچکی ہے۔
94	1,561	192	1,726	جاری کھاتے کا توازن
62	250	631	670	خالص سرمایہ جاتی بہاؤ*
-252	172	-395	-212	پاکستان میں خالص بیرونی براہ راست سرمایہ کاری
				زرمبادلہ قرضے اور واجبات
* اس میں ایک دوست ملک سے ملنے والی گرانٹ شامل ہے۔				
ماخذ: بینک دولت پاکستان				

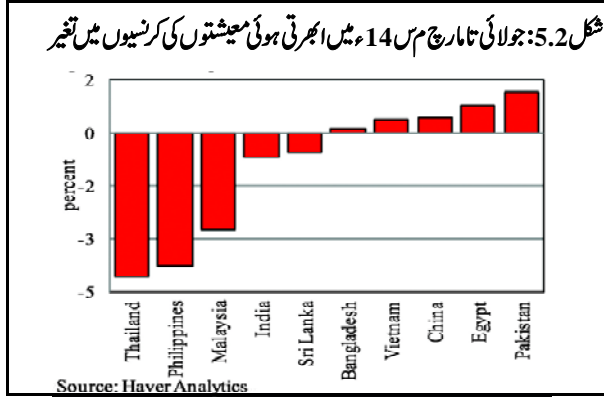
جدول 5.2: جاری کھاتے کے اجزاء ترکیبی				
ملین امریکی ڈالر				
تیسری سہ ماہی		جولائی تا مارچ		
م 13ء	م 14ء	م 13ء	م 14ء	
-1,172	-350	-1,255	-2,107	جاری کھاتے کا توازن
-3,679	-3,661	-11,585	-12,027	I- تجارتی توازن
6,192	6,372	18,346	18,904	برآمدات
9,871	10,033	29,931	30,931	درآمدات
-735	-532	-782	-2,019	II- خدمات کا توازن
0	353	1,806	675	او/ڈبلیو ٹیوشن سپورٹ فنڈ
-847	-848	-2,559	-2,844	III- بنیادی آمدنی*
679	683	1,902	2,121	او/ڈبلیو بیرونی براہ راست سرمایہ کاری**
4,089	4,691	13,671	14,783	IV- ثانوی آمدنی***
3,237	3,793	10,354	11,583	او/ڈبلیو ملکی ترسیلات زر
* اس میں منافع منقسمہ، مارک اپ، نو سرمایہ کاری آمدنی، منافع کی منتقلی وغیرہ جیسی وصولیاں اور ادائیگیاں شامل ہیں۔				
** بیرونی سرمایہ کاروں کی جانب سے منافع اور منافع منقسمہ کی منتقلی۔				
*** بشمول تمام جاری انتقالات				
ماخذ: بینک دولت پاکستان				

ترسیلات زر میں اضافہ اور اتحادی سپورٹ فنڈ (سی ایس ایف) کی وصولیاں ہیں (سیکشن 5.2)۔⁶ جیسا کہ جدول 5.2 میں دکھایا گیا ہے، تیسری سہ

4 مئی 2014ء میں پاکستان کو اتحادی سپورٹ فنڈ کے 375 ملین ڈالر بھی موصول ہوئے۔

5 تجارتی خسارہ م 14ء کی تیسری سہ ماہی میں 3.7 ارب ڈالر، جبکہ جولائی تا مارچ م 14ء کے دوران 12 ارب ڈالر ہے۔

6 پاکستان کو اتحادی سپورٹ فنڈ کے 353 ملین ڈالر فروری 2014ء میں موصول ہوئے۔ م 14ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران مجموعی طور پر 3.8 ارب ڈالر کی ترسیلات ملک میں آئیں جو گذشتہ برس کی اسی مدت سے 17.2 فیصد زائد ہیں۔



ماہی کے دوران تجارتی اور بنیادی آمدنی کھاتے کے خساروں میں کوئی تبدیلی نہیں آئی اور یہ گزشتہ برس کی اسی مدت کی سطح پر ہیں۔

جہاں تک سرمایہ اور مالی رقوم کی آمد کا تعلق ہے، یہ جاری کھاتے کے خسارے کی مالکاری کے لیے کافی تھیں۔ گرانٹ کے علاوہ پاکستان مالی سال 14ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران 250 ملین ڈالر کی براہ راست بیرونی سرمایہ کاری اور 172 ملین ڈالر کے قرضے حاصل کرنے میں کامیاب رہا جس سے

جاری کھاتے میں 350 ملین ڈالر کا خسارہ با آسانی پورا ہو گیا۔ مزید برآں، سہ ماہی کے دوران آئی ایم ایف کو قرضوں کی واپسی میں بھی زیادہ مشکلات پیش نہیں آئیں کیونکہ ای ایف ایف پروگرام کے تحت نئے قرضے موصول ہو گئے تھے۔

ہمیں توقع ہے کہ مالی سال 14ء کے پورے سال کا جاری کھاتے کا خسارہ 2 سے 2.5 ارب ڈالر کے درمیان رہے گا (تقریباً جی ڈی پی کا ایک فیصد)۔ تاہم بعض خطرات برقرار ہیں جیسے چینی معیشت کی ممکنہ سست روی اور یہ کہ پاکستانی روپے کی قدر میں ہونے والا اضافہ آئندہ مہینوں میں کس طرح پاکستان کے تجارتی توازن کو متاثر کر سکتا ہے۔ جیسا کہ شکل 5.2 میں دکھایا گیا ہے، دیگر ابھرتی ہوئی معیشتوں کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر میں زیادہ اضافہ ہوا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مسابقت کے اس نقصان کے ایک حصے کی تلافی سستے درآمدی خام مال کی دستیابی سے ہو سکتی ہے، جس پر بیشتر پاکستانی برآمد کنندگان انحصار کرتے ہیں۔

جہاں تک ترسیلات زر کا تعلق ہے ہمیں توقع ہے کہ پاکستانی روپے کی قدر میں اضافے کے ملے جلے اثرات مرتب ہوں گے۔ اس کا مثبت اثر بیرون ملک مقیم پاکستانیوں پر مرتب ہوگا جو پاکستانی روپے کی قدر میں اضافے کی تلافی کے لیے ملک میں مزید زرمبادلہ بھجوائیں گے (فوری صرف کے لیے) جبکہ ایک منفی اثر ایسے عناصر کا ہو سکتا ہے جو زیادہ کمائی (مثلاً سرمایہ کاری کے لیے) کی خاطر پاکستانی روپے کی قدر کرنے کا انتظار کریں گے۔⁷

ہماری رائے میں زرمبادلہ رقوم کی یکبارگی آمد (دو طرفہ گرانٹس اور تھری جی رفریجی نیلامی) اور نئے قرضوں کا حصول بیرونی شعبے میں بحران جیسی صورت حال سے بچنے کے لیے ضروری تھا تاہم اصل چیلنج کفایت سرمایہ کا تسلسل برقرار رکھنے کے لیے مبادیات میں بہتری لانا اور اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ وسط تا طویل مدت کے دوران شرح مبادلہ میں استحکام برقرار رہے۔ ان ساختی کمزوریوں کو دور کیے بغیر ایسا کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے، جو پاکستان کے تجارتی خسارے کو انتہائی بلند سطح پر رکھنے کا باعث ہیں۔ ایک اضافی چیلنج ملک میں بیرونی قرضوں کی واپسی کی صلاحیت بڑھانا ہے تا کہ جب نئے لیے گئے قرضے واجب الادا ہو جائیں تو ادائیگیوں کے دباؤ سے بچا جاسکے۔

⁷ مارکیٹ کے تجزیہ کاروں کے مطابق یہی مؤخر الذکر سوچ اپریل 2014ء میں ترسیلات زر میں ہونے والی ماہ بامہ کی ممکنہ وجہ ہو سکتی ہے۔ تاہم ہمارے خیال میں روپے کی قدر بڑھنے کے ترسیلات زر پر اثرات کا حتمی تجزیہ کرنا فی الحال قبل از وقت ہوگا۔

5.2 جاری کھاتہ

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، جولائی تا مارچ مالی سال 14ء میں گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں جاری کھاتے کا خسارہ زیادہ تھا (جدول 5.2)۔ تاہم مالی سال 14ء کی تیسری سہ ماہی میں خسارہ مالی سال 13ء کی تیسری سہ ماہی میں ہونے والے خسارے کا ایک تہائی تھا، جس میں بہتری سہ ماہی کے دوران ملکی ترسیلات زر میں اضافے اور اتحادی سپورٹ فنڈ کی رقم ملنے سے آئی تھی۔

ملکی ترسیلات زر

مالی سال 14ء کی تیسری سہ ماہی میں اضافی 3.8 ارب ڈالر ملنے سے ملکی ترسیلات زر کی مجموعی نمو جولائی تا مارچ مالی سال 13ء کے 6.3 فیصد سے تقریباً دو گنی ہو کر جولائی تا مارچ مالی سال 14ء میں 11.9 فیصد تک پہنچ گئی۔ 2013ء میں دیگر ترقی پذیر ملکوں کی ترسیلات زر میں 3.3 فیصد (اوسطاً) نمو ہوئی اور 2014ء میں 7.8 فیصد نمو متوقع تھی، اس لحاظ سے پاکستان کی کارکردگی متاثر کن رہی۔⁸ اگر ترسیلات زر آخری سہ ماہی میں اسی رفتار سے بڑھتی رہیں تو امکان ہے کہ 15.1 ارب ڈالر کا سالانہ ہدف حاصل کر لیا جائے گا۔

ملکی ترسیلات زر میں نمو کی بنیادی وجوہات میں بیرون ملک کام کرنے والے پاکستانیوں کی تعداد میں اضافہ اور کالا دھن سفید کرنے کے خلاف قوانین پر سختی سے عملدرآمد شامل ہیں۔ جولائی تا فروری مالی سال 14ء میں 406 ہزار مزید پاکستانیوں نے روزگار کے لیے بیرون ملک کارخ کیا۔⁹ ان میں سے نصف سے زائد کارکنوں نے متحدہ عرب امارات جانے کو ترجیح دی۔

امارات میں اقتصادی سرگرمیاں بڑھنے کے علاوہ متحدہ عرب امارات کو دیگر جی سی سی ملکوں کے مقابلے میں ترجیح دی جاتی ہے۔ مثلاً، عمان نے اکتوبر 2013ء سے صفائی اور تعمیرات کے شعبوں میں بیرونی بھرتیوں پر پابندی عائد کر دی تھی جبکہ غیر قانونی کارکنوں کے خلاف کارروائی بھی کی گئی۔ اسی طرح، سیاسی غیر یقینی کیفیت اور سلامتی کے خدشات کے باعث پاکستانی کارکنوں کے لیے بحرین بھی زیادہ پرکشش نہیں رہا۔ سخت ویزا پالیسی کے نفاذ کے ذریعے کویت پاکستانی کارکنوں کی حوصلہ شکنی کر رہا ہے جبکہ سعودی عرب مقامی افرادی قوت کے متعلق پالیسی کا نفاذ کر رہا ہے۔

گذشتہ برس تک سعودی عرب پاکستانی افرادی قوت کو جذب کرنے والا سب سے بڑا ملک تھا تاہم مقامی افراد کو ترجیح دینے کی پالیسی کے باعث جولائی تا فروری مالی سال 14ء کے دوران وہاں پاکستانی کارکنوں کی تعداد میں تیزی سے کمی آئی ہے (جدول 5.3)۔ اس سے قطع نظر، یہ امر حیران کن ہے کہ جولائی تا مارچ مالی سال 14ء کے دوران ترسیلات زر میں ہونے والی نمو کا بڑا حصہ سعودی عرب سے موصول ہوا (جدول 5.4)۔ اس کا سبب نئے لیبر قوانین کے مطابق پاکستانیوں کی ریگولائزیشن اور دستاویزیت ہے جس سے یہ کارکن اپنے خاندانوں کو قوم بھیجنے کے لیے بیکاری ذرائع استعمال کرنے پر مجبور ہو گئے۔¹¹ مزید برآں، ترسیلات زر کی بلند سطح سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ قوم ڈی پورٹ کیے جانے والے یا اس مرحلے سے گزرنے والے پاکستانیوں نے بھیجی ہوں گی۔¹²

8 ماخذ: ہجرت اور ترسیلات زر اور امکانات: عالمی بینک اپریل 2014ء۔

9 یہ اعداد و شمار بیورو آف امیگریشن اینڈ اورینٹل ایسٹس (نی ای او ای)، حکومت پاکستان سے لیے گئے ہیں۔ یہ تعداد صرف ان تارکین وطن کی ہے جن کا اس بیورو میں اندراج ہے۔

10 ممکن ہے کہ اس عرصے کے دوران کچھ پاکستانی وطن واپس آئے ہوں، لیکن ان کی تعداد قابل ذکر نہیں ہے۔

11 تازہ ترین تخمینوں کے مطابق نئے ضوابط کے تحت تقریباً ساڑھے نو لاکھ پاکستانیوں نے اپنے قیام کو باضابطہ بنالیا۔ نیز، اس مہم کے دوران تقریباً دو ہزار غیر قانونی کارکنوں نے بھی اپنا اندراج کرا لیا۔

12 سعودی عرب میں پاکستانی سفارتخانے کے مطابق اپریل 2013ء سے اب تک 59 ہزار پاکستانی کارکن سعودی عرب چھوڑ چکے ہیں۔

جدول 5.3: جولائی تا فروری روزگار کے لیے بیرون ملک جانے والے پاکستانیوں کی تعداد					
نمو	فیصد حصہ			تعداد	
	میں 14ء	میں 13ء	میں 14ء	میں 13ء	
متحدہ عرب امارات	62.3	52.0	211,063	130,058	
بحرین	-14.8	1.4	5,570	6,534	
عراق		0.3	1,100	97	
لیبیا	-2.4	0.7	2,782	2,851	
عمان	-31.5	7.1	28,907	42,204	
قطر	26.7	1.4	5,585	4,407	
سعودی عرب	-41.1	35.4	143,616	243,805	
برطانیہ*	17.5	0.0	121	103	
امریکہ	112.0	0.1	212	100	
دیگر	52.2	1.8	7,196	4,728	
کل	-6.6	100.0	406,152	434,887	

* امریکہ اور برطانیہ کو جانے والی کارکنوں کی تعداد کو غامض سمجھا گیا ہے کیونکہ یہ ڈیٹا صرف ان پاکستانیوں کی ہجرت کو ظاہر کرتا ہے جو بیورو آف ایگریکیشن اینڈ اوور سیز ایمپلائمنٹ (بی ای او ای) کے پاس رجسٹرڈ ہوں اور جن کی غالب اکثریت کی بھرتی لائسنس یافتہ اوور سیز ایمپلائمنٹ پروموترز (او ای پیز) کہلائے جانے والی ریکروٹنگ ایجنسیوں کے ذریعے کی جاتی ہے۔ مشرق وسطیٰ کے معاملے میں او ای پیز کا کردار انتہائی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ او ای پیز کو بیرونی آجریں بھی بطور پرملازمت کے تقاضوں اور قواعد و ضوابط کے متعلق رہی خطوط کے ذریعے آگاہ کرتے ہیں۔ ان میں سے بیشتر مزدوری کے کام ہیں۔ اس کے برعکس جن کارکنوں کو بیرونی فرمز براہ راست (اپنے طور پر) بھرتی کرتی ہیں وہ خود کو بی ای او ای میں رجسٹرڈ نہیں کراتے اور امریکہ اور یورپ میں یہ طریقہ کار عام ہے۔

ماخذ: بیورو آف ایگریکیشن اینڈ اوور سیز ایمپلائمنٹ

متحدہ عرب امارات خصوصاً دبئی سے بھی ترسیلات زر مضبوط رہیں۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، متحدہ عرب امارات ہر قسم کے پاکستانی کارکنوں کے لیے ایک پرکشش مقام ہے۔ امریکہ اور برطانیہ سے ترسیلات زر بھی ان ممالک میں معاشی بحالی کے ساتھ بڑھ گئی ہیں۔¹³

ان عوامل کے علاوہ ہنڈی کے عالمی نیٹ ورک کی سخت نگرانی اور کرشٹل بینکوں کی جانب سے ترسیلات زر مصنوعات کی جارحانہ بازار کاری کے نتیجے میں رسی ذرائع سے ترسیلات زر کے حصول میں مدد ملی۔ چھوٹے حجم کے بینک، خرد مالکاری ادارے اور اسلامی بینک بھی ترسیلات زر کے کاروبار سے وابستہ ہو رہے ہیں اور ویسٹرن یونین جیسے زر منتقل کرنے والے عالمی اداروں نے بینکوں کو براہ راست منتقلی (direct-to-bank) میں شرکت شروع کر دی ہے۔¹⁴ مزید برآں، حکومت نے

جولائی تا اپریل مالی سال 14ء کے دوران 10.5 ارب روپے کے واجبات ادا کر دیے ہیں جو بطور ریپیٹ بینکوں کو واجب الادا تھے۔¹⁵

5.3 سرمایہ کھاتہ

جولائی تا مارچ مالی سال 14ء میں سرمایہ کھاتے میں 1.7 ارب ڈالر کا فاضل رہا جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں صرف 0.2 ارب ڈالر کا فاضل رہا تھا۔ اس غیر معمولی پیش رفت کا سبب دوست ملک سے فروری اور مارچ کے دوران دو مساوی اقساط میں 1.5 ارب ڈالر کی سرمایہ گرانٹ کی وصولی ہے۔¹⁷ کسی ملک کے ادائیگیوں کے توازن کی پوزیشن کو پیش کرنے کے تازہ ترین رواج کے مطابق کبھی کبھار قوم کی آمد کو سرمایہ کھاتے میں

13 منقولی شواہد کے مطابق ان ملکوں میں بھی پاکستانی کارکنوں کی تعداد بڑھی ہے تاہم قابل اعتبار اعداد و شمار دستیاب نہیں ہیں۔

14 براہ راست بینک میں منتقلی (Direct-to-bank transfer) ایسی سہولت ہے جس کے تحت ترسیل کنندہ پاکستان میں اپنے مقررہ بینک کھاتے میں رقم براہ راست منتقل کر سکتا ہے۔

15 ترسیلات اکٹھی کرنے میں بینکوں اور مبادلہ کمپنیوں کی کوششوں کی حوصلہ افزائی کے لیے حکومت پاکستان نے ایک اقدام یہ کیا ہے کہ یہ ادارے رقم پاکستان کو منتقل کرتے ہوئے جو ٹیلی گرافک ٹرانسفر (ٹی ٹی) لاگت برداشت کرتے ہیں اسے جزوی طور پر انہی کو لوٹا دیا جاتا ہے (ہر 100 ڈالر پر 25 سعودی ریال)۔

16 اس کے نتیجے میں ٹی ٹی چارجز کی واپسی سے متعلق جون 2013ء تک کے تمام واجب الادا دعووں کا تھفیف ہو گیا ہے۔

17 گرانٹس سے عموماً بطور منتقل آمدنی منشا جاتا ہے، کیونکہ اس کے عوض فریق ثانی کوئی شے، خدمت یا اثاثہ فراہم نہیں کرتا۔ ان منتقل آمدنیوں کو ثانوی آمدنی کھاتے میں درج کیا جاتا ہے جو جاری کھاتے کا ایک ذیلی جزو ہے۔ تاہم پاکستان کو ایک دوست ملک سے جو گرانٹ ملی ہے اسے سرمایہ کھاتے میں درج کیا گیا ہے؛ وجہ یہ ہے کہ یہ ایک طویل مدتی سرمایہ جاتی گرانٹ ہے جو ملک میں ترقیاتی منصوبوں کی مالکاری کے لیے استعمال ہوگی۔

جدول 5.4: جولائی تا مارچ تکلی ترسیلات زر بلحاظ ملک							
نمونہ حصہ		سال ہال نمونہ فیصد میں		رقم ملین امریکی ڈالر میں			
م 14ء	م 13ء	م 14ء	م 13ء	م 14ء	م 13ء	م 12ء	
1.78	-0.90	11.3	-5.1	1,820.9	1,636.7	1,724.4	امریکہ
1.90	3.11	13.7	26.8	1,632.2	1,435.0	1,131.9	برطانیہ
3.98	3.33	13.8	12.2	3,391.3	2,979.3	2,655.4	سعودی عرب
1.96	-0.56	9.7	-2.6	2,288.9	2,085.9	2,140.9	متحدہ عرب امارات
2.18	-1.76	24.7	-15.8	1,140.8	914.7	1,085.8	جس میں دبئی
1.56	0.99	13.5	8.8	1,357.7	1,195.9	1,099.5	دیگر جی سی سی
0.18	0.64	8.8	41.6	230.6	211.9	149.7	بحرین
0.41	0.28	9.3	6.3	501.7	459.2	432.0	کویت
0.07	0.03	3.0	1.3	246.1	238.9	235.8	قطر
0.90	0.04	32.7	1.4	379.3	285.9	282.0	عمان
0.48	-0.05	18.5	-1.6	318.9	269.0	273.5	یورپی یونین ممالک
0.20	0.43	2.7	5.9	772.8	752.1	710.5	دیگر
		11.9	6.3	11,582.8	10,353.9	9,736.0	کل
ماخذ: بینک دولت پاکستان							

جبکہ عام قرضوں اور جز دانی رقوم کو مالی کھاتے میں شامل کیا جاتا ہے (نیچے دیکھئے)۔

5.4 مالی کھاتہ

جولائی تا مارچ مالی سال 14ء کے دوران مالی کھاتے میں خاطر خواہ بہتری نہیں آسکی۔ بیرونی سرمایہ کاری کی سطح پست رہی اور متوقع قرضہ جاتی رقوم اس مدت کے دوران موصول نہیں ہو سکیں۔

بیرونی سرمایہ کاری

جولائی تا مارچ مالی سال 14ء کے دوران خالص بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں 6.1 فیصد نمو ہوئی جو گذشتہ برس کی اسی مدت میں 5.3 فیصد تھی۔ مالی سال 14ء کی تیسری سہ ماہی میں یہ بہتری زیادہ نمایاں تھی جس میں 250 ملین ڈالر کی خالص بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کی گئی جو مالی سال 13ء کی تیسری سہ ماہی سے تقریباً 4 گنا زیادہ ہے۔ تاہم اس بحالی کا سبب مالی سال 13ء کی تیسری سہ ماہی کے مقابلے میں مالی سال 14ء کی تیسری سہ ماہی میں خام بیرونی براہ راست سرمایہ کاری رقوم کا اخراج (بے سرمایہ کاری) تھا، کیونکہ خام بیرونی براہ راست سرمایہ کاری رقوم کی آمد بحال نہیں ہو سکی (جدول 5.5)۔¹⁸

¹⁸ م 13ء کی تیسری سہ ماہی میں براہ راست بیرونی سرمایہ کاری میں خام کی غیر معمولی طور پر بلند رہی تھی کیونکہ ٹیلی مار نے اپنی پیرنٹ کمپنی کو بھاری مقدار میں قرضہ لوٹا تھا، دوسرے آئی سی آئی پاکستان نے ڈچ کمپنی Akzo Nobel کو فروخت اور اسے اپنا انضمام ختم کیا تھا۔

جدول 5.5: پاکستان میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کے جائزے ترکیبی								
ملین ڈالر	جولائی تا مارچ 13ء		تیسری سہ ماہی 13ء			تیسری سہ ماہی 14ء		
	خالص بیرونی براہ راست سرمایہ کاری	خالص بیرونی براہ راست سرمایہ کاری	رقم کی آمد	رقم کا اخراج	خالص بیرونی براہ راست سرمایہ کاری	رقم کی آمد	رقم کا اخراج	خالص بیرونی براہ راست سرمایہ کاری
کل	631.0	669.8	502.2	440.0	62.3	467.9	218.3	249.6
غذائی اشیاء	41.8	73.0	13.0	1.2	11.8	38.9	8.4	30.6
تعمیرات	7.8	55.5	10.1	17.4	- 7.4	25.2	15.0	10.2
کیمیکلز	- 73.4	76.0	33.9	136.1	- 102.3	16.0	5.1	10.9
تیل و گیس	426.1	346.9	134.4	0.5	133.8	140.4	5.4	135.0
بجلی	39.3	28.7	44.4	22.9	21.5	57.9	32.2	25.7
مواصلات	- 313.7	- 132.5	59.4	186.5	- 127.0	47.2	69.1	- 21.9
اوپر مذکور ملحق کام	- 331.6	- 138.4	51.4	180.9	- 129.6	39.9	59.6	- 19.7
مالی کاروبار	225.7	118.7	103.3	17.3	86.0	59.4	19.8	39.5
سینٹ	6.1	15.4	2.1	0.1	2.0	7.0	2.0	5.0
تعمیرات	29.4	16.0	5.8	0.7	5.1	8.4	1.9	6.5
دیگر	241.9	72.0	95.9	57.2	38.6	67.5	59.3	8.1

ماخذ: بینک دولت پاکستان

جولائی تا مارچ مالی سال 14ء کے دوران خام بیرونی براہ راست سرمایہ کاری رقوم میں گزشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں مجموعی طور پر 11.2 فیصد کمی ہوئی۔ درحقیقت ملک میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کی حالیہ سطح ملک میں سابقہ سرمایہ کاریوں کے منافع کی منتقلی سے بھی کم ہے۔¹⁹ نئی رقوم کی آمد کی قلت کی وجوہات میں نامناسب انفراسٹرکچر، توانائی کی مسلسل قلت اور امن و امان کی خراب صورت حال شامل ہیں۔ مزید برآں، جامع پالیسی پر غور و خوض کے باوجود کاروبار کرنے کی آسانیوں میں رکاوٹ بننے والی ساختی رکاوٹیں، نظم و نسق اور ٹیکس کاری جیسے مسائل ابھی تک حل طلب ہیں۔

اس کے باوجود بیرونی امکانات میں بہتری اور ان اطلاعات نے کہ چین، پاکستان میں پاک چین اقتصادی کوریڈور پروگرام کے تحت 32 ارب ڈالر کی سرمایہ کاری کی منصوبہ بندی کر رہا ہے، بیرونی سرمایہ کاری کے امکانات کے متعلق بازار کے احساسات کو مثبت کر دیا ہے۔²⁰

19 پاکستان میں موجودہ براہ راست سرمایہ کاری پر ادائیگیاں (منافع اور منافع منقسمہ کی واپسی کی صورت میں) جولائی تا مارچ 14ء کے دوران 2.1 ارب ڈالر تک جا پہنچیں۔
20 اقتصادی راہداری دونوں ملکوں کی حکومتوں کے مابین دور رس حکمت عملی کے طور پر تیار کی جا رہی ہے۔ اس کا اعلان جولائی 2013ء میں کیا گیا: یہ راہداری تیل اور گیس کی منتقلی کے لیے پاکستان کی جنوبی گواڈر بندرگاہ کو چین کے شمال مغربی خود مختار علاقے سنکیانگ سے شاہراہوں، ریلوے، اور پائپ لائنوں کے ذریعے منسلک کر دے گی۔ اس راہداری کے اطراف کے علاقوں میں ”خصوصی اقتصادی زون“ قائم کیے جائیں گے، یہ زون مقامی دستیاب خام مال اور افرادی قوت کی بنیاد پر خاص مصنوعات اور خدمات کے لیے مخصوص ہوں گے۔ بی او آئی صوبائی حکومتوں اور نیشنل انڈسٹریل پارکس کی مشاورت سے ان علاقوں کی نشان دہی پر کام کر رہا ہے جہاں یہ خصوصی زون قائم کیے جاسکتے ہیں۔ ملک بھر میں اب تک 22 مقامات کی نشان دہی ہو چکی ہے: ایک ”خصوصی اقتصادی زون“ ضلع خیر پور میں منظور کیا جا چکا ہے۔

جدول 5.6: پاکستان کے زیر مبادلہ واجبات				
تیسری سہ ماہی		جولائی تا مارچ		
مئی 14ء	مئی 13ء	مئی 14ء	مئی 13ء	ملین امریکی ڈالر
172	-252	-212	-395	زیر مبادلہ واجبات کا خالص بہاؤ
0	-3	245	-5	مرکزی بینک
332	-1	174	-339	امانتیں لینے والی کارپوریشنز
-43	-172	-395	157	عمومی حکومت
601	499	1,883	1,905	i - تہمت
0	0	0	0	آئی ایم ایف کے قرضے
353	499	1,265	1,649	دیگر طویل مدتی
248	0	618	256	قلیل مدتی
644	671	2,278	1,748	ii - بالا اقتصاد واپسی
240	136	660	226	آئی ایم ایف کے قرضے
404	405	1,618	1,131	دیگر طویل مدتی
0	130	0	391	قلیل مدتی
0	0	0	0	iii - دیگر واجبات (خالص)
-117	-76	-236	-208	دیگر شعبے
ماخذ: بینک دولت پاکستان				

زیر مبادلہ قرضے اور واجبات
مالی سال 13ء کی چوتھی سہ ماہی کے دوران پاکستان کے زیر مبادلہ واجبات میں 172 ملین ڈالر کا اضافہ ہوا جبکہ پچھلی چار سہ ماہیوں میں ان میں کمی کارہجہ تھی۔ تاہم حکومت کی جانب سے ابتدائی دوسہ ماہیوں میں بھاری قرضہ جانی ادائیگیوں کے باعث جولائی تا مارچ مالی سال 14ء میں زیر مبادلہ کے مجموعی قرضوں اور واجبات میں خالص کمی واقع ہوئی (جدول 5.6)۔

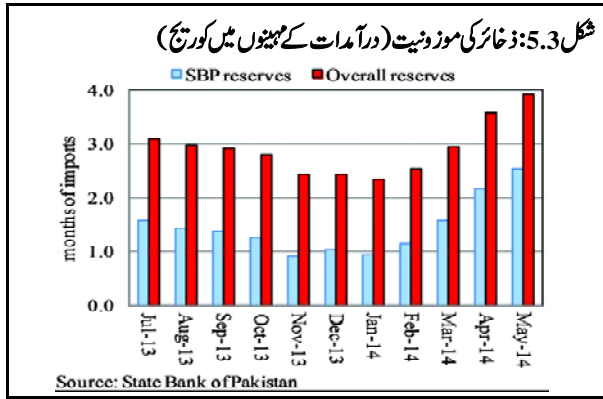
مالی سال 14ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران زیر مبادلہ قرضوں میں بیشتر اضافہ کمرشل بینکوں کی بیرونی قرض گیری میں دیکھا گیا، انہوں نے یہ قرضے ملک کے جاری حسابات کے خسارے کے ایک حصے کی مالکاری کے لیے حاصل کیے تھے (سیکشن 5.5)۔

جہاں تک سرکاری قرضوں کا تعلق ہے سہ ماہی کے دوران حکومت نے ان کی واپسی جاری رکھی، خاص طور پر طویل مدتی قرضوں کی۔ تاہم حکومت بیرونی کمرشل بینکوں کے ایک سنڈیکیٹ سے 248 ملین ڈالر کے قلیل مدتی کمرشل قرضے جمع کرنے میں کامیاب رہی تھی۔

آئندہ مہینوں میں توقع ہے کہ پاکستان کو بعض منصوبوں کی مالکاری کے لیے عالمی مالی اداروں سے مالی اعانت حاصل ہوگی۔ خاص طور پر عالمی بینک گروپ نے پاکستان کے لیے کنٹری پارٹنرشپ اسٹریٹجی کی منظوری دے دی ہے جس میں مالی سال 15ء تا مالی سال 19ء کی مدت کا احاطہ کیا گیا ہے۔ اس حکمت عملی میں مذکورہ مدت کے دوران ملک کے لیے تقریباً 11 ارب ڈالر کے پروگرام کی مالکاری شامل ہے۔ علاوہ ازیں پاکستان کو مئی 2014ء میں تقریباً ایک ارب ڈالر کا قرضہ آئی ڈی اے سے موصول ہو چکا ہے۔ مزید برآں، ایشیائی ترقیاتی بینک نے بھی حکومت کی جانب سے بجلی کے شعبے کی طویل مدتی تشکیل نو کو زیادہ پائیدار بنانے کے لیے 400 ملین ڈالر کے ایک پائیدار توانائی شعبے کے اصلاحاتی پروگرام کی منظوری دے دی ہے (چوتھا باب)۔

5.5 ذخائر اور شرح مبادلہ

ملک کے زیر مبادلہ کے ذخائر پر دباؤ میں کمی کا عمل دسمبر 2013ء میں شروع ہوا تھا کیونکہ اس وقت پاکستان نے آئی ایم ایف کو بھاری ادائیگیاں



کرنی تھیں اور سال کی بقیہ مدت میں قرضوں کی واپسی نئے قرضوں سے کی جاتی تھی۔²¹ مالی سال 14ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران ملک کے زیر مبادلہ کے ذخائر میں 1.8 ارب ڈالر کا اضافہ ہوا جبکہ مالی سال 13ء کے دوران 1.6 ارب ڈالر کی کمی واقع ہوئی تھی۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، اس بہتری کا اہم سبب 1.5 ارب ڈالر کی دوطرفہ گرانٹ کا موصول ہونا تھا۔

سہ ماہی کے دوران بینکاری نظام میں اسٹیٹ بینک کے ذخائر میں 1.9 ارب ڈالر کا اضافہ ہوا کیونکہ دوطرفہ گرانٹ براہ راست اس کے ذخائر کا حصہ بن گئی تھی۔ اسٹیٹ بینک نے بین الینک منڈی سے ہارڈ کرنسی کی براہ راست خریداری کے ذریعے اپنے زیر مبادلہ ذخائر میں مزید اضافہ کیا تھا۔ ان کوششوں کے سبب اور یورو بانڈ سے آمدنی کی وصولی کے بعد آخری 2014ء تک اسٹیٹ بینک کی درآمدی کوریج بڑھ کر 2.5 ماہ تک پہنچ گئی تھی جو آخر دسمبر 2013ء میں صرف ایک ماہ تھی (شکل 5.3)۔ مجموعی ذخائر کے لحاظ سے درآمدی کوریج بڑھ کر 3.9 مہینے ہو گئی جو آخر دسمبر 2013ء میں 2.4 مہینے تھی۔ دوسری جانب سہ ماہی کے دوران کمرشل بینکوں کے ذخائر میں 125 ملین ڈالر کی کمی واقع ہوئی جس کا اہم سبب تیل کی بھاری ادائیگیوں کے لیے ایف ای 25 امانتوں کا استعمال تھا۔²³

مجموعی طور پر، جولائی تا مارچ مالی سال 14ء کے دوران پاکستانی روپے کی قدر میں 1.1 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 4.0 فیصد کمی ہوئی تھی۔ تاہم پاکستانی روپے کی مساوات میں بیشتر بہتری مالی سال 14ء کی تیسری سہ ماہی میں ریکارڈ کی گئی جب پاکستانی روپے کی قدر میں 6.9 فیصد اضافہ ہو گیا جس نے مالی سال 14ء کی پہلی ششماہی کے دوران قدر میں ہونے والی 5.4 فیصد کمی کا اثر زائل کر دیا تھا۔ پاکستانی روپے کی قدر میں بیشتر اضافہ 10 تا 12 مارچ 2014ء کے درمیان ہوا (شکل 5.4)۔²⁴ پاکستان کو 750 ملین ڈالر کی دوسماوی اقساط میں ایک دوست ملک کی گرانٹ موصول ہوئی تھی، پہلی قسط فروری 2014ء کے تیسرے ہفتے اور دوسری مارچ 2014ء کے پہلے ہفتے میں۔

جب پہلی قسط موصول ہوئی تھی تب بین الینک منڈی نے رد عمل ظاہر نہیں کیا تھا، حتیٰ کہ اس وقت بھی جب 27 فروری کو زیر مبادلہ کے ذخائر کا

21 دسمبر 2013ء میں جاری کھاتے میں 157 ملین ڈالر کی فاضل رقم بھی آئی۔

22 نومبر 2013ء میں آئی ایم ایف کو بھاری ادائیگیاں کرنے کے بعد سے بیرونی شعبے کا منظر نامہ خاصا بہتر ہوا ہے۔ یہ بات جولائی تا نومبر 14ء کے دوران روپے کی قدر میں مجموعی طور پر 8.2 فیصد کمی کے بعد دسمبر 2013ء میں 3 فیصد اضافے سے عیاں ہے۔ تاہم یہ بہتری شرح سود کی سمت پر منڈی کے موقف سے ہم آہنگ نہیں ہے: اس مہینے کے دوران ٹی ٹی ٹی نیلامیوں میں بینک تین ماہی وثیقہ جات ہی کے لیے بولیاں دیتے رہے۔ جب دسمبر کی گرانٹ کے اعداد و شمار (اولیٰ جنوری میں) آئے۔ جن کے مطابق گذشتہ ماہ کے مقابلے میں 1.7 فیصدی درجوں کی تیز رفتار کمی واقع ہوئی، تب منڈی نے ریٹ میں کمی کی توقع کرنی شروع کر دی۔ مستحکم روپے، اور دسمبر کے جاری کھاتے میں فاضل رقم سے ان توقعات کو تقویت ملی۔ منڈی کی توقعات میں زیادہ نمایاں تبدیلی مارچ 2014ء میں دیکھی گئی جب پاکستان کو 1.5 ارب ڈالر کی دوطرفہ گرانٹ موصول ہوئی، اور روپے کی قدر میں تیزی سے بہتری آئی (اس پر بعد میں تفصیلی بحث کی جائے گی)۔

23 کمرشل بینکوں کے ذخائر کا تخمینہ لگانے کے لیے ایف ای 25 امانتوں میں سے تجارتی ماکاری کو منہا کیا جاتا ہے۔

24 10 مارچ تا 12 مارچ 2014ء کے دوران روپے کی قدر 5.1 فیصد بڑھی، اسی طرح 13 مارچ تا 18 مارچ 2014ء کے دوران ایک فیصدی درستی (correction) ہوئی۔

اعلان کر دیا گیا تھا (شکل 5.4)۔²⁵ اس کا سبب یہ ہے کہ ان رقوم کا ماخذ کسی کو معلوم نہیں تھا اور بازار نے زیر مبادلہ کے ذخائر کو متوقع دو طرفہ اور کثیر طرفہ رقوم کی آمد اور ترسیلات زر کی بلند سطح سے منسوب کیا تھا۔ تاہم جب دوسری قسط (7 مارچ 2014ء کو ختم ہونے والے ہفتے میں) موصول ہوئی تو زیر مبادلہ ذخائر کے اعداد و شمار کا اعلان ہونے سے قبل ہی اس کے رد عمل میں بازار میں افراتفری پھیل چکی تھی۔²⁶ اس کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں: اوّل، وزیر خزانہ کی جانب سے 10 مارچ کو دیے گئے پریس بیان میں زیر مبادلہ کے ذخائر (بشمول دونوں موصولہ اقساط) کی سطح کا انکشاف اور یہ دعویٰ کہ آخر مارچ 2014ء تک زیر مبادلہ کے ذخائر 10.0 ارب ڈالر تک پہنچ جائیں گے۔²⁷ دوم، بین الینک منڈی میں برآمد کنندگان کی جانب سے افراتفری کی کیفیت میں فروخت، خاص طور پر اس وقت جب بعض بڑے برآمد کنندگان نے بھاری مقدار میں اپنی تحویل میں موجود زیر مبادلہ کو فروخت کر دیا، اس توقع میں کہ اس کے بعد سعودی عرب کی جانب سے تیل کی ادائیگیوں کو مؤخر کیا جاسکتا ہے جیسے پاکستان کو 1998ء کے آخر میں یہ سہولت دی گئی تھی۔

گرانٹ موصول ہونے اور اضافی رقوم کی آمد کی توقعات کے علاوہ سہ ماہی کے دوران بعد دیگر عوامل نے بھی بین الینک شرح مبادلہ پر دباؤ کو کم کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ یہ عوامل ذیل میں دیے گئے ہیں:

ایف ای 25 امانتوں سے درآمدی مالکاری

جیسا کہ دوسری سہ ماہی رپورٹ میں بیان کیا جا چکا ہے، درآمد کنندگان نے مالی سال 14ء کی پہلی ششماہی کے دوران اپنے درآمدی بل کے ایک حصے کی مالکاری کمرشل بینکوں سے قرض لے کر کی تھی۔²⁸ اس سے درآمد کنندگان کو مستحکم شرح مبادلہ کی صورت حال میں پاکستانی روپے اور زیر مبادلہ قرضوں کے درمیان موجودہ شرح سود کے وسیع تفرق کا فائدہ اٹھانے میں مدد ملی۔ علاوہ ازیں، زیر مبادلہ قرضوں سے درآمدات کی مالکاری کے باعث شرح مبادلہ پر دباؤ ان قرضوں کی عرصیت مکمل ہونے تک مؤخر ہو گیا تھا۔ ان میں سے بیشتر قرضوں کی عرصیت 3 ماہ تھی۔ مالی سال 14ء کی تیسری سہ ماہی میں عرصیت مکمل کرنے والے بعض قرضوں کا اجراء ثانی کیا گیا، اور خصوصاً جو تیل کی بازارکاری کرنے والی کمپنیوں اور ریفائنیوں نے لیے تھے۔²⁹ ان کمپنیوں کو گردشی قرض دوبارہ نمودار ہونے کی وجہ سے سیالیت میں مشکلات کا سامنا تھا۔³⁰

بیرون ملک سے کمرشل بینکوں کی زیر مبادلہ قرض گیری

کمرشل بینکوں نے مالی سال 14ء کی تیسری سہ ماہی میں جاری کھاتے کا فرق پورا کرنے کے لیے بیرون ملک سے 332 ملین ڈالر کی قلیل مدتی زیر مبادلہ فنڈنگ کا بندوبست کیا تھا جس میں بینکوں نے مارچ 2014ء میں 242 ملین ڈالر قرض لیا۔ کمرشل بینکوں کی بیرون ملک سے زیر مبادلہ کی ضروریات بلند سطح پر تھیں کیونکہ اسٹیٹ بینک نے بین الینک منڈی سے ہارڈ کرنسی کی سپلائی خریداری شروع کر دی تھی (دیکھئے فٹ نوٹ 26)۔

25 اسٹیٹ بینک ہفتے کے اختتام پر زیر مبادلہ کے کل ذخائر کے اعداد و شمار ہر جمعرات کو جاری کرتا ہے۔

26 اسٹیٹ بینک نے زیر مبادلہ ذخائر پر پڑا (بشمول دوسری قسط) 13 مارچ 2014ء کو جاری کیا۔

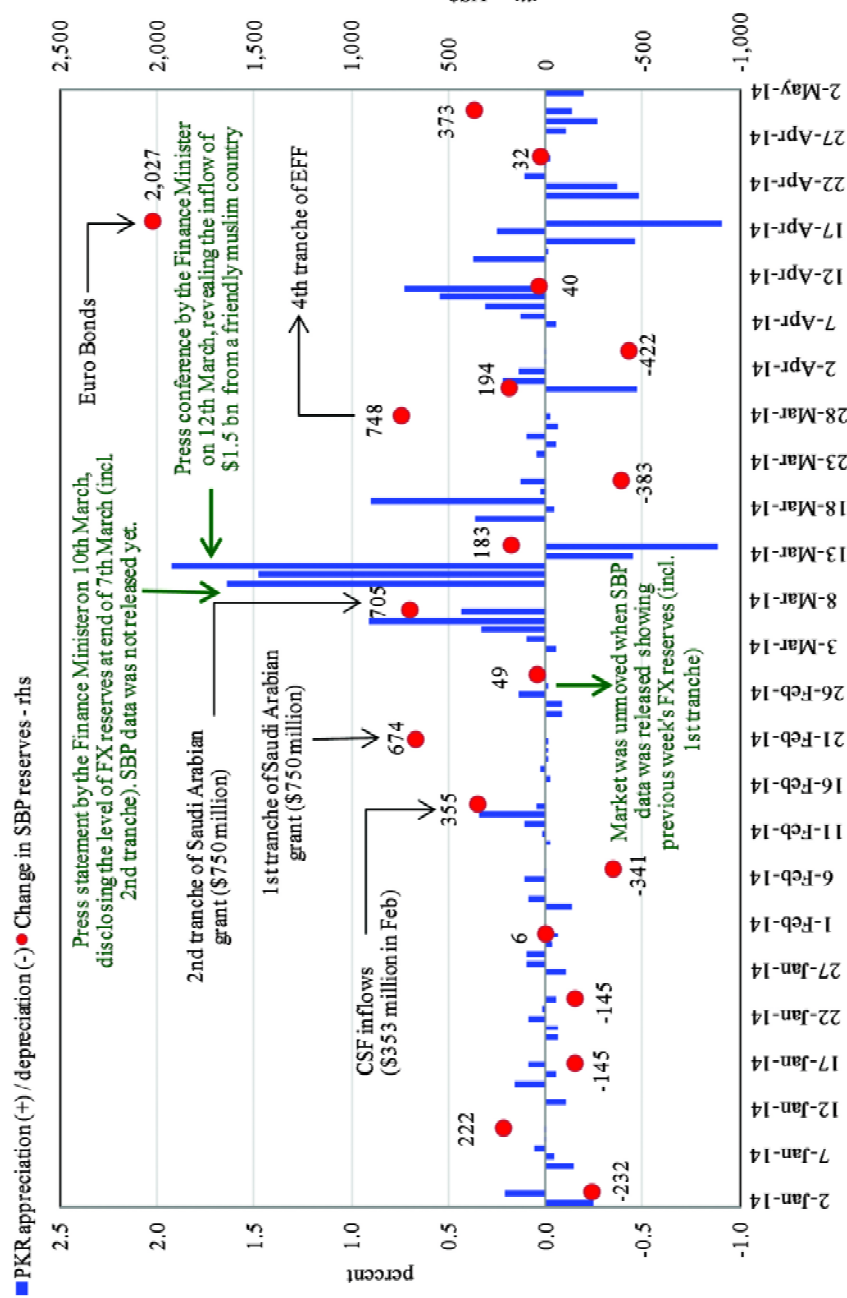
27 دوروز بعد 12 مارچ 2014ء کو وزیر خزانہ نے بتایا کہ پاکستان کو ایک دوست مسلم ملک سے مجموعی طور پر 1.5 ارب ڈالر موصول ہوئے ہیں۔

28 بینکوں کو درآمد کنندگان اور برآمد کنندگان کو ان بیرونی کرنسی امانتوں کے عوض زیر مبادلہ قرض دینے کی اجازت ہے (جنہے عام طور پر ایف ای 25 امانتیں کہتے ہیں) جو ان کے پاس رکھوائی گئی ہوں۔

29 م 14ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران ایف ای 25 امانتوں کے عوض درآمدی مالکاری کے اسٹاک میں صرف 155 ملین ڈالر اضافہ ہوا تھا، جبکہ اس سے پہلے کی سہ ماہی میں 449 ملین ڈالر اضافہ ہوا تھا۔

30 پاکستانی روپے اور زیر مبادلہ قرضوں کے مابین شرح سود کا تفرق مالی سال 14ء کی تیسری سہ ماہی کے آخر تک بڑھ کر 8.1 ملین ڈالر تک پہنچ گیا، جو آخر جون 2013ء تک صرف 220 ملین ڈالر تھا۔

شکل 5.4: اسٹیٹ بینک کے ذخائر اور پاکستانی روپے کی شرح مبادلہ میں تبدیلیاں



Source: State Bank of Pakistan

سونے کی درآمد پر پابندی

حکومت پاکستان نے جنوری 2014ء کے لیے ڈیوٹی فری اسکیم کے تحت سونے کی درآمد پر پابندی عائد کر دی تھی۔ بعد ازاں اس پابندی میں فروری 2014ء تک توسیع کر دی گئی۔ ایسا سونے کی درآمد سے گریز کے لیے کیا گیا تاکہ اس کی بھارت کو اسمگلنگ روکی جاسکے کیونکہ اس نے سونے کی درآمد پر پابندی عائد کر دی تھی (شکل 5.5)۔

مذکورہ بالا بحث سے واضح ہے کہ مالی سال 14ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران پاکستانی روپے کی قدر میں اضافہ قوم کی یکبارگی آمد کے اثرات کی وجہ سے ہوا تھا جس کے نتیجے میں بازار کے احساسات میں بہتری آگئی تھی اور قلیل مدتی بندوبست نے زرمبادلہ کا دباؤ کم کر دیا تھا۔ اس لیے پاکستانی روپے کی قدر میں اضافہ بے ربط تھا جس کی وجہ سے سہ ماہی کے دوران قلیل مدتی اور روزمرہ اتار چڑھاؤ میں تیزی دیکھی گئی۔ اس تیزی سے کمی کا ایک اور نتیجہ کرب مارکیٹ پر پییم بڑھنے کی صورت میں برآمد ہوا۔ 13 مارچ تا آخر اپریل 2014ء کے دوران اوسط کرب پر پییم 1.7 پاکستانی روپیہ فی امریکی ڈالر رہا۔

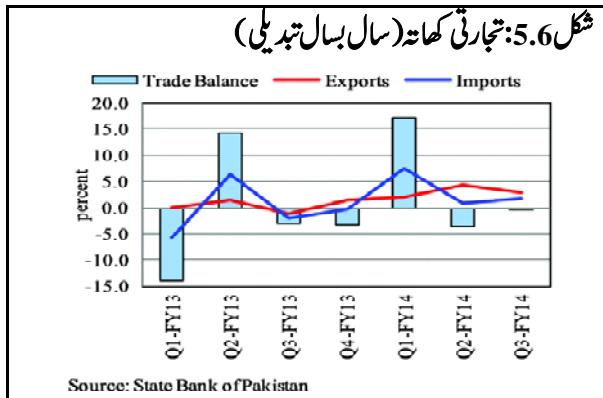
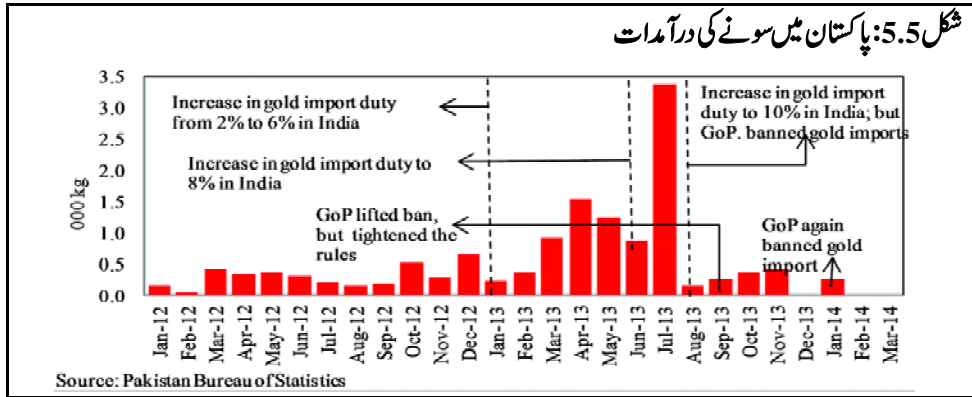
کرب پر پییم کے بڑھنے میں طلب و رسد دونوں قسم کے عوامل نے کردار ادا کیا: چونکہ پاکستانی روپے کی قدر میں بیشتر اضافہ تین ایام کار کے اندر ہوا تھا، اس لیے شرح مبادلہ کی پائیداری پر اعتماد کا فقدان موجود رہا اور کرب مارکیٹ سے ڈالروں کی نقد خریداری کا رجحان شدت اختیار کر گیا جس سے زرمبادلہ کمپنیوں (ایف ای سیز) پر دباؤ بڑھ گیا۔ دوسری جانب، مبادلہ کمپنیوں نے پاکستانی روپے کی مساوات میں تبدیلی کی توقع کرتے ہوئے زرمبادلہ کی ذخیرہ اندوزی شروع کر دی۔ ان کمپنیوں میں زرمبادلہ کی قلت کا تصور افراتفری کے احساس کے ساتھ شامل ہو گیا۔ درحقیقت، کرب مارکیٹ بظاہر غیر فعال ہو گئی تھی کیونکہ عوام کے لیے نامزد نرخوں پر زرمبادلہ ڈالرز کی خریداری مشکل ہو گئی تھی۔³¹ حکومت اور اسٹیٹ بینک دونوں نے بیانات کے ذریعے ایف ای سیز اور بازار کے دیگر فریقوں کو یہ ہدایت بھی کی کہ وہ غیر ضروری سٹے بازی سے گریز کریں۔³²

اس حقیقت کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ پاکستان نے آئی ایم ایف کو بھاری ادائیگیاں کر دی ہیں، اور مالی سال 14ء کی چوتھی سہ ماہی میں زرمبادلہ قوم کی آمد متوقع ہے، ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ شرح مبادلہ کی موجودہ سطح قلیل تا وسط مدت کے درمیان پائیدار رہے گی۔³³ اسٹیٹ بینک کی جانب سے بازار مبادلہ کے انتظام کے دو مقاصد تھے: شرح مبادلہ میں اضافی اتار چڑھاؤ کو محدود کرنا اور زرمبادلہ کے ذخائر میں بتدریج اضافہ۔ اسٹیٹ بینک کے ذخائر کی حالیہ سطح آخر جون 2013ء کی سطح سے تجاوز کر گئی ہے اس لیے پاکستانی روپے کی حالیہ مساوات کا اس سطح پر پہنچنا، جس پر وہ سال کے آغاز پر تھا، غیر معمولی نہیں لگتا۔

31 منقولی شواہد بتاتے ہیں کہ مبادلہ کمپنیوں نے مقررہ شرحوں پر فروخت نہیں کی، لیکن خریدار نے بلند شرح پیش کی تو وہ نرم پڑ گئیں۔

32 ان اقدامات، اور اپریل اور مئی 2014ء کے اواخر میں بین الاقوامی مالی اداروں سے ناموار بازار ادائیگیوں کے نتیجے میں کرب مارکیٹ میں پھر سے سکون آ گیا اور مئی 2014ء میں پر پییم گزرا۔

33 پاکستان کو ایٹمی بینک سے 400 ملین ڈالر اور عالمی بینک سے ایک ارب ڈالر بالترتیب اپریل اور مئی 2014ء میں مل چکے ہیں۔



5.6 بیرونی تجارت

جولائی تا مارچ مالی سال 14ء کے دوران پاکستان کا تجارتی خسارہ 12 ارب ڈالر تھا جو گزشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں 3.8 فیصد اضافے کو ظاہر کر رہا ہے۔ درحقیقت، اس میں بیشتر خسارہ سال کی پہلی سہ ماہی میں اس وقت ہوا تھا جب درآمدات تیزی سے بڑھ گئی تھیں (شکل 5.6)۔ درآمدات کی بلند نمو کا باعث بننے والے عوامل میں پیٹرولیم مصنوعات (بجلی شعبے کے گردش قرضے کے تصفیے کے بعد)، ٹیلی

کام مشینری اور بجلی کی پیداوار، کھاد اور دھات شامل ہیں۔ دوسری جانب، جولائی تا مارچ مالی سال 14ء کے دوران برآمدات بھی کچھ بحالی کو ظاہر کر رہی ہیں جس کے اسباب میں جی ایس پی پلس حیثیت کا ملنا، جس سے ٹیکسٹائل اور چمڑے کی برآمدات کو تقویت ملی، پیٹرولیم مصنوعات کی بلند برآمدات، کیونکہ تیل کی ریفائنریوں نے پیداوار بڑھادی تھی اور ہدف سے زائد فصل کے باعث چاول کی برآمدات شامل ہیں۔³⁴

برآمدات

جولائی تا مارچ مالی سال 14ء کے دوران برآمدات 3.0 فیصد نمو کے ساتھ بڑھ کر 18.9 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں جو گزشتہ برس کی اسی مدت میں 18.3 ارب ڈالر تھیں۔ معمول کے مطابق برآمدات میں نصف حصہ ٹیکسٹائل شعبے کا تھا جس میں زیر جائزہ مدت کے دوران 6.3 فیصد سال بسال نمو ہوئی۔³⁵

³⁴ چاول کی پیداوار 6.2 ملین میٹرک ٹن ہدف کے مقابلے میں 6.8 ملین میٹرک ٹن ہوئی۔

³⁵ گزشتہ سال اسی عرصے کے دوران ٹیکسٹائل کی برآمدی نمو منفی تھی اور برآمدات کو بحیثیت مجموعی منفی نمو ملی تھی۔

جدول 5.7: ٹیکسٹائل برآمدات (جولائی تا مارچ)				
ٹیکسٹائل برآمدات کی مجموعی حصہ (فیصد)		برآمدات کی قدر		ملین امریکی ڈالر
م 14ء	م 13ء	م 14ء	م 13ء	
0.3	-3.0	191.5	161.2	کپاس
0.6	3.1	1612.0	1553.1	دھاگہ
1.1	0.0	2051.1	1944.4	سوتی کپڑا
-0.3	0.5	494.6	526.6	دیگر ٹیکسٹائل مواد
0.0	-1.8	321.3	324.4	سیٹھیٹک ٹیکسٹائلز
1.1	-2.7	1634.9	1527.7	نٹ ویئر
1.6	-0.7	1530.1	1375.4	چادریں
0.2	0.2	541.3	518.9	تولے
1.1	1.9	1351.5	1241.3	تیارملبوسات
0.6	0.4	462.7	409.8	دیگر ٹیکسٹائل اشیاء
6.3	-2.1	10191.0	9582.8	مجموعی ٹیکسٹائلز
ماخذ: بینک دولت پاکستان				

ٹیکسٹائل برآمدات

ٹیکسٹائل برآمدات میں ساری نمو کو بلند برآمدی مقداروں سے منسوب کیا جاسکتا ہے کیونکہ قیمت کا اثر بے حد معمولی رہا۔ مالی سال 14ء کے ابتدائی نو مہینوں کے دوران پاکستان نے دھاگے، سوتی کپڑوں، نٹ ویئر، چادروں اور تیارملبوسات کا بلند حجم برآمد کیا تھا۔ توانائی کی رسد میں بہتری اور جی ایس پی پلس سے پیدا ہونے والے مواقع ٹیکسٹائل شعبے کی پیداوار اور برآمدی کاروبار کو بڑھانے میں معاون ثابت ہوئے۔

اگرچہ جی ایس پی پلس ٹیکسٹائل تک محدود نہیں ہے تاہم پاکستانی ٹیکسٹائل اپنے مستحکم انفراسٹرکچر، عالمی تجارت میں مہارت اور تخصیصی افرادی قوت کے

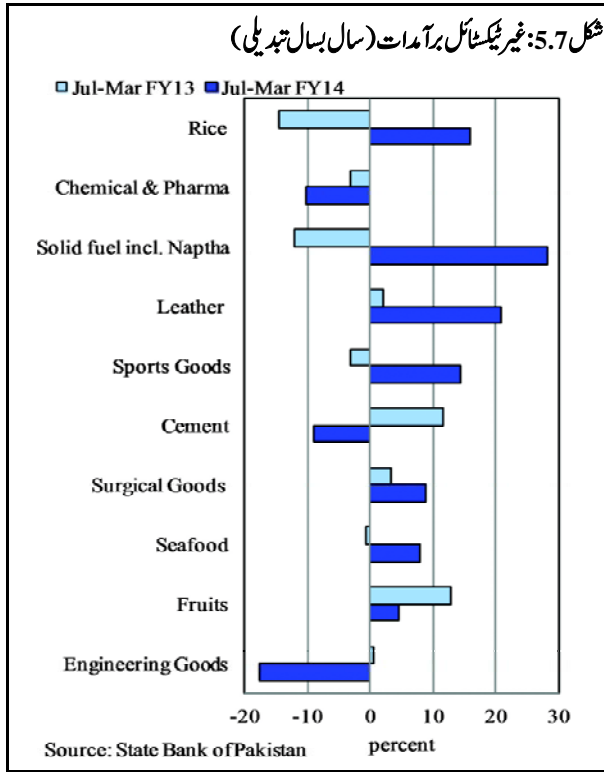
باعث اس سہولت سے فائدہ اٹھانے کی بہتر پوزیشن میں ہیں۔ اس سے قطع نظر، ان فوائد سے بھرپور استفادہ اسی وقت ممکن ہے کہ اس شعبے کو توانائی اور دیگر خام مال، خصوصاً کپاس کی مناسب رسد دستیاب ہو۔ تاہم اس شعبے کو خطرہ بھی لاحق ہے کیونکہ یورپی یونین کی جانب سے متعارف کردہ حفاظتی اقدامات کے باعث ہماری موجودہ برآمدی بنیاد میں بہت زیادہ گنجائش موجود نہیں کیونکہ اجناس میں ہماری برآمدات کے ارتکاز کی سطح بلند ہے۔³⁶ اس طرح، پاکستان کو وسط تا طویل مدت میں جی ایس پی پلس حیثیت سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کے لیے اپنی برآمدات کو متنوع بنانے پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

غیر ٹیکسٹائل برآمدات

جہاں تک غیر ٹیکسٹائل مصنوعات کا تعلق ہے اس میں زیر جائزہ مدت کے دوران اگرچہ چاول، چمڑے، کھیلوں کے سامان، سمندری غذا اور پیٹرولیم مصنوعات کی برآمدات میں اضافہ ہوا ہے لیکن سینٹ، انجینئرنگ سامان، کیمیکلز اور ادویات کی برآمدات میں کمی آئی ہے (شکل 5.7)۔ تجارتی شعبے میں شامل نمایاں شعبوں (علاوہ ٹیکسٹائل) کو ذیل میں دیا گیا ہے:

الف۔ چاول۔ برآمدات میں ٹیکسٹائلز کے بعد چاول دوسرے نمبر پر ہے۔ جولائی تا مارچ مالی سال 14ء کے دوران اس میں 15.9 فیصد کی مضبوط نمو ہوئی جبکہ گزشتہ برس کی اسی مدت میں 14.5 فیصد کی کمی ہوئی تھی۔ برآمدات کی آمدنی بڑھنے میں مقدار اور قیمت دونوں کے

³⁶ یورپی یونین نے کسی ایک جس کے درآمدی حجم پر حد عائد کر دی ہے، یعنی اس جس کا حجم یورپی یونین کی مجموعی جی ایس پی درآمدات کے 6 فیصد سے زائد نہیں بڑھنا چاہیے۔ قبل ازیں یہ پابندی مجموعی شعبے پر عائد تھی۔



اثرات شامل تھے۔

ب) جولائی تا مارچ مالی سال 14ء کے دوران مچھلی اور مچھلی کی تیار مصنوعات کی برآمدات 8.0 فیصد اضافے کے ساتھ بڑھ کر 254 ملین ڈالر تک پہنچ گئیں۔ سمندری غذا کی برآمدات میں اضافے کی وجوہات یہ ہیں: (1) یورپی یونین کے ممالک کو ترسیل کی بحالی (2) چینی منڈی کو برآمدات میں اضافہ اور (3) منجمد مچھلی اور جھینگوں جیسی خول دار سمندری حیات کی زیادہ بیرون ملک فروخت۔³⁷

ج) جولائی تا مارچ مالی سال 14ء کے دوران مجموعی برآمدات میں پیٹرولیم مصنوعات (بشمول نیفتھا) کا حصہ 25 فیصد تھا۔³⁸ 2000ء کی دہائی کے اوائل سے نیفتھا کی پاکستانی برآمدات میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے تاہم مالی سال 14ء کے دوران اس کا برآمدی حجم غیر معمولی سطح پر تھا کیونکہ تیل کی ریفاکزیوں نے سال کی پہلی سہ ماہی کے

دوران گردش قرضے کے تصفیے کے بعد سیالیت کی زیادہ مستحکم صورت حال کو استعمال کرتے ہوئے اپنی پیداواری گنجائش میں اضافہ کر دیا تھا۔³⁹

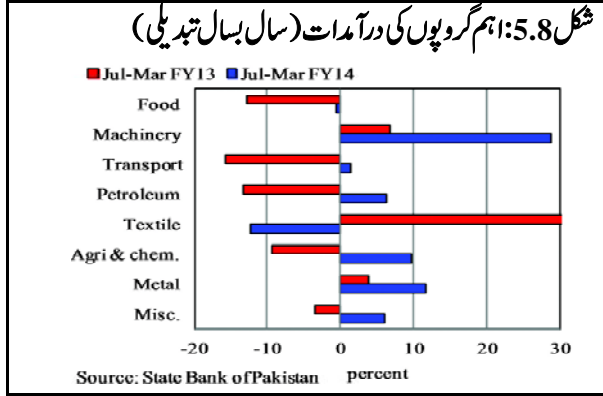
پاکستانی نیفتھا کی اہم منڈیوں میں چین، بھارت، جاپان، کوریا اور متحدہ عرب امارات شامل ہیں۔ آئندہ مہینوں میں پیرکسی لین (paraxylene)، جو نیفتھا کو بطور خام مال استعمال کرتا ہے کی بلند عالمی طلب اس جنس کی عالمی تجارت میں پاکستان کو اپنا حصہ بڑھانے کے لیے مواقع فراہم کر سکتی ہے۔

د) جولائی تا مارچ مالی سال 14ء کے دوران چمڑے، جو پاکستان کی ایک روایتی برآمدات ہے، کی برآمد میں 17.2 فیصد سال بسال نمو ہوئی جبکہ گزشتہ برس کی اسی مدت میں 4.2 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ لیڈر مینوفیکچررز ایسوسی آف پاکستان کے مطابق چمڑے کی عالمی برآمدات میں پاکستان کا

³⁷ م س 13ء میں سمندری غذا کی مجموعی برآمدی آمدنی کا تقریباً ایک تہائی چین اورویت نام سے آیا تھا۔

³⁸ تیل کی صفائی کے عمل سے ایک ذیلی پیداوار نیفتھا حاصل ہوتی ہے، اسے مزید صاف کر کے ہائی اوکٹین ایندھن، اور پلاسٹک اور مصنوعی فائبر کی صنعتوں میں استعمال ہونے والے کیمیکل بنائے جاتے ہیں۔

³⁹ پاکستان دفنہ شریات سے جاری کردہ بڑے پیمانے کی اشیاء سازی کے ڈیٹا سے پتہ چلتا ہے کہ جولائی تا فروری م س 14ء کے دوران پیٹرولیم کی پیداوار گزشتہ سال کے اسی عرصے کے مقابلے میں 8.6 فیصد بڑھی۔



حصہ صرف 2 فیصد ہے اور توانائی کی فراہمی میں تعطل، غیر ہنرمند افرادی قوت اور پرانی مشینری کے استعمال جیسے دیرینہ حل طلب مسائل کو حل کرنے کی منظم کوششوں کے ذریعے اس میں مزید اضافہ کیا جاسکتا ہے۔

ہ) جولائی تا مارچ مالی سال 14ء کے دوران سینٹ کی برآمدات سست روی کا شکار ہو گئیں اور پست مقدار اور برآمدی قیمت کی وجہ سے ان میں 9.0

فیصد کمی ہوئی۔ بڑھتی ہوئی پیداواری لاگت نے سینٹ کی پیداوار کو متاثر کیا جبکہ ایران سے مسابقت کے باعث افغانستان کو برآمدات کم ہو گئیں۔

درآمدی ادائیگیاں

جولائی تا مارچ مالی سال 14ء کے دوران مجموعی درآمدات میں 3.4 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گزشتہ برس کی اسی مدت میں ان میں 0.6 فیصد کمی ہوئی تھی۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، درآمدات میں اس اضافے کا اہم سبب مشینری، پیٹرولیم، کھاد اور دھاتوں کی بلند طلب تھی (شکل 5.8)۔ درآمدی بل میں اضافہ بڑی حد تک بلند مقدار کا نتیجہ تھا کیونکہ قیمت کا اثر مخفی رہا تھا۔

جولائی تا مارچ مالی سال 14ء کے دوران مشینری کی درآمدات میں 28.7 فیصد سال بسال نمو ہوئی جو پاکستان میں بڑے پیمانے کی اشیاء سازی کے شعبے کے لیے خوش آئند ہے۔ مشینری کی درآمدات میں سب سے بڑا حصہ تعمیرات کے شعبے کا تھا جس کے بعد ٹیلی کام، ٹیکسٹائل اور بجلی کی پیداوار کا نمبر آتا ہے۔

اس مدت کے دوران پیٹرولیم مصنوعات کی درآمدات 6.3 فیصد بڑھ گئیں جس کا سبب مقدار کی بلند سطح تھی کیونکہ جولائی تا مارچ مالی سال 14ء کے دوران اکائی قیمت کم ہو گئی تھی۔ اس اضافے میں بڑا حصہ فرنس آئل، پیٹینٹس کے تھنر (thinner)، لبریکیٹنگ آئل اور موٹر اسپرٹ آئل کا تھا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس کا سبب ٹرانسپورٹ کے شعبے کو سی این جی رسد کی اکثر و بیشتر بندش تھی۔

کھاد کی بلند ملکی طلب کے باوجود جولائی تا مارچ مالی سال 14ء کے دوران اس کی درآمدات میں 20.2 فیصد اضافہ ہوا۔⁴⁰ یہ اضافہ حکومت کی جانب سے ریجن 2013-14ء کے لیے 0.5 ملین ٹن یوریا کی درآمد کے فیصلے کا نتیجہ تھا۔ کھاد کی درآمدات کا موجودہ رجحان جاری رہنے کا امکان ہے کیونکہ موسم خریف کے لیے 0.35 ملین ٹن یوریا کی درآمد کا تخمینہ لگایا گیا ہے۔

40 صنعت کے ذرائع نے بتایا کہ اس عرصے کے دوران کھاد کے اہم کارخانے اندازاً 90 فیصد استعداد پر کام کر رہے تھے۔

فہرست اصطلاحات (انگریزی حروف تہجی کے لحاظ سے)

Administered Price Index	سرکاری اشاریہ قیمت
broad money	زرو سچ
circular debt	گردشی قرضہ
commodity finance	اجناسی مالکاری
consumer durables	پائیدار صارفی اشیاء
core inflation	قوزی گرائی
current account deficit	جاری حسابات کا خسارہ
cut-off rate	قطع شرح سود
financial account	مالی کھاتہ
fixed investment loans	معین سرمایہ کاری قرضے
food inflation	غذائی گرائی
Foreign Direct Investment	براہ راست بیرونی سرمایہ کاری
large scale manufacturing	بڑے پیمانے کی اشیاء سازی
liquidity	سیالیت
monetary aggregates	زری مجموعے
Net Domestic Assets	خالص ملکی اثاثے
Net Foreign Assets	خالص بیرونی اثاثے
open market operations	بازار کے سودے
perishable items	تلف پذیر اشیاء
spread	تفاوت
subsidy	زر اعانت
trade financing	تجارتی مالکاری

فہرست اصطلاحات (اردو حروف تہجی کے لحاظ سے)

commodity finance	اجناسی مالکاری
open market operations	بازار زر کے سودے
Foreign Direct Investment	براہ راست بیرونی سرمایہ کاری
large scale manufacturing	بڑے پیمانے کی اشیا سازی
consumer durables	پائیدار صارفی اشیا
trade financing	تجارتی مالکاری
spread	تفاوت
perishable items	تلف پذیر اشیا
current account deficit	جاری حسابات کا خسارہ
Net Foreign Assets	خالص بیرونی اثاثے
Net Domestic Assets	خالص ملکی اثاثے
subsidy	زراعت
broad money	زرو سنج
monetary aggregates	زری مجموعے
Administered Price Index	سرکاری اشاریہ قیمت
liquidity	سیالیت
food inflation	غذائی گرانی
cut-off rate	قطع شرح سود
core inflation	قوزی گرانی
circular debt	گردشی قرضہ
financial account	مالی کھاتہ
fixed investment loans	معین سرمایہ کاری قرضے